

www.markazahlesunnat.com

روداد مباحثہ اہلسنت و وہابیہ

مناظرہ اداری



مرتبہ

حضرت مولانا ابوطاہر محمد طیب صاحب دانا پوری

قادری، برکاتی، نوری۔ رحمۃ اللہ علیہ

ناشر:- مرکز اہلسنت برکات رضا

لام احمد رضا روڈ، پور بندر (گجرات)



www.markazahlesunnat.com

”جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں“

نام کتاب	:	”روداد مباحثہ اہلسنت و وہابیہ“ (مناظرہ اداری)
مصنف	:	مولانا ابوطاہر محمد طیب صاحب قادری، برکاتی، نوری
		دانا پوری، دام مجد، ہم العالی
تصحیح، تخریج، تسہیل وغیرہ	(۱):	خلیفہ مفتی اعظم ہند، مناظر اہلسنت، ماہر رضویات
	(۲):	علامہ عبدالستار ہمدانی ”مصروف“ (برکاتی، نوری)
کمپوزنگ	:	علامہ مصطفیٰ رضا رضوی، میمنی۔ پور بندر
سن طباعت	:	حافظ محمد عمران جیبی۔ مرکز۔ پور بندر
تعداد	:	اگست ۲۰۱۴ء مطابق شوال المکرم ۱۴۳۵ھ
ناشر	:	گیارہ سو (۱۱۰۰)
	:	مرکز اہل سنت برکات رضا
	:	امام احمد رضا روڈ، میمن واڈ، پور بندر۔ (گجرات)

- : ملنے کے پتے :-

- (1) Mohammadi Book Depot. 523, Matia Mahal. Delhi
- (2) Kutub Khana Amjadia. 425, Matia Mahal. Delhi
- (3) Farooqia Book Depot. 422/C Matia Mahal. Delhi
- (4) Maktaba-e-Raza. Dongri. Bombay
- (5) New Silver Book Depot. Mohammad Ali Road. Bombay
- (6) Maktaba-e-Rahmania. Opp: Dargah Aala Hazrat-Bareilly

مسئلک اعلیٰ حضرت زندہ باد ☆ مسیٰ بنام تاریخ ☆ مسلک اعلیٰ حضرت زندہ باد

”روداد مباحثہ اہلسنت و وہابیہ“

۲۳ جمادی الآخر ۱۳۵۲ھ سے ۲۶ جمادی الآخر ۱۳۵۲ھ تین دن تک اہلسنت کے مناظر شیر پیشہ اہلسنت، ابوالفتح، عبیدالرضا، حضرت مولانا محمد حشمت علی خاں صاحب، قادری، رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان اور دیوبندی، وہابی جماعت کے مناظر مولوی منظور نعمانی سنبھلی کے درمیان بمقام ”ادری“ ضلع اعظم گڑھ (یو۔ پی) میں معرکہ الآرا اور تاریخی مناظرہ کی مکمل روداد جس میں اہلسنت کی فتح مبین اور دیوبندیوں کی ذلت آمیز شکست فاش کا مفصل بیان۔ یعنی:-

مناظرہ اداری

- : مرتب :-

مولانا ابوطاہر محمد طیب صاحب دانا پوری

قادری، برکاتی، نوری (علیہ الرحمۃ والرضوان)

- : تصحیح، تخریج، تشکیل، تسہیل، تفہیم و تقدیم :-

خلیفہ مفتی اعظم ہند، مناظر اہلسنت، ماہر رضویات

علامہ عبدالستار ہمدانی ”مصروف“ (برکاتی، نوری)

- : ناشر :-

امام احمد رضا روڈ، میمن واڈ
پور بندر، گجرات (الہند)

مركز اہل السنۃ برکات رضا





از: خلیفہ مفتی اعظم ہند، مناظر اہلسنت، ماہر رضویات، صاحب تصانیف کثیرہ

علامہ عبدالستار ہمدانی ”مصرف“ (برکاتی-نوری)

بسم الله الرحمن الرحيم ÷ نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

مناظر اعظم اہلسنت، مظہر سرکار اعلیٰ حضرت، ابوالفتح، شیر بیشہ اہلسنت، حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد حشمت علی خاں صاحب لکھنوی، ثم پہلی بھیتی علیہ الرحمۃ والرضوان کی ولادت باسعادت صوبہ یو۔ پی کے مشہور شہر لکھنؤ سے چند میل کے فاصلے پر ”امیٹھی“ کے ایک معزز خاندان میں ۱۳۱۹ھ میں ہوئی تھی۔ آپ نے ابتدائی دینی تعلیم فرقہ ضالہ وہابیہ کے مولویوں سے حاصل کی تھی۔ بعدہ حفظ قرآن مجید کے لئے آپ وہابیوں کے مشہور و معروف دارالعلوم ”مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ“ تشریف لے گئے اور مولوی اشرف علی تھانوی کے مرید حافظ عبدالغفار کی شاگردگی میں صرف دس (۱۰) سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ فرمایا۔ ۱۲ سال کی عمر میں تجوید، ۱۳ سال کی عمر میں قرأت سبعہ، فارسی زبان، کتابت وغیرہ علوم کی تکمیل اپنے وہابی استادوں سے کی۔ پھر آپ نے وہابی مولوی عین القضاة اور مولوی نصیر الدین سے درس نظامی کی ابتدائی کتب ”میزان الصرف“ وغیرہ پڑھیں۔ آپ کے وہابی استادوں نے آپ کی ذہنیت عقائد وہابیہ اور حضور سرکار اعلیٰ حضرت کے بغض کی طرف ایسی مائل کر دی کہ آپ بات بات میں شرک اور بدعت کی رٹ لگاتے رہتے تھے اور حضور سرکار اعلیٰ حضرت کی مخالفت میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑتے تھے۔

طول تحریر کے خوف سے پورا واقعہ نقل کرنے کے بجائے صرف اتنا عرض کر دیتا ہوں کہ وہابی استادوں کی شاگردی کے زمانہ میں اتفاق سے آپ کے ہاتھ میں سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محقق بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی کتاب مستطاب ”تمہید ایمان بآیات قرآن“ آئی، جس کا بغیر عمیق آپ نے مطالعہ فرمایا اور آپ کی زبان سے وہابیوں کے لئے بیساختہ یہ الفاظ نکلنے لگے کہ ”یقیناً وہ کافر ہیں۔ یقیناً وہ کافر ہیں۔“

اعلیٰ حضرت سرکار کی کتاب ”تمہید ایمان“ نے آپ کے دل کی دنیا بدل دی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محقق بریلوی کی دل میں جو نفرت تھی، وہ اب عقیدت میں بدل گئی۔ بغض و عداوت کا جذبہ، اب قربانی و ایثار میں متبدل ہو گیا۔ اب بارگاہ رضا میں جلد از جلد حاضر ہونے کے لئے بے چین و بے قرار ہے۔ عشق رضا کا سمندر اب دل میں موجزن ہے۔ فوراً بریلی شریف حاضر ہو کر اعلیٰ حضرت سے بیعت ہوئے اور حصول تعلیم کے لئے ”دارالعلوم منظر اسلام۔ بریلی شریف“ میں داخل ہو گئے۔ اعلیٰ حضرت نے اپنے شہزادے حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں اور اپنے خلیفہ صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی صاحب کی خاص نگرانی میں شیر بیشہ اہلسنت کی تعلیم کا اہتمام فرمایا۔ ان دونوں حضرات نے اور سرکار اعلیٰ حضرت نے اپنی توجہ خاص سے مولانا حشمت علی کی ایسی تعلیم و تربیت فرمائی کہ آپ گوہر آبدار کی طرح چمک دمک اٹھے اور عالمی پیمانہ کی شہرت حاصل کی۔

۱۳۲۰ھ میں آپ نے علوم عقلیہ نقلیہ کی تکمیل فرمائی اور پھر مدرسہ منظر اسلام کے مدرس اور جماعت رضائے مصطفیٰ کے مفتی کی حیثیت سے بریلی شریف میں سکونت اختیار فرمائی۔ دو سال (۲) تک دارالعلوم منظر اسلام میں تدریسی خدمت انجام دینے کے بعد صوبہ گجرات کے شہر دھوراجی کے مشہور دارالعلوم ”مدرسہ مسکینیہ“ کے صدر المدرسین کی حیثیت سے علم کے دریا بہاتے رہے۔ دھوراجی شہر کی فضا آپ کو راست نہ آئی اور آپ مسلسل بیمار

رہے۔ لہذا مجبوراً دو (۲) سال کے بعد آپ نے دھوراجی کی سکونت ترک فرما کر بریلی شریف تشریف لائے۔ پھر وہاں سے صوبہ گجرات کے بڑودہ ضلع کے پادروہ شہر کے مدرسہ اہلسنت کے صدر المدرسین کے عہدے پر متمکن ہوئے۔

پادروہ میں آپ کی آمد سے بڑودہ ضلع کے وہابیوں۔ غیر مقلدوں کے پاؤں تلے سے زمین سرک گئی۔ آپ سے مناظرہ کرنے کے لئے وہابی غیر مقلد جماعت کے صف اول کے عالم کہ جن کو وہابی غیر مقلد ”شیر پنجاب“ کے لقب سے ملقب کرتے تھے، وہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کو فوراً بلا یا۔ مولوی ثناء اللہ سے کل چار مناظرے ہوئے لیکن چاروں مناظروں میں حضرت شیر پیشہ اہلسنت نے وہابیوں کے ”شیر“ کی حالت لاغر ”بکری“ جیسی کر دی۔ مولوی ثناء اللہ بڑودہ سے دم دبا کر بھاگ نکلا۔

□ زندگی بھر اہلسنت کی خدمات کے لئے مناظرے :-

آپ نے زندگی کی آخری سانس تک مذہب اہلسنت و جماعت (مسک سرکار اعلیٰ حضرت) کی صحیح خدمت کے لئے تقاریر اور مناظرے فرمائے۔ آپ نے سینکڑوں کی تعداد میں مناظرے کئے ہیں لیکن کسی بھی مناظرے میں آپ مغلوب یا مبہوت نہیں ہوئے بلکہ ہمیشہ فتح و نصرت کا سہرا آپ کے سر پر رہا۔ آپ کی علمی جلالت اور آپ کی علمی وجاہت کا وہ رعب اور دبدبہ تھا کہ فرقہ باطلہ کے سرغنہ اور چوٹی کے عالم آپ کا نام سنتے ہی تھر تھر کانپنے لگتے تھے اور مناظرہ میں شکست فاش کی رسوائی اور بدنامی سے جان چھڑانے کے لئے راہ فرار اختیار کرتے تھے۔ آپ نے ملک بھر میں اور بیرون ملک بھی تقریری دورے اور مناظرے کے اسفار فرمائے ہیں۔ جس علاقہ میں آپ کی تقریر ہوتی یا مناظرہ ہوتا، وہاں کا ماحول یک لخت بدل جاتا۔ وہابیت و غیر مقلدیت دم توڑ دیتی اور سنیت کی بہار ایسی مہکتی کہ بارگاہ رسالت ﷺ کے گلستان کے شاداب پھول ہر طرف لہلہاتے نظر آتے۔ لاکھوں کی تعداد میں بھولے بھالے سنی

مسلمان بد مذہب اور فرقہ باطلہ کے دام فریب میں پھنسنے سے بچ گئے اور ان کی دولت ایمان پر کوئی ڈاکہ نہ ڈال سکا۔ آپ نے فرقہ باطلہ کی تحریکوں اور سازشوں کو ایسی شدید ضرب کاری ماری ہے کہ وہ دوبارہ سر اٹھانے کے قابل ہی نہ رہے۔ ان کی گمراہیت کے فریبی جال کے تار آپ نے ایسے نرالے انداز سے بکھیر کر رکھ دئے کہ جیسے مکڑی کا جالہ ”تار عنکبوت“ کی طرح ٹوٹ پھوٹ کر نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ جو کبھی بھی دوبارہ مربوط نہیں ہو سکتا۔

□ آپ کی یادگار تاریخی تقاریر :-

وہ مقامات جہاں عرصہ دراز سے وہابی اور غیر مقلدین علماء کی مسلسل آمد و رفت تھی۔ فرقہ باطلہ کے اکابر علماء کے تبلیغی دورے، مقامی گمراہ ملاؤں کی رات دن کی محنت، کتب و رسائل اور دیگر ذرائع سے عقائد باطلہ کی نشر و اشاعت کے ذریعہ علاقہ پر لاندہ بیت کا غلبہ اور تسلط ہو چکا تھا اور اہلسنت و جماعت کے حق پرست حضرات مغلوب تھے۔ صدائے حق بلند کرنا ان کے لئے دشوار تھا۔ ایسے مشتعل اور فتنہ خیز مقامات پر جب حضور شیر پیشہ اہلسنت علیہ الرحمۃ والرضوان کی تقریر ہوئی۔ تو گویا ایسا محسوس ہوتا کہ کفر کا قلعہ منہدم ہو گیا، گمراہیت اور بے دینی کے گھنگھور بادل چھٹ گئے اور حق و صداقت کا آفتاب اپنی پوری تابانی و توانائی سے چمک رہا ہے اور اس کی درخشاں کرنوں سے نور و ہدایت کی روشنی ہر چہار طرف پھیل رہی ہے۔ حق سینہ تان کر آ گیا اور باطل بزدلی دکھا کر دم دبا کر بھاگا۔

یہاں اتنی گنجائش نہیں کہ حضرت شیر پیشہ اہلسنت کی شہرہ آفاق تاریخی تقاریر پر سیر حاصل گفتگو کی جائے۔ لہذا ذیل میں صرف ان مقامات کے نام درج کئے جاتے ہیں، جہاں پر حضرت کی ایمان افروز اور باطل سوز تقاریر نے گمراہیت کے دلدل میں غرق علاقہ کے لوگوں کو گمراہیت کے گہرے کنویں میں غرق ہونے سے بچایا۔

□ وہ مقامات جہاں پر آپ کی تقاریر ہوئیں :-

○ الہ آباد - یو. پی ○ برما - رنگون ○ بنگلور - کرناٹک ○ بھینڈی - مہاراشٹر ○ نوساری - ضلع: بلساڈ - گجرات ○ دیناج پور - بنگال ○ گوڈا - یوپی ○ لاہور - پاکستان ○ سورت - راندیر - گجرات ○ بمبئی - مہاراشٹر ○ مالگاؤں - ضلع ناسک - مہاراشٹر ○ مرادآباد - یوپی ○ گیا - بہار ○ بلیا - بہار ○ پھولواری ○ چانگاؤں - بنگال ○ گجرات کے مختلف مقامات مثلاً: - راج پپلا، پٹلا، پالنج، گوڈل، جامنگر، جیتپور، نبی پور، بڑودہ، پپلا، پور بندر وغیرہ۔

”تاریخ ساز مناظرے“

ایک مناظر کے لئے پختہ قوت حافظہ، قوی یادداشت، وسیع مطالعہ، حاضر جوابی، قوت گویائی، بیان کرنے کا ملکہ، مہارت افہام و تفہیم، دور رس نگاہ، تحمل، باریک بین تیز ذہنیت، دلائل و براہین کی بہتات و افراط، اشتعال انگیزی پر قابو، الزامات و اتہامات سے چپیں بچیں نہ ہونا، غلط بہتانات کو خندہ پیشانی سے سماعت کر کے مشتعل نہ ہونا، حریف مخالف کی کذب بیانی پر خفگی سے باز آنا اور غصہ پی جانا، اپنے موقف کو شرح و بسط کے ساتھ پیش کرنا، فصاحت و بلاغت سے لبریز آسان و سہل انداز بیان وغیرہ صلاحیتیں لازمی اور ضروری ہیں۔ انہیں خوبیوں کی وجہ سے وہ میدان مناظرہ میں فتح و کامیابی حاصل کرتا ہے۔

حضرت شیر پدشہ اہلسنت حضرت مولانا حشمت علی خاں صاحب میں ایک مناظر کے لئے لازمی امور اتنی کثرت سے تھے کہ حریف مقابل کو گھڑی بھر میں پت ڈال دیتے تھے۔ وہابی، غیر مقلد اور دیگر فرقہ باطلہ کے صف اول کے مولوی اور سرغنہ جو بزم خویش خود کو

میدان مناظرہ کے شہسوار اور اقلیم براہین کے شہنشاہ سمجھتے تھے، جب وہ شیر رضا سے ٹکراتے، تو آن کی آن میں وہ خاک و خون میں تڑپتے ہوئے محسوس ہوتے تھے بلکہ میدان براہین و دلائل میں شیر رضا کی شمشیر کی ضرب کاری سے کشتہ پڑے ہوئے آشکارا معلوم ہوتے تھے۔

حضرت مولانا ابوالفتح حشمت علی خاں صاحب نے طالب علمی کے زمانے سے ہی بحث و مباحثہ اور مناظرہ میں شرکت کرنا شروع کر دیا تھا اور زندگی کی آخری سانس تک ہمیشہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ کے گستاخوں کی تردید و توبیح میں مصروف اور سرگرم عمل رہے۔ آپ کبھی بھی میدان مناظرہ سے پیٹھ دکھا کر بھاگے نہیں۔ بھاگنا آپ نے سیکھا ہی نہ تھا بلکہ آپ کو بھاگنا آتا ہی نہ تھا۔ کیونکہ آپ امام احمد رضا کے شیر تھے اور شیر کبھی بھی دم دبا کر یا پیٹھ دکھا کر بھاگتا نہیں۔ البتہ آپ کے حریف وہابی اور غیر مقلد مولوی کئی مرتبہ میدان مناظرہ سے بھاگنے کی مذموم بزدلی کا مظاہرہ کر چکے ہیں۔

”زندگی کا سب سے پہلا مناظرہ - ہلدوانی میں“

صوبہ یوپی کا ماضی میں اور اس وقت اتر اگھنڈ صوبہ کے شہر ہلدوانی میں مولوی اشرف علی تھانوی کے مرید و خلیفہ مولوی یسین خامسرائی نے ایسی شیخی ماری کہ علم غیب کے مسئلہ میں مجھ سے ٹکر لے سکے ایسا کوئی بھی عالم سنیوں میں موجود نہیں۔ علاوہ ازیں مولوی خامسرائی نے ہلدوانی کے سنیوں کو چیلنج دیا کہ اگر تمہاری جماعت میں مجھ سے ٹکر لے سکے ایسا کوئی عالم ہے، تو اسے بلاؤ، میں اس کی گت بگاڑ کے رکھ دوں گا۔ ہلدوانی کے سنیوں نے اس معاملہ کی اطلاع اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، الشاہ احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ میں بھیجی اور کسی کہنہ مشق، تجربہ کار اور باصلاحیت عالم کو ہلدوانی بھیجنے کی گزارش کی۔ اعلیٰ حضرت نے مولانا

حشمت علی خاں صاحب کو مناظرہ کے لئے ہلدوانی بھیج دیا۔ اس وقت یعنی ۱۳۳۸ھ میں مولانا حشمت علی خاں صاحب کی عمر شریف صرف انیس (۱۹) سال تھی اور آپ دارالعلوم منظر اسلام۔ بریلی شریف میں بحیثیت طالب علم زیر تعلیم تھے۔

حضرت شیر پیشہ اہلسنت جب ہلدوانی پہنچے، تو آپ کو دیکھ کر ہلدوانی کے سنی حضرات حیرت اور تعجب میں پڑ گئے۔ بلکہ مایوسی اور ناامیدی کے تحت احساس کمتری سے متاثر ہوئے کیونکہ وہابی مولوی یلین خام سرائی اسی (۸۰) سال کا عمر رسیدہ اور تجربہ کار بھاری ڈیل ڈول اور قد و قامت کی جسمانی کیفیت کا حامل تھا۔ اس کے سامنے ایک انیس سالہ طالب علم جو بالکل ڈبلا پتلا، چھوٹے قد و قامت والا کیسے ٹکر لے سکے گا؟ جب وہابیوں کو معلوم ہوا کہ ہمارے بھاری بھر کم مولوی سے مناظرہ کرنے بریلی سے ایک ڈبلا پتلا اور لاغر طالب علم آیا ہے، تو وہ خوشیاں منانے لگے کہ ہمارا مناظر اس طالب علم کو چٹکی بجاتے ہی خاک میں ملادے گا۔ لہذا وہ اپنی فتح کے گمان میں خوشیاں منانے لگے۔

لیکن ہلدوانی کے سنی حضرات کو یہ یقین کامل تھا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محقق بریلوی نے جس کو اپنے نمائندہ کی حیثیت سے بھیجا ہے، اس میں یقیناً کامل علمی صلاحیت ہوگی۔ وہ طالب علم دیکھنے میں چاہے ایک ڈبلا پتلا لڑکا ہے لیکن عین مناظرہ کے وقت وہ دشمن کے سینہ پر چڑھ کر اپنی قوت، طاقت، مہارت اور صلاحیت کا پرچا دکھا کر سب کو حیرت میں ڈال دے گا۔ اور..... ہوا بھی ایسا ہی..... مناظرہ کے وقت وہابیوں کے اسٹیج پر بڑی تعداد میں سچ دھج کر اور عمامہ و جبہ پہن کر بھاری جسامت کے مولوی بیٹھے ہوئے تھے جبکہ سنیوں کے اسٹیج پر چند مقامی ائمہ مساجد کے درمیان ایک طالب علم بچہ لمبل کا کرتہ اور ٹوپی پہنے ہوئے بالکل فقیرانہ طرز سے گردن جھکا کر بیٹھا ہوا تھا۔ لیکن اس کا عزم و استقامت کوہ ہمالیہ سے بھی

زیادہ اٹل تھا۔ اسے اپنے پیر و مرشد، امام اہلسنت، امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان پر کامل اعتماد و بھروسہ تھا کہ میرا پیر میری ضرورت اور مدد اور رہبری فرمائے گا۔

بالآخر وہ ساعت بھی آپہنچی۔ مناظرہ شروع ہوا۔ مولوی اشرف علی تھانوی کی رسوائے زمانہ کتاب ”حفظ الایمان“ کی کفری عبارت میں کی گئی سخت توہین کے ضمن میں مناظرہ شروع ہوا۔ حضرت شیر پیشہ اہلسنت نے حفظ الایمان کی عبارت پر ایسی سخت علمی گرفت فرمائی کہ جس کو سن کر وہابی مناظر یلین خام سرائی ہکا بکا رہ گیا۔ تھانوی صاحب کے دفاع میں حفظ الایمان کی مضحکہ خیز تاویل کرنے لگا۔ جس پر حضرت شیر پیشہ اہلسنت نے ایسی ضربیں لگائیں کہ دیوبندی مناظر خائب و خاسر ہو کر نعلین جھانکنے لگا۔ مولوی اشرف علی تھانوی تو ایک طرف رہ گیا، وہ اپنا دفاع کرنے میں بھی لڑکھڑانے لگا۔ منہ سے جھاگ اڑنے لگا اور بکری کی طرح ہیں۔ ہیں کرنے لگا۔ اعلیٰ حضرت کے شیر کی گرج اور لکار سے تھر تھر کانپنے لگا۔ دیکھنے میں کمزور لڑکا، اب بپھرے ہوئے شیر کی طرح میدان مناظرہ میں اپنے حریف مقابل کو بھیڑ اور بکری سمجھ کر چیرتا اور پھاڑتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ دیوبندی مناظر کے پاؤں تلے کی زمین گویا سرک گئی تھی اور وہ بری طرح ہانپتا اور کانپتا تھا۔ قدم لڑکھڑا گئے اور اب بھاگنے میں ہی خیریت و سلامتی ہے۔ اس پر عمل کرتے ہوئے سرخیل محنت کی شان سے بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے میدان مناظرہ سے بھاگا۔ مفرور دیوبندی مناظر کو دم دبا کر بھاگتا دیکھ کر حاضرین نے فلک بوس نعرہ لگایا کہ ”دیکھو، دیکھو، وہابی ملا بھاگ نکلا ÷ دیکھو، دیکھو، وہ نامرد بھاگا جا رہا ہے۔“ دیوبندی مولوی کے فرار ہو جانے سے اہلسنت کی مناظرہ میں فتح عظیم ہوئی اور وہابیت کے منہ پر زلت و رسوائی کی کالک لگ گئی۔ سنیوں نے تین دن تک ”جشن فتح“ منایا۔ جس میں شیر پیشہ اہلسنت مولانا حشمت علی خاں صاحب کے ایمان افروز اور باطل سوز بیانات سے حق و صداقت کا آفتاب نیم روز چمکا اور ہزاروں بد عقیدہ لوگوں نے صدق دل سے توبہ کی۔

”ہلدوانی کی فتح کے بعد دربار اعلیٰ حضرت میں“

”اعلیٰ حضرت نے ”ابوالفتح“ لقب سے نوازا“

ہلدوانی کے مناظرہ میں فتح مبین حاصل کرنے کے بعد مولانا حشمت علی صاحب اپنے پیرومرشد، سرکار اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کے ساتھ ہلدوانی کے چار مسلم لیڈر بھی آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے سرکار اعلیٰ حضرت کو مناظرہ کی مکمل روداد سنائی۔ اپنے چہیتے اور ہونہار شاگرد کی صلاحیتوں کے محاسن سماعت فرما کر اعلیٰ حضرت نہایت مسرور ہوئے اور مولانا حشمت علی صاحب کو سینے سے لگالیا۔ بعد ازاں امامہ اور جہ شریف مع نقد رقم کے بطور انعام عطا فرمائے اور یہ ارشاد فرمایا کہ:-

”ماشاء اللہ! آپ ابوالفتح ہیں۔“

بعد اعلیٰ حضرت نے اپنے قلم حق رقم سے یہ تحریر فرمایا کہ:-

”حشمت علی میرا روحانی بیٹا ہے۔“

اعلیٰ حضرت نے آپ کو جو ”ابوالفتح“ کا لقب عنایت فرمایا، اس کا لغوی معنی ”فتح والا“ یا ”فتح مند“ ہوتا ہے۔ اعلیٰ حضرت کی زبان فیض ترجمان سے نکلا ہوا ”فتح“ کا لقب حضرت مولانا حشمت علی کے لئے زندگی بھر ایسا ساتھ (Comrade) ہوا کہ آپ ہر مناظرہ میں فتح مند ہوئے۔ ہار یا شکست سے آپ کبھی بھی دوچار نہیں ہوئے۔ بلکہ بڑے بڑے نام نہاد اور تیس مار خاں وہابی وغیر مقلد مولویوں کو میدان مناظرہ میں ایسا رگڑا اور پیسا کہ وہ

مناظرہ کا نام لینا بھول گئے اور حضور شیر پیشہ اہلسنت سے ایسے خائف و مہبوت ہوئے خواب میں بھی شیر رضا کا خونی پنجان کے بزدل سینہ پر پڑتا ہوا نظر آتا تھا اور وہ مارے ڈر کے چیخ مار کر نیند سے بیدار ہو جاتے تھے۔

”چند اہم مناظرے“

حضرت شیر پیشہ اہلسنت، مولانا حشمت علی خاں صاحب نے اپنی زندگی میں سینکڑوں کی تعداد میں چھوٹے بڑے مناظرے فرمائے اور ہر مناظرہ میں آپ اپنے لقب ”ابوالفتح“ کے مطابق کامیاب اور فتح مند ہوئے۔ یہاں اتنی گنجائش نہیں کہ ان تمام مناظروں کا تفصیلی ذکر کیا جائے۔ لہذا ذیل میں چند مشہور اور تاریخی مناظروں کے مقامات کے نام درج کئے جاتے ہیں۔ آپ نے وہابیوں، غیر مقلدوں، قادیانیوں، خارجیوں، عیسائیوں، آریہ سماجیوں اور دیگر مذاہب باطلہ والوں سے بلا خوف و خطر مناظرے کئے ہیں:-

- ⊙ پادرہ۔ ضلع بڑودہ۔ گجرات۔ میں غیر مقلد مولوی ثناء اللہ امرتسری سے مناظرہ۔
- ⊙ سنبھل۔ یوپی، میں دیوبندی مناظر مولوی منظور نعمانی سے مناظرہ۔
- ⊙ راندیر۔ سورت۔ گجرات، میں دیوبندی مناظر مولوی عبدالشکور کاکوروی اور مولوی مرتضیٰ حسن درہنگی سے مناظرہ۔
- ⊙ راندیر۔ سورت۔ گجرات، میں دیوبندی مولوی محمد حسین راندیری خلیفہ تھانوی سے مناظرہ۔
- ⊙ بریلی شریف میں آریہ سماج کے پنڈتوں کی پوری ٹیم سے مناظرہ۔
- ⊙ فیروز پور چھاؤنی۔ پنجاب، میں آریہ سماج کے پنڈت سے مناظرہ۔

- فیروز پور چھاؤنی۔ پنجاب، میں غیر مقلد مولوی عبدالرحیم شاہ مخوی اور اس کے ساتھ آئے ہوئے بارہ غیر مقلد مولویوں سے تنہا مناظرہ۔
- لکھنؤ۔ یوپی، میں خارجیوں کے مناظر مولوی عبدالشکور کاکوری بحیثیت دیوبندی مناظر سے مناظرہ۔
- رگنوں۔ برما۔ میں دیوبندی مناظر مولوی منظور نعمانی اور مولوی عبدالشکور کاکوری سے مناظرہ۔
- بریلی شریف میں عیسائی پادری ولیم چیورج سے مناظرہ۔
- چندوسی۔ یوپی، میں دیوبندیوں کے چار مناظر (۱) مولوی منظور نعمانی (۲) مولوی اسلمعلیٰ سنبھلی (۳) مولوی ابوالوفا شاہجہاں پوری اور (۴) مولوی مرتضیٰ حسن درہنگی سے مناظرہ۔
- ادلی۔ اعظم گڑھ۔ یوپی، میں دیوبندی مناظر مولوی منظور نعمانی سے مناظرہ۔
- بریلی شریف میں دیوبندی مناظر منظور نعمانی اور مولوی بسیم خام سرائی سے مناظرہ۔
- لاہور۔ پاکستان، میں دیوبندی مولوی حسین احمد مدنی، مولوی منظور نعمانی، مولوی اسلمعلیٰ سنبھلی اور مولوی ابوالوفا شاہجہاں پوری سے مناظرہ۔
- احمد آباد۔ گجرات، میں دیوبندی مولویوں سے مناظرہ مگر کوئی آیا ہی نہیں۔
- ڈیرا غازی خان۔ پنجاب، میں دیوبندی مولوی عطاء اللہ بخاری سے مناظرہ۔
- ملتان۔ پاکستان، میں وہابیوں کے مناظر مولوی عطاء اللہ اور مولوی ابوالوفا شاہجہاں پوری سے مناظرہ۔
- گیا۔ بہار، میں دیوبندی مناظر مولوی منظور نعمانی سے مناظرہ۔

- بھدرسہ۔ ضلع فیض آباد۔ یوپی، میں دیوبندی مناظر مولوی عبدالسلام لکھنوی، مولوی یونس دیوبندی اور مولوی ابوالوفا شاہجہاں پوری سے مناظرہ۔
- نانپارہ، ضلع بہرائچ۔ یوپی، میں دیوبندی پیشوا مولوی نور الحق لکھنوی اور مولوی نور محمد ٹانڈوی سے مناظرہ۔
- بسڈیلہ۔ ضلع۔ بستی۔ یوپی، میں وہابی پیشوا مولوی عبدالطیف مووی اور مولوی حبیب الرحمن مووی اور دیگر ایک سو پچاس دیوبندی مولویوں کے گروہ سے مناظرہ۔
- مرانواں۔ ضلع اٹاؤ۔ یوپی، میں دیوبندی مناظر مولوی عبدالشکور کاکوری اور مولوی نور محمد ٹانڈوی سے مناظرہ۔
- راولپنڈی۔ پاکستان کے ضلع جہلم کے ستاولی گاؤں میں مولوی اشرف علی تھانوی کے وکیل مولوی منظور نعمانی کے ساتھ سے مناظرہ۔
- بھاؤپور۔ ضلع کانپور۔ یوپی، میں وہاں کے مقامی وہابی مولویوں سے مناظرہ۔
- کھار تحصیل سعد اللہ نگر، ضلع گوٹا۔ یوپی، میں دیوبندی مناظرین مولوی ابوالوفا کاکوری، مولوی عبدالسلام لکھنوی، مولوی ثناء اللہ مووی، مولوی کلیم اللہ دیوبندی اور دیگر۔ کل گیارہ (۱۱) مولویوں سے تنہا مناظرہ۔
- یوپی کے ضلع گوٹا کے بھیسوا اور سن ہائیا گاؤں میں وہاں کے مقامی وہابی، دیوبندی مولویوں سے مناظرہ۔
- یوپی کے ضلع دھاتپور کے تحصیل بازار باغ میں وہابی مولویوں کے ۱۵ مناظرین سے مناظرہ۔ وہابی مولویوں کے گروہ میں (۱) مولوی حبیب اللہ بہرائچی (۲) مولوی عبدالسلام کاکوری (۳) مولوی محمد صدیق مووی (۴) مولوی کلیم اللہ

بہراچی اور (۵) مولوی علیم اللہ بہراچی شامل تھے۔

◎ گاؤں رسولی، ضلع بارہ بنکی۔ یوپی، کے مقامی وہابی مولوی عبدالغنی رسولی کے ساتھ ۱۴ مئی ۱۹۵۹ء کے دن فتح عظیم کے ساتھ کیا ہوا مناظرہ۔

مذکورہ بالا چند اور دیگر کثیر تعداد میں کئے ہوئے مناظروں میں ہر مناظرے میں سینوں کی فتح عظیم اور فرقہ باطلہ کی شکست فاش ہوئی۔ امام احمد رضا کا شیر اور ”ابوالفتح“ ہر محاذ پر کامیاب، ظفریاب اور فتح مند ہو کر غالب رہا اور بارگاہ رسالت کے گستاخ فرقوں کے سرغنہ، پیشوا اور سرخیل مناظر آپ کے سامنے ایسے محسوس ہوئے جیسے شیر ببر کے سامنے بھیڑ بکریاں۔ کیونکہ بقول خود:-

{ سگ ہوں میں ”عبید“ رضوی غوث و رضا کا
آگے سے میرے بھاگتے ہیں شیر ببر بھی }

(از:- شیر پیشہ سنت)

”آپ کی دیگر صلاحیتیں“

آپ بے مثل و مثال مناظر و مقرر ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ معیار کے مصنف بھی تھے۔ آپ کی زندگی کا بیشتر وقت محافل تقاریر اور مجالس مناظرہ کے لئے دور دراز کے اسفار میں بسر ہوا۔ آپ کو اتنا وقت بھی میسر نہ ہوا کہ اطمینان و سکون سے اپنے دولت کدہ پر قیام پذیر رہ کر مستقل طور پر تصنیفی خدمت انجام دیں۔ پھر بھی آپ نے علم و عرفان اور دلائل و براہین

سے لبریز کثیر تعداد میں کتب تصنیف فرمائی ہیں۔ چند کتب جو دوران سفر تصنیف فرمائی تھیں، اس کا پورا بکس چوری ہو گیا لہذا وہ تمام کتب مفقود و غیر دستیاب ہیں۔ تاہم آپ کی تصانیف میں سے کل سینتالیس (۴۷) کتب دستیاب ہوئے ہیں۔

آپ حیرت انگیز اور پختہ یادداشت و قوی حافظہ کے حافظ قرآن تھے۔ آپ نے صرف دس (۱۰) سال کی صغیر سن میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا اور زندگی کی پہلی تراویح بمقام لکھنؤ حضرت شاہ مینا علیہ الرحمۃ والرضوان کی مسجد میں پڑھائی اور پھر ہر سال تراویح میں قرآن مجید سنانے کا سلسلہ تاحیات جاری رہا۔ صوبہ گجرات کے ضلع راجکوٹ کے شہر ”گوئڈل“ میں آپ اکیس (۲۱) سال تک بلا ناغہ رمضان المبارک میں تراویح پڑھانے تشریف لائے۔ گوئڈل کی جامع مسجد میں آپ کی اقتدا میں نماز تراویح ادا کرنے کے لئے قرب و جوار سے بھی کافی تعداد میں لوگ آتے تھے۔ تراویح کے بعد روزانہ ایک گھنٹہ تقریر فرماتے اور جتنا قرآن شریف اس روز تراویح میں پڑھا گیا اس کا ترجمہ اور ماحصل کو اختصاراً بیان فرمادیتے۔ آپ بہترین قاری بھی تھے۔ شیریں، سریلی اور بلند آواز سے فن تجوید کی کامل رعایت و ادائیگی کے ساتھ جب آپ تلاوت قرآن مجید کرتے، تب سننے والا کیف و سرور میں جھوم اٹھتا۔ قرأت کا آپ کا لہجہ اتنا دلکش و دل نشین تھا کہ لہجہ کی انفرادیت و چاشنی ہمیشہ یاد رہتی۔ بقول خطیب مشرق، حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان ”فن قرأت و تجوید میں بھی وہ اپنے وقت کے امام تھے۔“ ”والضالین“ کے مخرج کی ادائیگی میں انہیں جو کمال حاصل تھا، وہ شاید ہی کسی کو ہو۔“

”آپ کے خلاف پولیس فریاد اور مقدمے“

انبیاء کرام اور اولیائے عظام سے مدد مانگنے کو شرک کہنے والے وہابی، دیوبندی اور غیر مقلد گروہ کے لوگوں نے حضور شیر پیشہ اہلسنت کے خلاف ہمیشہ پولیس سے مدد مانگی اور ”یا رسول اللہ“ و ”یا غوث المدد“ پر شرک کا فتویٰ تھوپنے والے حضور شیر پیشہ اہلسنت سے مناظرہ کے میدان میں بلند آواز سے ”یا پولیس المدد“ کی چیخ پکار کرتے نظر آتے تھے۔ میدان مناظرہ میں دلائل و براہین سے نبرد آزما ہونے سے عاجز و قاصر دیوبندی مناظرین دامن پولیس میں پناہ ڈھونڈتے تھے۔ حضور شیر پیشہ اہلسنت کو پریشان کرنے کی غرض فاسد سے دیوبندیوں نے آپ کے خلاف سینکڑوں پولیس فریادیں اور کئی کورٹوں میں مقدمے دائر کئے۔ مثلاً:-

- ◎ نوساری کی کورٹ میں مقدمہ ◎ رنگون کی کورٹ میں چار مقدمے ◎ فیض آباد کی کورٹ میں مقدمہ ◎ گیا۔ بہار کی کورٹ میں مقدمہ ◎ بمبئی کی کورٹ میں مقدمہ۔

لیکن آپ ہر مقدمہ میں باعزت بری ہوئے۔ فتح و نصرت کا سہرا آپ کے گلے میں پڑا اور مخالفین کے چہرے شکست و ناکامیابی کی کالک سے سیاہ ہو گئے۔

”آپ کو زہر دینے کی سازش“

تقریر، تحریر، مناظرہ، مقدمہ کسی بھی محاذ پر حضور شیر پیشہ اہلسنت کو مغلوب کرنے میں ناکامیاب ہونے والے بزدل اور مکار وہابیوں نے صوبہ یو، پی کے بارہ بنگلی شہر میں مکرو فریب سے زہر دے دیا۔ جس کے اثر سے آپ بیمار ہو گئے۔ جسم سوکھ کر بالکل کانٹے کی طرح ہو گیا اور

آواز بھی بالکل بند ہو گئی۔ کمزوری اور لاغری کی وجہ سے آپ بستر سے کھڑے بھی نہیں ہو سکتے تھے۔ الحاصل! چند عرصہ تک علیل و بیمار رہنے کے بعد ۸ محرم الحرام ۱۳۸۵ھ مطابق ۳ جولائی ۱۹۴۰ء بروز یک شنبہ صبح ۱۰ بجکر ۲۰ منٹ پر کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے آپ نے اس فانی دنیا سے پردہ فرمایا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔ شب میں بعد نماز عشاء شہزادہ اعلیٰ حضرت، تاجدار اہلسنت، حضور مفتی اعظم ہند، حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے حکم سے آپ کے خلف اکبر حضرت علامہ مشاہد رضا خان صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اور پہلی بھیت میں آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔ آپ کا مزار شریف منبع فیوض و برکات اور مرجع خلائق ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ کے طفیل آپ کا نعم البدل عطا فرمائے۔

آمین - بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

لفظ والسلام

<p>خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ۔ مارہرہ مقدسہ اور خانقاہ رضویہ۔ نوریہ۔ بریلی شریف کا ادنیٰ سوالی عبدالستار ہمدانی ’مصرف‘ (برکاتی۔ نوری) مورخہ :- ۷ ربیع الاول ۱۴۳۶ھ برطابق :- ۳۰ دسمبر ۲۰۱۴ء، بروز منگل</p>	<p>کاہدہ لے لیجئے تم کو جو راشی کرے بتا ٹھیک ہونام ’رضاء‘ تم پر کرو دوں درود من و دست و دامان احمد رضا ۱۳۸۷ھ الفقیہ عبد الستار ہمدانی ’مصرف‘ (برکاتی، نوری)</p>
--	---

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حمد اس کے وجہ کریم کو جس نے ہم کو اپنے کرم سے اپنے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ کا بندہ بارگاہ بنایا اور دیو کے بندوں کے مکرو فریب سے بچایا اپنے محبوبان کرام علی سید ہم و علیہم الصلاة والسلام کی محبت و تعظیم ہم کو عطا فرمائی اور اپنی شان میں گستاخی کرنے والوں، اپنے محبوب علیہ الصلاة والسلام کے ساتھ عداوت رکھنے والوں کے ساتھ محض اپنے وجہ کریم کے لئے بغض و عداوت کی راہ بتائی فَالْحَمْدُ لِلَّهِ ، وَاجْمَلُ السَّلَامِ وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ عَلَى مُخْتَارِ نِعَمِهِ وَمَالِكِ مُلْكِهِ وَعُرْوَسِ مَمْلَكَتِهِ وَالْمُطَّلِعِ عَلَى غُيُوبِهِ وَحَبِيبِهِ طِفَاهُ ، وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَمَنْ وَالَاهُ ، وَعَلَى كُلِّ مَنْ أَحَبَّهُ وَعَزَّرَهُ وَوَقَّرَهُ وَاتَّبَعَ هُدَاهُ ، وَأَشَدُّ الْغَضَبِ عَلَى مَنْ سَبَّهُ أَوْ آهَانَهُ وَاسْتَخَفَّ بِهِ أَوْ عَادَاهُ ، أَكْمَلُ الْقَهْرِ عَلَى مَنْ أَسْحَطَ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَإِذَا هُوَ إِذَى حَبِيبِهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعْرَضَ عَنْ أَحْمَدَ رِضَاهُ أَمِينَ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ۔

پیارے سنی مسلمان بھائیو! السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ۔ اللہ ورسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بندہ بارگاہ شیر پیشہ سنت، حضرت مولانا، مولوی، حافظ، قاری، مفتی، مناظر، شاہ ابوالفتح عبیدالرضا محمد حشمت علی خاں قادری رضوی لکھنوی دام مجد ہم العالی کو جملہ مذاہب باطلہ بالخصوص دیانندیہ آریہ و دیوبندیہ ناریہ کے رد و ابطال میں وہ ملکہ تامہ عطا فرمایا ہے، جس کا اعتراف ہر مخالف معاند کو مجبوراً کرنا ہی پڑتا ہے۔ آپ کے زور تقریر و لاجوابی تحریر کا لوہا ہر دیانندی دل اور دیوبندی قلب بھی مانے ہوئے ہے۔ بڑے بڑے پُرانے پُرکھے سیانے

آپ کے مقابل آنے سے خوف کھاتے، لرزتے، تھرتھراتے جان چراتے ہیں۔ آریہ دیانندیہ سے آپ کے جس قدر مناظرے ہوئے اور ان کے نتیجے میں جس قدر بندگان خدا کو ہدایت نصیب ہوئی، ان کا تو شمار ہی دشوار ہے۔ گروہ ناریہ دیوبندیہ کے چھوٹے بڑے مناظرین مثل منظور سنبھلی و یاسین خام سرائی و عبدالشکور کاکوروی و شبیر احمد دیوبندی و انور شاہ کشمیری و محمد حسین راندیری و ابراہیم راندیری و مرتضیٰ حسن در بھنگی و اشرف علی تھانوی و خلیل احمد انپٹھوی یہ سبھی تو شیر پیشہ سنت کے مقابلہ سے فرار کی ذلت اٹھائے ہوئے اور شمشیر رد و ابطال کا زخم کھائے ہوئے ہیں۔ ان میں کتنے وہ ہیں جو مر کڑی میں مل گئے ہیں اور جو زندہ ہیں ان کے ہونٹ مطالبات قاہرہ کے جواب سے سل گئے ہیں۔

(وَذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ)

وہابیت و غیر مقلدیت کی مشترکہ وبا کا پھیلنا

قصہ مضع اعظم گڑھ میں وہابیہ غیر مقلدین کا بہت زور تھا۔ وہابیہ دیوبندیہ نے باہم جنگ زرگری کو دیوبندی دھرم کے پرچار کا بہترین ذریعہ سمجھا اور مدتوں غیر مقلدین کا مقابلہ بظاہر کرتے رہے اور در پردہ عقائد کفریہ دیوبندیہ کی اشاعت کرتے رہے۔ بالآخر وہ وقت آ گیا کہ ضلع اعظم گڑھ کے ہر گاؤں ہر قصبہ میں دیوبندیہ کی وبا پھیل گئی۔ دیوبندی مولویوں کی اشاعت کا خلاصہ صرف اس قدر تھا کہ وہابی تو صرف غیر مقلدین ہی ہیں اور دیوبندی لوگ تو خالص سنی حنفی ہیں۔ گنگوہی غوث زماں تھا۔ نانوتوی اپنے وقت کا قطب تھا۔ انپٹھوی شیخ المشائخ تھا اور تھانوی مجدد ملت و حکیم الامت ہے اور جب اپنے طواغیت کی جھوٹی عظمت و عقیدت عوام و خواص کے قلوب میں جمالی، تو اشرف علی تھانوی کو تھانہ بھون سے بلوا کر

اعظم گڑھ کا دورہ کرادیا اور سیٹروں کو اسکا مرید کرادیا۔ جتنے اس وقت مرید ہوئے وہ ہو گئے۔ چلتے وقت تھانوی نے ہر ہر گاؤں میں اپنے ایجنٹ مقرر کر دیے۔ جن کا کام صرف یہ تھا کہ لوگوں کے سامنے عوام کو وعظوں میں اور رئیسوں کو ان کے مکانوں پر جا کر ان کی خوشامدیں کرتے اور مالداروں کے ساتھ تملق و چا پلوسی کے برتاؤ کو معاذ اللہ خلق محمدی ظاہر کرتے اور ان کو تھانوی کی جھوٹی تعریفیں سنا کر حکیم الامتہ دیوبندیہ کا گرویدہ بناتے اور خط کے ذریعہ سے تھانوی کی بیعت کے جال میں پھنساتے ہیں۔ غرض ان دھوکے بازوں اور فریب کاروں سے تمام ضلع اعظم گڑھ کی فضا پر دیوبندیت کی کفری کالی گھنگھور گھٹائیں چھا گئی تھیں اور سنیت کے آفتاب کی روشنی ایسی ہی نظر آتی تھی جیسے گھنگھور گھٹا چھائے ہونے کے وقت سورج کی دھندلی روشنی دکھائی دیتی ہے۔ مسلمانان اہلسنت، درد مندان دین و ملت ان بدترین حالات کو دیکھ دیکھ کر گڑھتے اور بارگاہ الوہیت میں گڑ گڑا گڑا کر دعائیں کرتے کہ اے کار ساز بے نیاز! تو ہی اس وقت اپنے دین پاک کی خبر لے اور بے دینوں باطل پرستوں کا استیصال فرما۔

”حضرت صدرالافاضل اور شیرپیشہ اہلسنت کی آمد“

بالآخر دکھے ہوئے دلوں سے نکلی ہوئی دعائیں قبول ہوئیں اور غیرت خداوندی کو جوش آیا اور اعلائے حق و ازہاق باطل کا سامان فرما دیا۔ شاہ گنج جنتکشن سے جاتے ہوئے مو سے اگلا اسٹیشن اندارہ ہے۔ ”اندارہ“ اسٹیشن سے آدھ میل پر موضع ”اڈری“ ہے۔ جہاں اہلسنت پٹھانوں کی زمینداری ہے۔ مگر مو کے قرب کے سبب آٹھ دس روز کے بعد کوئی نہ کوئی دیوبندی مولوی اداری میں بھی آجاتا اور دیوبندیت کی نجاست و غلاظت پھیلا جاتا۔ اسی موضع اداری کے ایک زمیندار جناب عبدالرشید خان صاحب کے فرزند ارجمند جناب مولانا عبدالاحد

خان صاحب (زیدت محاسنہم وبارک اللہ تعالیٰ فی عمرہم و علمہم) دارالعلوم انجمن اہلسنت وجماعت مرادآباد میں تعلیم پارہے ہیں اور اسی سال بعونہ تعالیٰ فارغ التحصیل ہو کر دستار فضیلت و سند تکمیل پانے والے ہیں۔ یہ خبر فرحت اثر پاکر مولانا موصوف زید مجدہم کے والد ماجد اور پچھا جناب غلام رسول خان صاحب نے اپنے یہاں اس خوشی میں جلسہ میلاد شریف منعقد کیا اور حضرت استاذ العلماء صدرالافاضل، امام المناظرین، مولانا مولوی حافظ مفتی سید محمد نعیم الدین صاحب قبلہ فاضل مرادآبادی دام ظلہم العالی، ناظم آل انڈیا سنی کانفرنس کی خدمت میں دعوت بھیجی۔ حضرت استاذ العلماء دام ظلہم العالی نے دعوت قبول فرمائی اور شیرپیشہ سنت جناب مولانا مولوی حافظ قاری مفتی مناظر ابوالفتح عبیدالرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قادری رضوی لکھنوی دام مجدہم کو بھی ہمراہ چلنے کے لئے طلب فرمایا اور چہار شنبہ ۲۰ جمادی الآخر ۱۳۵۲ھ کے دن کو ایک بجے اندارہ اسٹیشن پر جلوہ فرما ہوئے۔ حضرت استاذ العلماء دام ظلہم الاقدس کی خبر تشریف آوری سنکر درواز مقامات کے مسلمانان اہلسنت اپنے دینی مقتدا، نائب رسول کی زیارت کے لئے جمع ہو گئے تھے۔ جیسے ہی ریل اسٹیشن پر ٹھہری اللہ اکبر اور یارسول اللہ کے فلک بوس نعروں سے اسٹیشن کے میدان اور گرد کے جنگل گونج اٹھے اور اہلسنت اپنے آقا و مولا ﷺ کے وارث علوم پر پروانہ وارنثار ہونے لگے۔ مصافحہ و دست و پا بوسی کے بعد شاہانہ تزک و احتشام کے ساتھ قیام گاہ پر لائے۔ اب تک تو اعظم گڑھ کا ضلع دیو کے بندوں کی کبڈیاں کھیلنے کے لئے کھالی میدان تھا، اب علمائے اہلسنت کی تشریف آوری پر وہابیوں دیوبندیوں کو اپنی مذہبی موت نظر آنے لگی اور انہیں کامل یقین ہو گیا کہ اب دیوبندیت ملعونہ کے پرچے اوڑیں گے، کفر کے بادل پھٹیں گے، اسلام و سنیت کے آفتاب چمکیں گے، اہلسنت کے چہرے دکھیں گے، صحرائے وہابیت کے زانغ پھڑکیں گے، دشت دیوبندیت کے بوم سسکیں گے۔ چنانچہ گوپا گنج، گھوسی، فچپور، تال نرجا اداری، مو، وغیرہ مقامات

کے وہابیوں دیوبندیوں کے پیٹوں میں چوہے دوڑنے لگے۔ سنا گیا ہے کہ مبلغ وہابیہ ایڈیٹر انجم ملکی شیخ جی عبدالشکور کا کوروی و مرتضیٰ حسن در بھنگی و حسین احمد اجدو دھیاباشی کو تار دیے گئے۔ مگر ان میں سے کسی کو آنے کی ہمت نہ ہوئی۔ بالآخر مادر دیوبندیت کے لخت جگر، تمام اصاغرو اکابر ملت دیوبندیہ کے منظور نظر، مولوی منظور نعمانی سنبھلی کو دس روپے کا تار بھیج کر بلوالیا۔ شب کو جلسہ گاہ میں پہلے شیر پیشہ سنت کا بصیرت افروز بیان ہوا، جس میں آپ نے اپنے آقا و مولا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل جلیلہ و محامد جمیلہ ایسے دلکش انداز میں بیان فرمائے، جنہوں نے مسلمانوں کے ایمانوں کو منور اور قلوب کو تازہ کر دیا۔ آپ کے بعد حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء دامت برکاتہم القدسیہ جلوہ افروز ہوئے اور حضور اقدس ﷺ کے علم غیب و میلاد اقدس پر ایسے ایمان افروز دلائل بیان فرمائے، جنہوں نے حاضرین جلسہ کے اذہان میں مسائل نظریہ کو بداہت کے درجہ تک پہنچا دیا۔ تقریر پُر تنویر کے ختم ہوتے ہی دیوبندی تہذیب اپنی انوکھی اداؤں کے ساتھ اُچھل کر میدان میں آگئی اور ایک جہالت کا مجسمہ، جہل کا پتلا، جہول لوٹڈا، محمد امین جو دیوبند کی ضلالت یونیورسٹی سے جہالت و ضلالت کی سند لے کر آیا ہے اور اداری کی جامع مسجد کا امام بنا ہوا ہے، کھڑا ہو گیا اور حضرات علمائے اہلسنت دامت برکاتہم کی خدمت میں نہایت گستاخی کے ساتھ کہنے لگا کہ ”آپ ہمارا وعظ سن کر جاپیے ورنہ آپ کا فرار ہوگا۔“ بانیان جلسہ نے اس کو اس بے تمیزی سے روکا اور اس سے پرزور مطالبہ کیا کہ تو نے بغیر ہماری اجازت کے ہمارے جلسہ میں آکر ہمارے علمائے کرام کی شان میں بے ادبی کی ہے۔ یا تو خود شیر پیشہ سنت کے سامنے مناظرے کے لیے تیار ہو جا اور اپنا اور اپنے پیشوایان دیوبندیہ کا کفر و ارتداد دفع کر اور تجھ میں اتنی طاقت نہیں، تو ان گستاخانہ الفاظ سے تحریری معافی مانگ۔ جب اس طفل بے تمیزی نے اپنے اندر مناظرے کی سکت نہ پائی، تو اُس نے ایک پرچہ لکھ کر دیا کہ میں نے حضرات علمائے اہل سنت کی شان میں

جو یہ الفاظ کہے تھے کہ ”آپ لوگ ہمیں اظہار حق کا موقع دیجئے ورنہ آپ کا فرار ہوگا“ ان الفاظ کو واپس لیتا ہوں اور مسلمانان اہل جلسہ کی میرے ان کلمات سے جو دل آزاری ہوئی ہے، اس کی معافی چاہتا ہوں۔



دوسرے دن صبح آٹھ بجے سے حضرت شیر پیشہ سنت کا بیان مبارک ہوا۔ دس بجے کے وقت منو کے دیوبندیہ وہابیہ ڈیڑھ سو کے قریب جلسہ میں آگئے۔ منظور سنبھلی، ایوب اور عبداللطیف اور حبیب الرحمن یہ چاروں مولوی آگے آگے تھے۔ ان کے پیچھے دو آدمی اپنے سروں پر کرسیاں رکھے ہوئے تھے۔ اس شان سے جلسہ میں نہایت بے تمیزی کے ساتھ بیٹھے۔ درمیان جلسہ میں دونوں کرسیاں ڈال کر ان پر منظور سنبھلی اور عبداللطیف منوی بیٹھے اور ان دونوں کا استاد حبیب الرحمن بے چارہ دونوں کرسیوں کے درمیان نیچے فرش پر بیٹھ گیا۔ اس وقت دیوبندیوں کی اس ادا سے ہر موافق و مخالف کو معلوم ہو گیا کہ دیوبندی دھرم اپنے بزرگوں کی بے ادبی و گستاخی کا نام ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جو ناپاک قوم اللہ و رسول جل جلالہ و ﷺ کی رفیع و عالی سرکاروں میں دریدہ دہن اور بے ادب ہو چکی ہے، وہ اپنے استادوں کا کیا ادب کرے گی؟ حضرت شیر پیشہ سنت دام ظلہم العالی نے وہابیہ کی آمد دیکھ کر فوراً عنان بیان دیوبندیوں کے عقائد کفریہ کی طرف پھیری اور تقویت الایمان و صراط مستقیم و حیط الایمان و براہین قاطعہ و تحذیر نانو توی و فتاویٰ گنگوہیہ کے اقوال خبیثہ ایسے واضح بیانات کے ساتھ پیش فرمائے کہ ہر خاص و عام بر ملا دیوبندی دھرم پر لعنت کرنے لگا۔ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اگر دیوبندی مولویوں کو اپنے اکابر کے قطعی یقینی کفر و ارتداد میں کچھ بھی شبہ، ذرا سا بھی شک ہو، تو

بسم اللہ! ہمیں میداں، ہمیں چوگاں، ہمیں گوئے اس جلسہ میں جتنے حاضرین پہلے سے موجود ہیں، ان کی ذمہ داری ہم لیتے ہیں۔ دیوبندی مولویوں کے ساتھ جتنی جماعت آئی ہے، اس کی ذمہ داری وہ لیں۔ ہم اپنی ذمہ داری کی تحریر لکھ دیں اور دیوبندی مولوی اپنی ذمہ داری کی تحریر ہم کو دیں اور اسی وقت ابھی اسی جگہ کفریات دیوبندیہ پر مناظرہ شروع ہو جائے۔ اس اعلان کے ساتھ ہی دیوبندی مولویوں پر قہر الہی کی برقِ خاطر گر پڑی اور عبداللطیف کھڑے ہو گئے اور منظور سنبھلی کی تلقین پر بولنے لگے کہ ہم کفر و اسلام پر مناظرہ نہیں چاہتے۔ ہمیں آپ کے بیان کے بعض مضامین پر شبہ ہے۔ ان پر مناظرہ کرنا چاہتے ہیں۔ شیر پیشہ سنت نے فرمایا کہ میں نے اپنے بیان میں دیو کے بندوں کا قطعی یقینی کفر و ارتداد بھی واضح کیا ہے۔ بتائیے آپ لوگوں کو اس میں شبہ ہے یا نہیں؟ اگر واقعی آپ کو اس میں کوئی شک نہیں، تو بسم اللہ اس کی ایک تحریر لکھ کر ہم کو دے دیجئے کہ ہم کو نانو توئی، گنگوہی، انیٹھوی، تھانوی کے قطعی یقینی کافر مرتد ہونے میں کچھ شبہ نہیں۔ پھر ہم بعونہ تعالیٰ آپ کو اپنا دینی بھائی سنی مسلمان سمجھ کر، آپ کے تمام شبہات کو رفع کریں گے اور اگر آپ کو دیوبندیوں کے کفر و ارتداد میں بھی شبہ ہے، تو پہلے یہی شبہ ہم سے رفع کرایجئے، کیونکہ یہ کفر و اسلام کا معاملہ ہے۔ جو دوسرے تمام مسائل فرعیہ سے اہم ہے۔ اس کا جواب کچھ سمجھ میں نہ آیا اور دیوبندی مولوی اپنی جماعت کو لیے ہوئے اپنی کرسیاں اوندھی اپنے سروں پر رکھے ہوئے جلسہ گاہ سے شور مچاتے ہوئے چل دیئے کہ ہم کو اپنے جلسہ میں مناظرہ کی اجازت نہیں دیتے۔ تمام حاضرین جلسہ ان کے اس دروغ برود (کھلم کھلا جھوٹ بولنے) پر نفیس و ملامت کر رہے تھے۔ مگر جس کو واحد قہار جل جلالہ کی لعنت کی پروا نہیں، وہ مخلوق کے تھوکنے سے کیا شرمائے گا؟ وہ تو یہی سمجھے گا کہ چلو، اچھا ہوا کہ ایک لوٹا پانی ہی بیچ گیا۔ پھر حضرت شیر پیشہ سنت نے اس امر پر روشنی ڈالی کہ

بھائیو! آپ کو کچھ معلوم ہے کہ مسائل فرعیہ میں مناظرہ کا اتنا شوق اور اپنے اور اپنے بڑوں کے کفر پر مناظرہ سے اتنا گریز کہ کفریات دیوبندیہ پر مناظرہ کا نام ہی ہر دیوبندی مولوی کے لیے پیغام موت سے کم نہیں۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کا سبب صرف اس قدر ہے کہ مسائل فرعیہ میں اہل سنت کے درمیان اختلاف ہوا ہی کرتا ہے۔ اہل سنت نے بھی کچھ آیات کریمہ و احادیث اور اقوال بزرگان سلف پیش کیے، وہاں یہ نے بھی اپنے مطلب کو مفید سمجھ کر کچھ آیتیں حدیثیں علماء کی عبارتیں پیش کر دیں۔ عوام حاضرین یہ نتیجہ لے کر اٹھے کہ دونوں طرف کے مولوی آیتیں حدیثیں پڑھ رہے تھے۔ ہم کیا سمجھیں؟ کون حق پر ہے؟ کون باطل پر؟ مولویوں کے جھگڑے ہماری سمجھ میں نہیں آسکتے ہیں۔ ان میں دخل دینے کی ضرورت ہی نہیں۔ لیکن جب دیوبندیوں کے عقائد کفریہ خبیثہ کھلتے ہیں اور خواص و عوام سب پر یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ دیو کے بندوں نے اللہ عزوجل کو جھوٹا کہا۔ حضور اقدس ﷺ کے آخر الانبیاء ہونے سے انکار کیا۔ حضور انور ﷺ کے علم غیب کو شیطان کے علم غیب سے کم بتایا۔ حضور اکرم ﷺ کے علم غیب کو بچوں پاگلوں جانوروں چارپایوں کے مثل ٹھہرایا اور ان کے سوا اور بہت سے کلمات ملعونہ اللہ و رسول جل جلالہ ﷺ کی رفیع و جلیل سرکاروں میں بکے۔ تو ہر چہا طرف سے ملامت و لعنت کی صدائیں آنے لگتی ہیں اور پھر دیو کے بندوں کا کوئی ٹکرو فریب نہیں چل سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ دیو کے بندے اپنے عقائد باطلہ کفریہ پر مناظرہ کے لیے ہرگز آمادہ نہیں ہوتے۔

پھر شب کو بعد عشاء جلسہ ہوا جس میں شیر پیشہ سنت کے بعد حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء دامت برکاتہم القدسیہ نے اپنے کلمات طیبات سے مسلمانان اہلسنت کے قلوب میں محبت و عظمت خدا و رسول جل و علا و علیہ الصلاۃ والسلام کے انوار چمکادیے اور حضور اقدس علیہ الصلاۃ والسلام کے ذکر میلاد پاک و قیام و صلاۃ و سلام پر جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔

”حضرت صدرالافاضل کی امرتسر کے لئے روانگی“

چونکہ حضرت صدرالافاضل استاذ العلماء دام ظلہم الاقدس کو امرتسر تشریف لے جا کر، سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مبارک میں شرکت فرمانا ضروری تھا۔ اس لیے صبح بروز جمعہ ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ مسلمانان اہلسنت کے پُرشوکت جلوس کے ساتھ مراجعت فرمائے وطن ہو گئے اور حضرت شیر پیشہ سنت نے فرمایا کہ یہاں کے وہابیہ دیوبندیہ کی کھوپڑیوں میں کیڑا گلبلا رہا ہے۔ جب تک ان کی ایسی سرکوبی نہ ہوگی، جیسی (انا اُحیٰ و امیت۔ ترجمہ: میں جلاتا اور مارتا ہوں) کہنے والے ان کے بڑے کی ہوئی تھی، اس وقت تک دیوبندیت چلی نہیں بیٹھ سکے گی اور آپ نے تین چار روز کے لیے مزید قیام فرمادیا اور منظور سنبھلی اور ان کے استاد منو والے مولوی حبیب الرحمن اور دیگر تمام مولویان دیوبندیہ کو پیغام بھجوایا کہ آج شب کو پھر اسی مقام پر میرا بیان ہوگا۔ اگر آپ لوگوں میں کچھ بھی جرأت و ہمت و حیا وغیرت ہے، تو اپنے تمام مولویوں کو اپنی پشت پر لے کر آجائے اور اپنا اور اپنے بڑوں کا مسلمان ہونا ثابت فرمائے۔ شب کو ساڑھے تین گھنٹے تقریر جاری رہی۔ ساڑھے بارہ بجے تک دیوبندی مولویوں کا انتظار رہا، مگر کوئی دیوبندی مولوی سامنے نہ آیا اور سیکڑوں کی تعداد میں جو شائقین صرف کفریات دیوبندیہ پر مناظرہ دیکھنے کی امید میں آئے تھے، دیو کے بندوں کی اس پردہ نشینی نے ان سب کی حسرتوں کو خاک میں ملا دیا اور وہ بے چارے منظور سنبھلی اور ان کے پشت سواروں کی خانہ نشینی و بُزدلی اور روباہ منشی (لومڑی فطرت) کو درازی بقا کی دُعاں دیتے اور زبان حال سے یہ شعر پڑھتے چلے گئے

”تھی خبر گرم کہ نجدی کے اڑیں گے پُرزے ÷ دیکھئے ہم بھی گئے تھے، یہ تماشا نہ ہوا“

دیوبندیوں کی ”یا پولیس المدد“ پکار کر مناظرے سے جان بچانے کی ناکام کوشش

اب کہ دیو کے بندوں نے دیکھا کہ یہ تو ”سنگ آمد و سخت آمد“ (پتھر آیا وہ بھی بھاری) کا مضمون ہے۔ پیشہ سنت کا شیر ہماری چھاتیوں پر چڑھا بیٹھا ہے اور تمام روباہان صحرائے دیوبندیت و گرگان دشت نجدیت (دیوبندی لومڑیوں اور نجدی بھیڑیوں) کو لاکر رہا ہے۔ دیوبندیوں کے تمام اکابر و اصغر کو سکتہ ہے۔ نہ کوئی ہمکتا ہے، نہ کوئی ڈر کے مارے سکتا ہے۔ تو اپنے بڑوں کی پُرانی سنت تھامی اور ”یا پولیس المدد“ کی چیخ و پکار شروع کر دی۔ روز شنبہ ۲۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ کو اپنے چند نفر منوبھیجے اور تھانہ میں فساد کے جھوٹے اندیشے بتا کر نائب تھانیدار صاحب کو بلا لائے اور ان کے سامنے دیوبندی مولوی روئے، دھوئے، چینے، چلائے کہ مولوی حشمت علی صاحب نے ہمارے پیشواؤں کو کھلم کھلا کافر مرتد کہا ہے۔ مسلمانوں میں ہیجان برپا کر دیا ہے اور فتنہ و فساد کا سخت اندیشہ ہے۔ لہذا مولوی حشمت علی صاحب کی تقریروں کو ممنوع کر دیا جائے یا ان کو یہاں سے چلے جانے کا حکم دے دیا جائے۔ مگر نائب تھانیدار صاحب نے یک طرفہ کارروائی کو اپنے فرض منصبی کے خلاف سمجھا اور حضرت شیر پیشہ سنت کی خدمت میں اپنے آدمی کو بھیجا اور جب پورے طور پر معاملات ان پر منکشف ہو گئے، تو انہوں نے دیوبندی مولویوں کو مناظرے کے لئے مجبور کیا اور ان پر زور ڈالا کہ آپ لوگ ضرور مناظرہ کیجئے۔ آخر مرتا کیا نہ کرتا ”طوطے کی بلا بندر کے سر“۔ منظور سنبھلی کو لرزتے ہوئے ہاتھوں سے حسب ذیل تحریر لکھ کر حضرت شیر پیشہ سنت کی خدمت میں بھیجی پڑی۔

”مناظرہ کے لئے منظور نعمانی کی تحریر“

بِسْمِہِ تَعَالٰی حَامِدًا وَّ مُصَلِّيًا وَّ مُسَلِّمًا - از بندۂ ناچیز محمد منظور نعمانی عنفی اللہ
 عنہ بگرامی خدمت جناب مولوی حشمت علی صاحب بعد ”مَا هُوَ الْمَسْتُونُ“ اس وقت یہاں
 کے مسلمانوں میں ہمارے اور آپ کے عقائد کے متعلق بہت زیادہ غلط فہمی پھیل گئی ہے۔
 بالخصوص مسئلہ علم غیب کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہو گئی ہے۔ میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس
 مسئلہ پر میرے اور آپ کے مابین مباحثہ ہو جائے کہ مسلمانوں کی غلط فہمی دور ہو جائے اور اگر
 خدا توفیق دے، تو ان کا باہمی اختلاف بھی دور ہو جائے۔ میں یہ بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ
 اس مسئلہ پر بحث ہو جانے کے بعد دوسرے مختلف فیہ مسائل پر اگر آپ مباحثہ فرمانا چاہیں، تو
 بندہ اس کے لیے بھی حاضر ہے۔ اگر جناب اس کے لیے آمادہ ہوں، تو اسی رقعہ پر اپنی آمادگی
 (رضامندی) لکھ دیں۔ وقت بہت کم اور کام بہت زیادہ۔ لہذا تاخیر نہ فرمائی جائے۔ بندہ
 آپ کو اطمینان دلاتا ہے کہ میرا مقصد صرف اصلاح حال ہے۔ ”واللہ علی ما نقول شہید۔“
 فقط والسلام علی اہل الاسلام ۱۳، اکتوبر ۱۳۳۳ھ ۹ بج کر ۱۰ منٹ۔ استکلیبہ، احقر عبداللہ محمد منظور نعمانی (عفا عنہ)

حضرت شیر پیشہ سنت نے فوراً اس کا حسب ذیل جواب روانہ فرمایا۔

جناب مولوی منظور حسین صاحب۔ بعد مر اسم سنت۔ ملتسم خدمت ہوں کہ ابھی
 جناب کی تحریر باستدعائے مناظرہ بر مسئلہ علم غیب فقیر کے پاس آئی۔ فقیر کو بعونہ تعالیٰ و بعون
 رسولہ علیہ الصلاۃ والسلام و بعون غوث الوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ احقاق حق و ابطال باطل کے
 لیے ہر وقت مناظرہ منظور ہے، بشرطیکہ تہذیب و شائستگی کو ہاتھ سے جانے نہ دیا جائے۔ لیکن

افسوس کہ آپ نے مجھ مناظرہ ایک مسئلہ فرعیہ کو مقرر کیا ہے۔ باوجودیکہ اہل سنت و وہابیہ
 دیوبند کے درمیان اصولی مسائل میں اختلاف موجود ہے۔ جن کی بنا پر اہلسنت دیوبندیوں کو
 کافر مرتد جانتے ہیں اور دیوبندیہ سنیوں کو کافر مشرک کہتے ہیں۔ اصولی زبردست اختلاف پر
 مباحثہ کو پیچھے ڈالنا اور ایک مسئلہ فرعیہ کو بحث کے لیے آگے لانا، جو معنی رکھتا ہے، ظاہر ہے۔
 لیکن چونکہ ان مسائل پر بحث و مناظرہ سے اپنی کمزوری و عاجزی محسوس کرتے ہوئے آپ
 نے ان سے پہلو بچایا ہے لہذا فقیر کو آپ کی خاطر منظور مگر افسوس کہ احقاق حق کے شوق کا ادعا
 اور تنگی وقت کا ابھی سے بہانہ۔ جب آپ کو احقاق حق کا شوق ہے، تو اس میں جس قدر بھی
 وقت صرف ہو، بڑا مبارک ہوگا۔ وقت مناظرہ بعونہ تعالیٰ پرسوں بروز یکشنبہ آئندہ ۲۴ جمادی
 الاخریٰ ۱۳۵۲ء بوقت صبح آٹھ بجے مقرر کیا جاتا ہے۔

والسلام علینا وعلی اہل الاسلام، شب شنبہ ۲۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ

حضور محدث اعظم ہند، علامہ شاہ محمد کچھوچھوی کی خدمت میں قصبہ
 گھوسی کے عوام کا عریضہ۔ برائے تعاون مولانا حشمت علی خاں
 اور حضور محدث اعظم کا والا نامہ۔ فتح کی پیشین گوئی۔

اُسی روز مولانا عبدالاحد خاں صاحب نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ یہاں دیوبندی
 مولویوں کا پورا جھگڑ ہے اور شیر پیشہ سنت تنہا ہیں۔ ان کی امداد کے واسطے اگر حضرت
 بابرکت، مولانا مولوی شاہ سید محمد صاحب محدث کچھوچھوی دامت معالیہم بھی تشریف لے
 آئیں، تو مناسب ہوگا۔ قصبہ گھوسی کے رہنے والے بھائی غلام اشرف صاحب سلمہ کو محدث
 صاحب کی خدمت میں بھیجا۔ حضرت محدث صاحب دامت برکاتہم کا جو والا نامہ تشریف لایا،

وہ گویا مناظرے کے متعلق ایک پیشین گوئی تھی۔ جس کو اللہ عزوجل نے حرف بحرف پورا فرمادیا۔ اس والا نامہ کو ہم یہاں پر نقل کر دینا مناسب سمجھتے ہیں۔ یہ والا نامہ درحقیقت حضرت محدث صاحب قبلہ دامت برکاتہم کی کرامت جلیلہ ہے۔

اعزاز شد مولوی محمد عبدالاحد صاحب نعیمی سلمکم اللہ تعالیٰ۔ ادعیہ وافیہ و تحیہ زاکیہ۔ عزیز غلام اشرف سلمہ آئے اور آپ کا خط ہمراہ لائے۔ مجھے اس موقع پر آنے میں کیا عذر ہو سکتا ہے مگر جہاں تک منظور کی علمی استعداد کا حال ہے، اسکی سرکوبی کے لیے اعزاز الاخوان فاضل جلیل الشان مولانا مولوی حشمت علی خاں نہ صرف یہ کہ کافی سے زیادہ ہیں بلکہ سچ پوچھیے تو اس مناظرہ کو منظور کر کے ہضم لفسہ تنزل سے کام لیا ہے۔ جاننے والے جانتے ہیں کہ حشمت کے جلو (دبدبے) میں فتح و نصرت رہی اور منظور و مفرور کا تو قافیہ ہی ایک ہے۔ اسی سکون قلب و اطمینان دل کا نتیجہ ہے کہ میں اپنے آنے کی کوئی ادنی ضرورت بھی نہیں محسوس کرتا۔ مجھ کو سہ شنبہ کو سفر کرنا ہے۔ جمعہ کا دن امرتسر میں گزرے گا۔ شب کو تقریر کر کے نکینہ واپس ہونا ہے۔ یکشنبہ آئندہ تک وہاں تقریر کرنی ہے۔ دو شنبہ کو مراد آباد آؤں گا۔ پنج شنبہ کو وہاں سے روانہ ہو کر راتے بریلی آنا ہے۔ اس طرح ماہ اکتوبر بھر کے لیے پابند ہو چکا ہوں۔ بلاوجہ عہد شکنی کیوں ہو؟ مجھے امرتسر کا بڑا خیال ہے کہ مولانا حشمت علی صاحب بھی اب غالباً نہ پہنچ سکیں گے۔ تو پھر میرے نہ جانے پر اہل جلسہ کتنا مضطر ہوں گے۔ باایں ہمہ اگر واقعی ضرورت ہوتی، تو سب کو ملتی کر کے آجاتا۔ لیکن یقین جانے کہ کوئی ضرورت ہی نہیں ہے اور محض اسی وجہ سے کہ قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے، نہیں آتا۔

فقط فقیر اشرفی و گدائے جیلانی ابوالحامد سید محمد غفرلہ کچھو چھو شریف۔ ضلع فیض آباد۔

۲۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ، ۱۲ بجے دن

مناظرہ کا پہلا دن

کاروائی مناظرہ ۲۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ۔ روز یکشنبہ (اتوار)

15-10-1933 - Sunday

یکشنبہ کے دن وہابیوں نے مناظرے کی آفت اپنے سر سے ٹالنے کے لیے طرح طرح کی رواہ بازیاں (مکرو فریب) کیں۔ مگر اہل سنت نے انکی ہر ایک گلی کو بند کیا اور مناظرہ انکے ساتھ کر ہی کے چھوڑا۔ منو کے داروغہ صاحب دیوبندیوں کے بلائے ہوئے آئے۔ ان کے ذریعہ سے دیو کے بندوں نے مناظرہ بند کرنا چاہا اور ان سے یہ کہا کہ ہجوم بہت زیادہ ہے۔ قرب و جوار کے گاؤں سے بھی بہت آدمی آگئے ہیں۔ فساد ہو گیا، تو اُس کا ذمہ دار کون ہوگا؟ یہ سُن کر داروغہ صاحب نے مناظرہ بند کر دینا چاہا لیکن اہل سنت کی طرف سے جناب غلام رسول خاں صاحب نے یہ تجویز پیش کی کہ ہر ایک گاؤں میں سے ایک مشہور سنی اپنے گاؤں کے سنیوں کی ذمہ داری لے اور ایک بڑا وہابی اپنے گاؤں کے وہابیوں کا ذمہ دار بن جائے۔ دیوبندیوں نے اس میں بہت لیت و لعل (ٹال مٹول) کی، مگر تجویز معقول تھی۔ داروغہ صاحب نے منظور کر لی اور فریقین کی طرف سے ذمہ داری کی تحریر لکھی گئی اور ہر گاؤں کے ایک ایک مشہور سنی اور ایک ایک بڑے دیوبندی سے دستخط لئے گئے۔ اب وہابیوں نے ایک اور چال چلی کہ داروغہ صاحب سے کہا کہ دونوں مناظروں سے اس مضمون پر دستخط لینے چاہئیں کہ دوران مناظرہ کلمات بے تہذیبی کا استعمال نہ ہوگا۔ اس میں فریب یہ تھا کہ اگر اہل سنت کی طرف سے کفریات دیوبندیہ پیش کیے جاتے، تو فوراً دیو کے بندے رونے لگتے اور فریاد کرتے کہ دیکھیے داروغہ صاحب! ہم کو اور ہمارے اکابر کو کافر کہا جاتا ہے۔ کلمات ناشائستہ بکے جا رہے ہیں۔ لہذا یا تو

مناظرہ بند ہونا یا بحث تکفیر پر بحث نہ ہو سکتی۔ چنانچہ جس وقت یہ تحریر دستخطی منظور سنبھلی جس میں یہ مضمون لکھا تھا کہ میں بے تہذیبی نہ کروں گا اور جس وقت پولیس حکم دیگی فوراً مناظرہ بند کر دوں گا۔ حضرت شیر بیشہ سنت کے سامنے دستخط کے لیے پیش ہوئی۔ آپ نے اس پر یہ تحریر فرمادیا کہ :

حضرت شیر بیشہ سنت کی تحریر:-

بعون القدير وبعون حبيبه البشير النذير عليه وعلى آله الصلوة والمنورة والسلام
المير - فقير اس بات کا وعدہ کرتا ہے کہ فقیر کی طرف سے دوران مناظرہ
سوا بحث تکفیر دیوبندیہ کے کسی قسم کے دل آزار کلمات استعمال نہ ہونگے
اور پولیس کے حکم پر مناظرہ بند کر دیا جائے گا۔ رہا بحث تکفیر دیوبندیہ، تو
یہ اہل سنت اور وہابیوں کے درمیان زبردست اصولی اہم ترین اختلافی
مسئلہ ہے۔ اس مسئلہ کو سمجھانے کے لیے جن تمثیلات و بیانات کی
ضرورت ہوگی وہ مستثنیٰ رہیں گے۔

اس تحریر کو دیکھ کر دیوبندیوں کے بندے مہوت و ششدر رہ گئے اور اپنی مگاری کی ناکامی پر
کف افسوس ملنے لگے۔ اس کے بعد فریقین میدان مناظرہ میں پہنچے۔ باوجودیکہ دعوت
مناظرہ دیوبندیوں نے سنیوں کو دی اور اہل سنت انکے مہمان تھے۔ مگر دیوبندیوں نے اپنی
کمینگی کا اس طرح مظاہرہ کیا کہ اپنے اسٹیج پر شامیانہ لگایا تھا۔ قالین بچھایا تھا۔ مگر اہلسنت کی
نشست گاہ بالکل دھوپ میں تھی اور فرش کا بھی انتظام نہ تھا۔ تمام حاضرین یہ حرکت دیکھ کر دیو
بندیوں پر نفرت و لعنت کرنے لگے۔ لیکن حضرت شیر بیشہ سنت نے بخندہ پیشانی فرمایا کہ
مولوی منظور صاحب! ہم آپ کے مہمان ہیں۔ آپ کی شرافت ہم نے دیکھی۔ آپ نے یہ
سمجھا ہے کہ حشمت علی مسافر غریب الوطن ہے۔ اسکو اس طرح دھوپ میں بٹھا کر ذلیل کیا

جائے۔ لیکن آپ سمجھ لیجئے کہ اگر میں چاہوں تو پندرہ منٹ میں شامیانہ اپنے لوازم کے ساتھ
تیار ہو جائے، لیکن دیر بہت ہوگئی ہے۔ اس لیے اس وقت اسی طرح دھوپ ہی میں بیٹھوں گا
اور سب سنیوں کو دھوپ ہی میں بٹھاؤں گا اور آپ کی شرافت اور حیاداری سب کو دکھاؤں گا۔
پھر اس کے بعد منظور سنبھلی کی استدعا پر حسب ذیل تحریریں حضرت شیر بیشہ سنت
نے دستخط فرما کر سنبھلی کے حوالے کیں:-

نمبر: ۱	علم حضور اکرم ﷺ کو اللہ عزوجل کے علم سے وہ نسبت بھی نہیں، جو ایک قطرہ کے کرورویں حصہ کو کرورویں سمندروں کے ساتھ ہے۔ کیونکہ یہ دونوں متناہی ہیں اور علم نبوی متناہی اور علم الہی غیر متناہی۔ اگرچہ یہ متناہی بذات خود ایسا وسیع ہے کہ تمام ماکان و مایکون کے تفصیلی معلوت کو محیط ہے۔ یہ علم ماننا اس حد کی قطعیت کو نہیں پہنچا ہے کہ اس کا انکار کفر ہو۔ اگرچہ ایسی قطعیت اس مسئلہ میں ضرور ہے کہ اس کا منکر گمراہ ہوگا۔ دستخط:- فقیر حشمت علی خاں غفرلہ
نمبر: ۲	ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ بوقت تکمیل نزول قرآن پاک تمام ماکان و مایکون کا علم تفصیلی محیط حضور اقدس ﷺ کو مکمل طور پر حاصل ہو گیا۔ اس سے قبل کے لیے ہمارا کوئی دعویٰ نہیں۔ لہذا اس کے متعلق کسی دلیل کا طلب کرنا بھی فضول ہے۔ دستخط:- فقیر حشمت علی خاں غفرلہ
نمبر: ۳	حضور اقدس ﷺ کے لیے بعطائے الہی تمام ماکان و مایکون کے تفصیلی علم محیط کا منکر اگرچہ کافر نہیں لیکن اہلسنت سے خارج ہے۔ دستخط:- فقیر حشمت علی خاں غفرلہ

■ ایک تحریر درمیان مناظرہ میں لکھی گئی، جو یہ ہے:-

نمبر: ۴	طلب العلم فریضۃ میں الف لام عہد ذہنی کا ہے۔ اس لیے اس میں دین کا علم مراد ہے۔ دستخط:- فقیر حشمت علی خاں غفرلہ
---------	---

● پھر منظور سنبھلی سے حسب ذیل سوالات کے جوابات تحریر آئے گئے۔

- (۱) حضور ﷺ کے لیے جو شخص بے طہا الہی تمام ماکان و مایکون کا تفصیلی علم محیط مانے، وہ آپ کے نزدیک کافر ہے یا مسلمان؟
 - (۲) مسلمان ہے تو سنی ہے یا بد مذہب؟
 - (۳) کافر ہے تو فقہی کافر ہے یا کلامی؟
 - (۴) جو شخص حضور اقدس علیہ الصلاۃ والسلام کے واسطے دیوار کے پیچھے کے علم کا بھی منکر ہو مگر شیطان کے لیے تمام روئے زمین کا علم محیط مانتا ہو، تو وہ کافر ہے یا مسلمان؟
 - (۵) جو شخص انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے مطلع علی الغیب ہونے کا منکر ہو، تو وہ کافر ہے یا نہیں؟
 - (۶) جو شخص حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم غیب کو بچوں یا گلوں جانوروں کے علم غیب سے تشبیہ دے، وہ کافر ہے یا نہیں؟
- مندرجہ بالا سوالات کے جوابات تحریر نمبر: ۱ میں درج ہیں۔ اس تحریر کے علاوہ مولوی منظور نعمانی سے مزید چار تحریریں ملی گئیں، جو ذیل میں درج ہیں:-

تحریر نمبر: ۱

(۱) کافر نہیں ہے۔

- (۲) بد مذہب ہے۔
- (۳) جب کافر نہیں، تو تشقیق بے کار ہے۔
- (۴) شخص مذکور کا عقیدہ رسول خدا ﷺ کے متعلق جب تک پورا معلوم نہ ہو جائے اس وقت تک کوئی حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ البتہ اگر اس کے قائل کا مقصد اس سے آنحضرت ﷺ کی توہین ہے، تو وہ کافر ہے۔
- (۵) جو مطلع علی الغیب ہونے کا منکر ہو، وہ یقیناً مسلمان ہے۔ کیونکہ ظاہر یہ ہے کہ الغیب پر الف لام استغراق کے لیے ہے۔
- (۶) اگر مطلق بعض کے حصول میں اشتراک کا بیان مقصود ہے۔ نہ توہین، نہ عبارت مُشْبِہ ظاہر کرنے والا) توہین، تو ہرگز وہ شخص کافر نہیں ہے۔ دستخط:- محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ

تحریر نمبر: ۲

جمع معلومات الہیہ کا علم محیط غیر خدا کے لئے بے طہا الہی ماننا کفر ہے۔

دستخط:- محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ

تحریر نمبر: ۳

اشعة اللمعات صفحہ: ۱۸۴ جلد اول میں ہے ”نیز فرمودہ است کہ من بشرام۔ نمیدانم کہ در پس این دیوار چیست“ (ترجمہ: اور فرمایا ہے کہ میں بشر ہوں۔ اس دیوار کے پیچھے کیا ہے؟ وہ نہیں جانتا۔) اس حدیث کو صاحب مشکوٰۃ نے نہیں نقل کیا ہے بلکہ شیخ محقق دہلوی نے شرح مشکوٰۃ میں ذکر کیا ہے اور اس مقام پر مسند کا ذکر نہیں فرمایا۔

فقط اسلنتہ محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ۔

نوٹ:- دوران مناظرہ سنبھلی نے کہا کہ ”گمراہ کرنے کا علم حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے زائد شیطان کو ہے۔ حضور کو یہ علم شیطان سے کم ہے۔“ جب اُن سے کہا گیا کہ اس

مضمون کو لکھ دیجئے تو چرچے (خیال کیا) کہ اس عبارت میں تو اور زائد کھلا اقراری کفر ہے۔ تو مکاری کے ساتھ عبارت مذکورہ کے بدلے یہ تحریر دی:-

تحریر نمبر: ۴

”شیطان کو گمراہ کرنے کا فن آتا ہے مگر آن حضرت ﷺ اس سے بالکل پاک ہیں۔ آپ کا کام ہدایت ہے نہ کہ اضلال“ دستخط:- محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ

نوٹ:- دوران تقریر سنبھلی نے یہ کہا کہ ”دنیاے دنی کے علوم حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے ماننا حضور کی توہین ہے۔“

جب اُن سے اس کی تحریر طلب کی گئی، تو بوکھلا گئے کہ یہ تو گلے کا غل ہو جائے گا، تو نہایت عیاری کے ساتھ اُس عبارت کے بدلے، یہ عبارت لکھ دی:-

تحریر نمبر: ۵

”ناپاک علم آنحضرت ﷺ کے لیے شایان شان نہیں بلکہ یہ کہنا کہ آنحضرت ﷺ کے قلب مبارک میں یہ بے ہودہ علم بھرے ہوئے ہیں، آپ کی توہین ہے۔“

دستخط:- محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ۔

مناظرہ کی صدارت

مناظرہ شروع ہونے سے پہلے دیو کے بندوں نے اپنے ایک ہم مشرب مولوی عصمت اللہ صاحب پروفیسر پٹنہ کالج کے لیے صدارت کی تحریک کی۔ اگرچہ اہلسنت کو معلوم تھا کہ مولوی عصمت اللہ صاحب چھپے ہوئے وہابی ہیں۔ لیکن محض اس لیے کہ کسی طرح مناظرہ ہو جائے اور کہیں اس کی صدارت کا انکار ہی سد باب مناظرہ نہ ہو جائے، انہیں کی صدارت

منظور کر لی اور حضرت شیرمیشہ سنت نے کھڑے ہو کر اعلان فرمادیا کہ مولوی عصمت اللہ صاحب صرف صدر ہیں۔ مناظرہ کے حکم نہیں۔ ان کو صرف اس قدر حق ہے کہ مجمع کو اپنے قابو میں رکھیں۔ عوام کو شور و شغب سے روکیں لیکن کسی مناظر کی فتح و شکست کا فیصلہ ان کے اختیار میں نہیں۔ اس کا فیصلہ حاضرین میں سے ہر ایک کا ایمان کرے گا۔ اس کے بعد مناظرہ اس طرح شروع ہوا۔

”مناظرہ کی کاروائی کا آغاز“

شیر رضا مولانا حشمت علی خاں

توحید الہی و نعت رسالت پناہی میں ایک نہایت فصیح و بلیغ
ایمان افروز شیطان سوز خطبہ پڑھنے کے بعد

مسلمان سنی بھائیو! السلام علیکم، ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اہلسنت اور وہابیہ دیوبندیہ کے درمیان اور مسائل نزاعیہ کے علاوہ ایک اختلافی مسئلہ علم غیب بھی ہے لیکن الحمد للہ اتنی بات پر تو میرا اور مولوی منظور سنبھلی کا مناظرہ سے قبل ہی اتفاق ہو گیا کہ حضور اقدس ﷺ کے ماکان و مایکون کا تفصیلی علم محیط بطن الہی ماننے والا کافر نہیں۔ اب یہ اختلاف رہا کہ یہ علم واقع میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے حاصل بھی ہے یا نہیں؟ لیکن اسی علم غیب کے متعلق چند مسائل ہمارے اور دیوبندیوں کے درمیان وہ ہیں، جن میں اختلاف کفر و اسلام کا اختلاف ہے۔ جن کا ماننے والا ہمارے نزدیک مسلمان ہے اور اُن کا منکر بلکہ ان میں ادنیٰ شک کرنے والا قطعاً یقیناً کافر مرتد ہے۔ لہذا پہلے انہیں مسائل میں بحث کر کے ان کو طے کر لینا چاہئے۔

ہمارے نزدیک مخلوقات میں کسی کے علم کو بھی حضور اقدس ﷺ کے علم اقدس سے زائد کہنے والا کافر ہے، لیکن دیوبندی وہابیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ شیطان اور ملک الموت دونوں کا علم رسول اللہ ﷺ سے زائد ہے۔ ان کے مقتدر شید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبٹھوی اپنی مصدقہ و مصنفہ کتاب ”براہین قاطعہ“ مطبوعہ: بلالی اسٹیم پریس۔ ساڈھورہ کے صفحہ: ۵۱ پر لکھتے ہیں ”شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔“

اس عبارت سے چار سطر پہلے لکھا شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ ”مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں“ اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ حضور اقدس ﷺ کو تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں لیکن ملک الموت اور شیطان کو تمام دنیا کا علم محیط حاصل ہے اور معاذ اللہ حضور اقدس ﷺ سے زائد ملک الموت اور شیطان کا علم ہونے پر نص قطعی قائم ہے۔ منظور سنبھلی صاحب بتائیں! ایسا لکھ کر گنگوہی و انبٹھوی دونوں کافر مرتد ہوئے یا نہیں؟ اسی طرح ہم مسلمانان اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ کو ان کے رب جل جلالہ نے ایسا علم عظیم و وسیع عطا فرمایا، جس کا مثل و نظیر کسی مخلوق کو نہیں ملا۔ لیکن وہابیہ دیوبندیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم حضور اقدس ﷺ کو ہے ایسا تو ہرنچے ہر پاگل ہر جانور ہر چار پائیے کو بھی ہے۔ چنانچہ دیوبندیوں کے حکیم الامتہ اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب ”حفظ الایمان“ مطبوعہ انتظامی پریس، کانپور کے صفحہ: ۸ پر لکھا ”آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و جنوں بلکہ جمیع

حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے“ ڈھائی سطر بعد ”اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے“ اس عبارت میں علم غیب کی دو قسمیں کیں۔ علم محیط کل اور علم بعض۔ پہلی قسم کو حضور انور ﷺ کے لیے نقلاً و عقلاً باطل بتایا۔ اب حضور اقدس ﷺ کے لیے بعض علم غیب رہ گیا اور یقیناً یہی مراد ہے اور قطعاً یہی واقع میں حضور اقدس ﷺ کو حاصل ہے (اگرچہ ہم اہلسنت کے نزدیک یہ بعض بجائے خود ایسا وسیع ہے کہ تمام ماکان و مایکون کا تفصیلی علم محیط بھی اس کا ایک ادنیٰ بعض ہے) اسی کو کہا کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو ہرنچے، ہر پاگل، ہر جانور، ہر چار پائیے کو بھی حاصل ہے۔ تو صاف صریح وہی مطلب ہوا کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ ﷺ کو ہے ایسا تو ہرنچے، ہر پاگل، ہر جانور، ہر چار پائیے کو بھی ہے۔ منظور صاحب بتائیں! ایسا لکھ کر تھانوی صاحب کافر مرتد ہوئے یا نہیں؟ سنبھلی صاحب نے حضور اقدس ﷺ کے لیے اطلاع علی الغیب کے منکر کو الف لام کے نیچے لا کر کفر سے بچایا ہے۔ مگر شید احمد گنگوہی اپنے رسالہ میں جس کا نام یہ ہے مسئلہ ”در علم غیب رسول اللہ ﷺ“ صفحہ: ۲ پر یوں لکھتے ہیں ”اس میں ہر چار ائمہ مذاہب و جملہ علماء متفق ہیں کہ انبیاء علیہم السلام غیب پر مطلع نہیں اور اس مدعی کے اثبات پر ہزاروں آیات شاہد ہیں“ بتائیے اس عبات میں گنگوہی نے غیب پر انبیاء علیہم السلام والسلام کے مطلع ہونے کا مطلقاً انکار کیا یا نہیں؟ کہیے اس میں الف لام استغراق کا کہاں ہے؟ بلکہ استغراق پر دلالت کرنے والا کوئی حرف بھی نہیں اور اسی الف لام ہی کا سہارا پکڑ کر اس کے قائل کو کفر سے بچایا تھا۔ اب بولے گنگوہی کافر مرتد ہوئے یا نہیں؟۔ اسی سلسلہ میں ایک مزہ دار سوال اور بھی کرتا چلوں۔ یہ دیکھیے میرے ہاتھ میں اسمعیل دہلوی کی کتاب ”تقویۃ الایمان“ مطبوعہ مرکنفائل پرنٹنگ دہلی ہے۔ اس کے صفحہ: ۱۰ پر لکھتے ہیں ”جو کوئی کسی کا نام اٹھتے بیٹھتے لیا کرے اور دو روز نزدیک سے پکارا کرے اور بلا کے مقابلہ میں اس کی دہائی

دیوے اور دشمن پر اس کا نام لے کر حملہ کرے اور اس کے نام کا ختم پڑھے یا شغل کرے یا اس کی صورت کا خیال باندھے اور یوں سمجھے کہ جب میں اس کا نام لیتا ہوں، زبان سے یا دل سے یا اسکی صورت کا یا اسکی قبر کا خیال باندھتا ہوں، تو وہیں اس کو خبر ہو جاتی ہے اور اس سے میری کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی اور جو مجھ پر احوال گزرتے ہیں، جیسے بیماری و تندرستی و کشائش و تنگی، مرنا، جینا، غم و خوشی، سب کی ہر وقت اسے خبر ہے اور جو بات میرے منہ سے نکلتی ہے، وہ سب سن لیتا ہے اور جو خیال وہم میرے دل میں گزرتا ہے، وہ سب سے واقف ہے۔ سوان باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے اور اس قسم کی باتیں سب شرک ہیں۔ اس کو اشراک فی العلم کہتے ہیں یعنی اللہ کا عالم اور کو ثابت کرنا۔ سوا اس عقیدے سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے۔ خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء سے رکھے، خواہ پیرو شہید سے، خواہ امام و امام زادے سے، خواہ بھوت و پری سے، پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات انکو اپنی ذات سے ہے، خواہ اللہ کے دینے سے، غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ اس عبارت میں جس قدر امور کے علم کے اعتقاد پر شرک کا فتویٰ دیا ہے، انکو جملہ ماکان و مایکون کے تفصیلی علم محیط کے ساتھ ہی نسبت ہے یا نہیں؟ جو ایک قطرہ کے کروڑوں حصہ کا لاکھوں سمندروں کے ساتھ اور سنبھلی صاحب ابھی تحریر دے چکے کہ جملہ ماکان و مایکون کا تفصیلی علم محیط بعطائے الہی غیر خدا کے لیے ماننے والا مسلمان ہے، کافر نہیں۔ اب اگر دہلوی سچے ہیں تو سنبھلی مشرکوں کو مسلمان کہہ کر کافر ہو گئے اور اگر سنبھلی سچے ہیں تو اسماعیل دہلوی مسلمانوں کو مشرک بنا کر کافر ہو گئے اور پھر دہلوی کو اپنا امام و پیشوا مان کر سنبھلی کافر ہو گئے۔ سنبھلی صاحب دونوں طرف سے کافر ہو گئے اور ان کے دونوں راستے بند ہو گئے۔ مسلمانو یہ ہے حضور اقدس ﷺ کا معجزہ قاہرہ کہ اپنے دشمنوں کا کفر و ارتداد خود انہیں کے منہوں سے قبلاً ادا کیا۔ واللہ الحمد! سنبھلی صاحب! یہ بھی بتاتے چلیں کہ اس عبارت میں دہلوی نے علم عطائی کو اللہ کا سا بتا کر علم الہی کو عطائی کہا یا نہیں؟ اور علم الہی کو عطائی

کہنے والا کھٹلا کافر مرتد ہے یا نہیں؟ میری اس تقریر میں چار عبارتوں پر زبردست اہم اصولی اعتراضات ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ سنبھلی صاحب ان کا ایسا صاف واضح جواب دیں گے کہ اختلاف رفع ہو جائے۔ جواب دیتے ہوئے ذرا اس کا بھی لحاظ رہے کہ براہین و حفظ الایمان کی عبارات پر علمائے حریمین طیبین نے بھی کفر و ارتداد کا فتویٰ دیا ہے۔

دیوبندی مولوی منظور نعمانی

(درود و تاج پڑھنے کے بعد) مولانا حشمت علی خاں صاحب اور ان کے اکابر کا یہ عقیدہ کہ اللہ تعالیٰ نے رسول خدا ﷺ کو جمع مغیبات کا علم دیا، یہ قرآن کے خلاف ہے۔ سورہ لیس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ“ (پارہ: ۲۳، سورہ یلین، آیت: ۶۹) یعنی ”ہم نے اپنے رسول کو شعر نہیں سکھایا اور نہ وہ ان کی شان کے لائق ہے۔“ اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک تو یہ کہ حضور کو شعر کا علم نہیں۔ دوسرے یہ کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان کے لائق جو علوم ہیں، وہی ان کو دیے گئے اور جوان کی شان کے لائق نہیں، وہ ان کو نہیں ملے۔ رسول اللہ ﷺ نے کوئی شعر اپنی عمر بھر میں نہ پڑھا۔ کبھی کسی شعر کا صحیح وزن نہیں پڑھ سکتے تھے۔ حدیث میں ہے کہ آدمی کا پیٹ شعر سے بھرے، اس سے بہتر ہے کہ اس کا پیٹ پیپ سے بھر جائے۔ کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے کبھی کوئی شعر کہا۔ کیا حضور کو شعر کا علم تھا یا نہیں؟ اگر تھا، تو اللہ نے تو دیا نہیں، پھر کہاں سے آیا؟ معلوم ہوا کہ حضور کے لیے علم شعر ماننے والا قرآن و حدیث کا مخالف ہے۔ امر القیس بہت زبردست شاعر تھا۔ آپ کے اعلیٰ حضرت بھی شعر کہتے تھے اور سنا ہے کہ جناب بھی شعر کہتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے کوئی شعر نہیں کہا۔ تو کیا امر القیس کی یا آپ کی اور آپ کے پیرومرشد کی شان جناب رسالت مآب ﷺ سے بڑھ گئی؟ اگر آپ ثابت کر دیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی شعر کہا تو فی شعر پانچ روپیہ انعام لیں۔ (غرض اسی مضمون کو بیگھوں میں پھیلا کر بیان کیا اور دس منٹ ختم کر دیے)

دیوبندی مناظر کی عربی دانی کی جہالت

اپنی اسی تقریر میں سنبھلی صاحب نے مغیبات کو ”مغیبات“، یعنی بضم المیم و کسر الغین و سکون الیاء پڑھا۔ اس پر حضرت شیر پیشہ سنت نے ٹوکا کہ یہ کیا صیغہ ہے؟ تو سنبھلی صاحب مہوت ہو گئے۔ سنبھلی صاحب کی بے کسی و بے بسی اُس وقت قابل تماشا تھی۔ شیر پیشہ سنت نے فرمایا چار پانچ برس ہوئے کہ سنبھل میں بھی آپ نے یہ صیغہ غلط پڑھا تھا اور تین روز کے پیہم مطالبوں تقاضوں پر بھی آپ اس کو صحیح نہیں پڑھ سکے۔ افسوس کہ اس طویل مدت میں بھی آپ کو ایک صحیح لفظ معلوم نہ ہو سکا۔ اچھا آپ کی پشت پر جو ڈیڑھ سومولوی موجود ہیں، ان سب سے پوچھ کر جواب دیجئے۔ سنبھلی صاحب کی عاجزی و مجبوری دیکھ کر جناب مولوی عصمت اللہ صاحب صدر مناظرہ کو ان پر رحم آیا اور کھڑے ہو کر سنبھلی صاحب سے کہنے لگے کہ اس وقت میزان و منشعب کا امتحان نہیں ہے۔ صیغے تو بچے بتایا کرتے ہیں۔ لہذا آپ ہرگز صیغہ نہ بتائیے۔ شیر پیشہ سنت نے فرمایا کہ مجھے یہی ظاہر کرنا مقصود ہے کہ وہابیہ دیوبندیہ وغیر مقلدین کے بڑے بڑے مولویوں کو میزان منشعب بھی نہیں آتی اور ان کو اتنی بھی لیاقت نہیں جتنی مبتدی طلبہ کو ہوتی ہے مگر صدر صاحب نے کسی طرح صیغہ پوچھنے کی اجازت ہی نہ دی۔

شیر رضا مولانا حشمت علی خاں

مسلمانان اہلسنت! آپ حضرات کو پہلی فتح مبارک! سنبھلی صاحب نے اپنی دس منٹ کی تقریر میں میرے کسی اعتراض کو ہاتھ نہیں لگایا۔ نہ اپنا اور اپنے بڑوں کا کفر اٹھایا۔ بھرمہ تعالیٰ! یہ میری حقانیت کی بُرہان اور سنبھلی کی بطلان کی دلیل ہے۔ سنبھلی صاحب نے سارا زور اس پر دیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کو شعر کا علم نہیں دیا گیا۔ مگر پہلے یہ بتانا چاہئے کہ علم ہمیشہ صرف بمعنی دانستن (جاننا) ہی آتا ہے۔ کبھی لفظ علم سے ملکہ مراد نہیں ہوتا اور جب علم بمعنی ملکہ

بھی آتا ہے، تو آیت کریمہ کے معنی یہ ہوئے کہ ہم نے اپنے محبوب ﷺ کو شعر کہنے کا ملکہ نہیں دیا۔ انکو شعر بنانے پر قادر نہیں کیا اور نہ شعر بنانا انکی شان کے لائق ہے۔ پھر ملکہ کی نفی سے علم کی نفی کیونکر ثابت ہوگی؟ کیا علم اور ملکہ دونوں ایک ہی ہیں؟ یا علم کو ملکہ لازم ہے؟ ہاں یہ صحیح ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے تمام عمر شریف کوئی شعر نہیں فرمایا۔ مگر شعر نہ کہنے سے شعر کو نہ جاننا کیونکر ثابت ہوا؟ کیا یہ لازم ہے کہ جو شخص عمر بھر شعر نہ کہے، اس کو حقیقت شعر کا علم بھی نہ ہو؟ اور آپ کو ماننا ہی پڑے گا، ورنہ تقریب تمام نہ ہوگی۔ اچھا تو اب فرمائیے! کیا اللہ عزوجل نے کبھی کوئی شعر کہا ہے؟ اگر ہاں تو فی شعر پانچ روپیہ انعام آپ کو دیا جائے گا اور اگر فی الواقع اللہ تعالیٰ نے کبھی کوئی شعر نہیں فرمایا، تو کیا آپ کے اصول پر یہ لازم نہیں آتا کہ معاذ اللہ خدائے پاک جل جلالہ بھی شعر نہیں جانتا؟ اتنا اور بتا دیجیے کہ آپ کے پیشواؤں قاسم نانوتوی و محمود حسن دیوبندی نے طویل طویل قصیدے اور مرثیے لکھے اور اللہ عزوجل نے کبھی کوئی شعر نہیں فرمایا۔ تو آپ کے اصول پر یہ بھی لازم آیا یا نہیں کہ آپ کے پیشواؤں کو ایک ایسا علم حاصل ہے، جو اللہ تعالیٰ کو نہیں۔ معاذ اللہ اتنا اور عرض کر دوں۔ یہ دیکھیے علامہ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شفا شریف صفحہ: ۲۸ پر فرماتے ہیں:-

”إِنَّمَا كَانَتْ غَايَةُ مَعَارِفِ الْعَرَبِ النَّسَبُ وَآخْبَارُ أَوَائِلِهَا
وَالشُّعْرُ وَالْبَيَانُ وَهَذَا الْفَنُّ نَقْطَةٌ مِّنْ بَحْرِ عِلْمِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَا
سَبِيلَ إِلَى جَعْدِ الْمُلْحِدِ بِشَيْءٍ مِّمَّا ذَكَرْنَا“

ترجمہ: ”عرب کے کمالات علمیہ کی نہایت نسب اور متقدمین کے واقعات اور شعر و بیان کا جاننا تھا اور یہ فن حضور اکرم ﷺ کے علم کے

سمندر میں سے ایک نقطہ ہے اور ان میں سے کسی چیز کے انکار کی کسی
طرح کو گنجائش نہیں،

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:-

”الشفاء بتعريف حقوق المصطفى“ مصنف:- علامہ قاضی
عیاض اُنْدَلَسِي، المتوفى ٥٢٣هـ، مطبوعه: دارالكتب العلميه، بيروت -
لبنان - جلد: ١، قسم: ١، باب: ٢، فصل: ٢٦، صفحہ: ٢٣٣-

اسی مضمون کی تصریح:-

(1) ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح شفاء، جلد سوم، صفحہ: ٢٣١ پر

اور

(2) علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نسیم الریاض، جلد: ٣، صفحہ: ٢٣١ پر فرمائی ہے۔

اب سنبھلی صاحب بتائیں کہ ان کے نزدیک یہ تینوں مقتدایان اسلام سچے
ہیں، تو خود سنبھلی ملحد بے دین ہوئے یا نہیں؟ اور اگر سنبھلی صاحب خود اپنی آپ کو سچا کہیں، تو
ان کے فتوے سے امام قاضی عیاض و علامہ خفاجی و ملا علی قاری تینوں قرآن و حدیث کے مخالف
ہوئے یا نہیں؟

دیوبندی مولوی منظور نعمانی

ساری پبلک دیکھ رہی ہے کہ آپ نے میری کسی دلیل کا کچھ جواب نہیں دیا۔ رسول
اللہ ﷺ کا بنایا ہوا ایک شعر بھی نہیں نقل کر سکے بلکہ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ اگر کبھی حضور نے
دوسرے کا شعر بھی پڑھا، تو اس کو بھی صحیح نہیں پڑھا، آپ نے کہا تو یہ کہا کہ آیت کریمہ میں ملکہ
کی نفی ہے۔ میرے مہربان ملکہ بھی تو ماکان و مایکون میں ہے۔ اگر علم کو ملکہ کے معنی میں

رکھیں، جب بھی ہم کو منظور ہے۔ مولوی صاحب نے یہ تو کہہ دیا کہ علم ملکہ کے معنی میں آتا ہے
مگر اس کا ثبوت کچھ نہ دیا۔ دوسری دلیل سنیۃ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ
إِلَّا هُوَ“ (پارہ: ٢٩، سورۃ المدثر، آیت نمبر: ٣١) یعنی ”تیرے رب کے لشکروں کو اس کے سوا
کوئی نہیں جانتا۔“ معالم التنزیل و سراج المنیر و تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ ”جہنم پر جو فرشتے مقرر
ہیں، ان میں سردار تو اونیس ہیں مگر جو ماتحت فرشتے ہیں، ان کی تعداد خدا کے سوا کوئی نہیں
جانتا۔“ تفسیر بیضاوی میں اسی آیت کے تحت میں لکھا ہے کہ ”ممکنات کا حصر کوئی نہیں کر سکتا“
(اور انہیں مہملات میں وقت ختم کر دیا)

شیر رضا مولانا حشمت علی خاں

آپ پبلک کی آنکھوں میں کیسی ہی خاک جھونکتے مگر میں پبلک کو ایسا اندھا نہیں سمجھتا
کہ ٹھیک دوپہر میں چمکتے ہوئے سورج کا انکار کر دیگی۔ آپ کی دلیل کے میں نے پر نچے اڑا
دیے۔ آپ کی تقریر کے ایک ایک حصہ پر قہر الہی کے پہاڑ ڈھادیے مگر آپ کہے یہی جارہے
ہیں کہ میری کسی دلیل کا کچھ جواب نہیں دیا۔ اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ شرافت کے ساتھ آپ
کو کیسا تعلق ہے۔

■ حضور اقدس ﷺ شعر نہیں فرماتے تھے مگر اچھے بُرے صحیح غلط اشعار کو بخوبی پہچانتے
بلکہ اصلاح بھی عطا فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت سیدنا کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب
نعت پاک صاحب لولاک ﷺ میں ایک قصیدہ تصنیف کر کے بارگاہ اقدس میں حاضر لائے
جسکا پہلا مصرع یہ تھا کہ ”بَانَتْ سَعَادٌ فَقَلْبِي الْيَوْمَ مَبْتُولٌ“ اسی کو عرض کرتے ہوئے جب
اس شعر پر پہنچے:-

وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ لَنَارٌ يُسْتَصَاءُ بِهَا ۖ وَإِنَّهُ لَسَيْفٌ مِّنْ سُبُوفِ الْهِنْدِ مَسْلُوبٌ

بے شک رسول اللہ ﷺ ایک ایسی آگ ہیں، جن سے روشنی لی جاتی ہے اور بے شک حضور ہند کی تلواروں میں سے ایک شمشیر بُراں ہیں۔

حضور اقدس ﷺ نے فوراً اس کی اصلاح یوں عطا فرمائی:-

وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ لَنُورٌ يُسْتَصَاءُ بِهِ ۖ وَإِنَّهُ لَسَيْفٌ مِّنْ سُبُوفِ اللَّهِ مَسْلُوبٌ

بیشک رسول اللہ ﷺ ایسے نور ہیں، جن سے نور حاصل کیا جاتا ہے اور بیشک حضور اللہ کی تلواروں میں سے ایک کھنچی ہوئی تلوار ہیں۔

حوالہ:-

(۱) "سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد" - مؤلف:- علامہ محمد بن

یوسف الصالحی، الشامی، المتوفی ۹۴۲ھ، ناشر: دار الکتب العلمیہ، بیروت - لبنان، جلد: ۱، صفحہ: ۲۷۳

(۲) "شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ" - مؤلف:- علامہ ابو عبد اللہ محمد بن

عبد الباقی بن یوسف الزرقانی المالکی، المتوفی ۱۱۲۲ھ، ناشر: دار الکتب العلمیہ، بیروت - لبنان، جلد: ۴، فصل نمبر: ۱، صفحہ: ۱۹۶

اگر حضور اقدس ﷺ کو شعر کا علم مطلقاً نہ ہوتا، تو کیونکر اصلاح عطا فرماتے۔ الحمد للہ!

اب واضح ہو گیا کہ شعر نہ کہنا اور چیز ہے اور شعر نہ جاننا اور چیز ہے۔ سنبھلی صاحب نے مجھ سے اس کا ثبوت مانگا ہے کہ علم بمعنی ملکہ بھی آتا ہے۔ مگر مدعی تو خود آپ ہیں۔ بار ثبوت تو خود آپ کے ذمہ ہے۔ جو ثبوت کا مدعی ہے، اسکو تو:-

● "فَتَجَلَّى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَ عَرَفْتُ" ترجمہ: تو میرے لئے ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے جان لیا (سنن الترمذی، امام محمد بن عیسیٰ ترمذی، المتوفی: ۲۷۹، کتاب تفسیر القرآن، باب: ومن سورۃ ص، جلد نمبر: ۲، صفحہ نمبر: ۸۲۸، حدیث نمبر: ۳۵۴۳، مطبوعہ: جمعیۃ المکنز الاسلامی، قاہرہ، مصر، سن طباعت: ۱۴۲۱ھ)

● "فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ" ترجمہ: تو میں نے جان لیا جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے (سنن الترمذی، امام محمد بن عیسیٰ ترمذی، المتوفی: ۲۷۹، کتاب تفسیر القرآن، باب: ومن سورۃ ص، جلد نمبر: ۲، صفحہ نمبر: ۸۲۷، حدیث نمبر: ۳۵۴۱، مطبوعہ: جمعیۃ المکنز الاسلامی، قاہرہ، مصر، سن طباعت: ۱۴۲۱ھ)

● "نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تَبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ" ترجمہ: اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ (سورۃ نحل، پارہ: ۱۴، آیت: ۸۹)

● "مَا فَرَطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ" ترجمہ: ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھانہ رکھا۔ (سورۃ انعام، پارہ: ۷، آیت: ۳۸)

● "مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ وَلَكِنْ تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ" ترجمہ: یہ کوئی بناوٹ کی بات نہیں، لیکن اپنے سے اگلے کاموں کی تصدیق ہے اور ہر چیز کا مفصل بیان۔ (سورۃ یوسف، پارہ: ۱۳، آیت: ۱۱۱)

وغیرہ آیات کریمہ کا عموم ہی کافی ہے۔ جو نفی کا مدعی ہے، اس پر بار ثبوت ہے کہ فلاں چیز اس عموم سے خارج ہے۔ مگر خیر سنیہ! حدیث شریف میں ارشاد ہوا:-

● عَلِمُوا هُنَّ الْمَغْزَلُ يَعْنِي "عورتوں کو کا تنا سکھاؤ" کہیے علم سے ملکہ مراد ہوا یا نہیں؟

● دوسری حدیث میں ارشاد ہوا عَلِمُوا بَيْنَكُمْ الرَّمْلِي يَعْنِي "اپنے بیٹوں کو تیر اندازی سکھاؤ" کہیے علم ملکہ کے معنی میں آیا؟

● قرآن پاک فرماتا ہے وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ لِيَتَحَصِّنَكُمْ مِنْ بَأْسِكُمْ (پارہ: ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت: ۸۰) یعنی ”ہم نے داؤد کو تمہارے لیے ایک پوشاک بنانی سکھائی تاکہ تم کو تمہاری لڑائی سے محفوظ رکھے“ کہیے علم بمعنی ملکہ ہے یا نہیں؟

● آپ قرآن و حدیث کے ارشادات تو مشکل سے سمجھیں گے۔ آپ ہی کی زبان میں آپ کو سمجھاؤں:-

◆ کوئی شخص یوں کہے کہ مولوی منظور صاحب کو روٹی پکانے کا علم نہیں آتا۔ کیا اس کا یہ مطلب ہوگا کہ سنبھلی صاحب کو یہ بھی معلوم نہیں کہ روٹی توے کے اوپر ہوتی ہے یا تو روٹی کے اوپر؟ بلکہ یقیناً یہی مطلب ہے کہ آپ کو اتنی مہارت اور مشق نہیں کہ آپ روٹی پکاسکیں۔ کہیے علم کے معنی ملکہ ہوئے یا نہیں؟

آپ نے یہ کہہ کر کہ ”ملکہ بھی تو ماکان و ما یکون میں ہے۔ اسی کا علم منفی ہوا، تو جملہ ماکان و ما یکون کا علم تو نہ رہا۔“ اپنی علم دانی کا ثبوت دے دیا اور یہ کوئی نئی آپ کی نہیں بلکہ آپ کے پشت سوار، ایڈیٹر النجم، مبلغ و ہابیہ، ملکی شیخ جی عبدالشکور کا کوری، جن کے آپ نوکر ہیں۔ وہ بھی مناظرہ امر وہ میں یہی جہالت بک چکے ہیں۔ مگر افسوس کہ آپ کے آقائے نعمت کا کوری کو یہ بھی معلوم نہیں کہ ملکہ ایک مستقل مقولہ ہے اور علم ایک علیحدہ مقولہ سے ہے۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے کہ نفی قدرت سے نفی علم ثابت کی جائے۔ (ولا حول ولا قوۃ الا باللہ)

■ آیت کریمہ میں ”جُنُودِ رَبِّ“ سے مراد ملائکہ ہیں اور اس پر کوئی دلیل شرعی قائم نہیں کہ قیامت قائم ہونے کے بعد تخلیق ملائکہ بند ہو جائے گی۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ملائکہ اس میں مراد ہوں جو بعد قیامت قیامت پیدا کیے جائیں گے۔ تو یہ ہمارے دعوے کے کیا خلاف ہوگا؟

■ یہ بات خوب یاد رہے کہ قرآن عظیم اور احادیث کریمہ میں جن علوم کی نفی حضور

اقدس ﷺ سے کی گئی ہے، وہاں علم ذاتی کی نفی مراد ہے اور کسی آیت میں اللہ عزوجل نے ماکان و ما یکون میں سے کسی چیز کے متعلق ہرگز یہ نہیں فرمایا کہ ہم نے اس کا علم اپنے حبیب ﷺ کو نہ دیا اور نہ کبھی دیں گے۔

■ اسی طرح کسی حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ماکان و ما یکون میں سے کسی چیز کے متعلق ہرگز یہ نہیں فرمایا کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ نے مجھ کو نہیں دیا اور نہ کبھی دے گا۔

■ جب تک آپ اس مضمون کی تصریح فرمانے والی کوئی حدیث شریف یا آیت کریمہ نہیں پیش کریں گے، اس وقت تک آپ کا دعویٰ ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا۔ قاضی بیضاوی نے حصر ممکنات کو کسی مخلوق کے لیے ناممکن بتایا۔ یہ ہمارے دعویٰ سے مخالفت نہیں رکھتا۔ ہمارا دعویٰ حصر ممکنات کا نہیں بلکہ حصر جملہ ماکان و ما یکون کا ہے۔ سنبھلی صاحب ماکان و ما یکون کو جملہ ممکنات سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ یہ تناہی وہ غیرہ تناہی۔ افسوس غیر تناہی کی نفی سے تناہی کی نفی ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اسی پونجی پر شیروں کے آگے آنے کی ہمت ہے۔

■ تفسیر امام ابن جریر طبری مطبوع مصر جلد دہم صفحہ: ۱۰۵ پر ہے کہ حضرت امام مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ:-

”اِنَّهُ قَالَ فِيْ قَوْلِهِ تَعَالَى وَلَسِنُ سَأَلْتَهُمْ لِيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَحْوُضٌ وَنَلْعُبُ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُنَافِقِيْنَ يُحَدِّثُنَا مُحَمَّدًا اَنَّ نَاقَةَ فُلَانٍ بَوَادِي كَذَا وَكَذَا وَمَا يُدْرِىْهِ بِالْغَيْبِ“

”کسی شخص کی اونٹنی گم ہوگئی اسکی تلاش تھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے۔ اس پر ایک منافق بولا محمد ﷺ بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جگہ ہے، محمد غیب کیا جانتے ہیں؟“

اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ اتاری کہ:-

”وَلَعْنُ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ
وَأَيْتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ
إِيمَانِكُمْ“ (پارہ: ۱۰، سورۃ التوبہ، آیت: ۶۵/۶۶)

ترجمہ:-

”اور اگر تم ان سے پوچھو، تو بیشک ضرور کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل
میں تھے۔ تم فرما دو کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا
کرتے تھے۔ بہانے نہ بناؤ، تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔“

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:-

”جامع البیان فی تائیل القرآن (تفسیر الطبری)“، امام محمد
بن جریر طبری، التوفی: ۳۱۰ھ، جلد نمبر: ۱۴، صفحہ نمبر: ۳۳۵، حدیث نمبر
: ۱۶۹۱۷، مطبوعہ: مؤسسة الرسالة، سن طباعت: ۱۴۲۰ھ، ۲۰۰۰ء

یہاں سے معلوم ہوا کہ جو شخص حضور اقدس ﷺ کے مطہ علی الغیب ہونے کا مطلقاً
منکر ہو، وہ اللہ وقرآن ورسول سے ٹھٹھا کرنے والا ہے۔ کافر ہے۔ مرتد ہے۔ اب بتائیے
گنگوہی جی بحکم قرآن پاک کافر مرتد ہوئے یا نہیں؟۔ صبح کا یہ سارا وقت ختم ہو گیا۔ آپ نے
اپنے اکابر کا اسلام ثابت نہیں کیا۔ اب بعد عصر پھر مناظرہ ہوگا۔ امید ہے کہ آئندہ اجلاسوں
میں آپ اپنا اور گنگوہی وانیٹھوی و تھانوی کا کفر اٹھانے کی کوشش کریں گے۔

پہلے دن کا مناظرہ۔ بعد عصر ۲۴ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ یکشنبہ

دیوبندی مولوی منظور نعمانی

تمام حاضرین دیکھ چکے ہیں کہ مسئلہ علم غیب پر بحث شروع ہوئی تھی۔ اس مسئلہ پر
جس قدر آیات و احادیث میں نے پیش کیں، ہمارے فاضل دوست مولوی حشمت علی خاں
صاحب نے انکو ہاتھ بھی نہیں لگایا اور اس مسئلہ پر اپنی کمزوری محسوس کرتے ہوئے اس سے
گریز کی اور عبارات ’تقویۃ الایمان‘ و ’براہین قاطعہ‘ و ’حفظ الایمان‘ کی بحث چھیڑ دی۔ آپ
حضرات مجھ کو نہیں جانتے مگر مولوی حشمت علی صاحب بہت اچھی طرح جانتے ہیں۔ ان کو
معلوم ہے کہ محمد منظور سے مناظرہ کا انجام اچھا نہیں۔ اسی لیے اصل بحث سے فرار کر رہے
ہیں۔ چلیے میں بھی اپنے فاضل دوست کی خاطر انہیں عبارتوں پر بحث کرتا ہوں۔

مولوی صاحب نے تقویۃ الایمان کی عبارت پڑھ کر حضرت مولانا اسماعیل شہید کا کفر
ثابت کیا ہے مگر آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے اعلیٰ حضرت ان کو مسلمان کہتے ہیں۔ اب وہی
منطق چلائیے اگر آپ سچے ہیں، تو اعلیٰ حضرت کافر کو مسلمان کہہ کر کافر ہو گئے اور اگر اعلیٰ
حضرت سچے ہیں، تو آپ مسلمان کو کافر کہہ کر کافر ہو گئے۔ ”براہین قاطعہ“ کی عبارت میں کفر
کی بو بھی نہیں۔

اصل بات آپ لوگوں نے سمجھی ہی نہیں۔ یا سمجھتے ہیں، مگر جان بوجھ کر حسد و عناد کی
وجہ سے اسلام کو کفر بناتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ علم کی دو قسمیں ہیں۔ دینی اور دنیوی
یا پاک اور ناپاک۔ تو انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو جس قدر علوم حاصل ہیں، وہ سب دینی اور
پاک ہیں اور شیطان کو دنیا کے ناپاک علوم حاصل ہیں۔ جب جناب رسول مقبول ﷺ مدینہ
شریف میں تشریف لائے، تو وہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ کھجوروں میں نرمادہ کا جوڑا لگاتے

تھے۔ حضور نے منع فرمایا۔ لوگوں نے ایک سال جوڑا نہیں لگایا، تو پھل کم آئے۔ لوگوں نے حضور سے شکایت کی، تو فرمایا اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُورِ دُنْيَاكُمْ یعنی ”تم مجھ سے زیادہ دنیا کی باتوں کو جاننے والے ہو“۔

اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کی باتوں کا علم حضور کو نہیں۔ علوم دنیویہ حضور کے لیے ماننا حضور کی توہین ہے۔ جو شخص دنیا کی باتوں کا علم حضور کے لیے ثابت کرتا ہے، وہ محبت کے پردے میں حضور کے ساتھ عداوت کرتا ہے۔

بس اب ”براہین قاطعہ“ کی عبارت کا مطلب صاف ہو گیا کہ شیطان کو دنیا کے متعلق شیطنیت کے جو علوم ہیں، وہ فخر عالم علیہ السلام کو حاصل نہیں۔ شیطان کو اس بات کے جاننے کی ضرورت ہے کہ فلاں عورت فلاں مقام پر اس وقت تنہا بیٹھی ہے اور فلاں شخص کو زنا کے لیے فلاں ترکیب سے اسکے پاس پہنچایا جاسکتا ہے۔ نبی کو ان بے ہودہ باتوں کے جاننے کی ضرورت نہیں۔ شیطان کا کام گمراہ کرنا ہے۔ تو گمراہ کرنے کا علم رسول اللہ ﷺ سے زائد شیطان کو ہے۔ حضور کو یہ علم شیطان سے کم ہے۔

مگر مزہ دار بات تو یہ ہے کہ جس مضمون کی بنا پر آپ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کو کافر کہتے ہیں، وہی بات آپ کے مولانا عبدالسمیع صاحب بھی لکھ گئے ہیں۔ چنانچہ اسی ”انوار ساطعہ“ کے صفحہ ۵۲ پر جو براہین قاطعہ کے اوپر چڑھی ہے، لکھتے ہیں ”تمنا شاہیہ کہ اصحاب محفل میلاد تو زمین کی ہر جگہ پاک ناپاک مجالس مذہبی وغیر مذہبی میں حاضر ہونا رسول اللہ ﷺ کا نہیں دعویٰ کرتے۔ ملک الموت اور ابلیس کا حاضر ہونا اس سے بھی زیادہ تر مقامات پاک ناپاک کفر غیر کفر میں پایا جاتا ہے“ اور اسی انوار ساطعہ پر آپ کے اعلیٰ حضرت نے بھی تصدیق لکھی ہے۔ تو اب بتائیے آپ کے اعلیٰ حضرت اور مولانا عبدالسمیع اور خود آپ اس مضمون کو مان کر کافر ہوئے یا نہیں؟

الجھارے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں ÷ لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

شیرِ رضا مولانا حشمت علی خاں

کیا تمام حاضرین کو آپ نے گنگوہی کی طرح اندھا سمجھ لیا ہے کہ جو آپ کہہ دیں گے، وہی مان لیں گے۔ سارا جلسہ شاہد ہے کہ میں مسئلہ علم غیب سے ایک قدم باہر نہیں گیا۔ اگر ہمیں آپ کے کفریات پر بحث کرنی ہوتی، تو کیا فتویٰ گنگوہی کا نوٹو پیش نہ ہوتا؟ کیا عبارات کفریہ ”تخذیر الناس“ پیش نہ ہوتیں؟ مگر نہیں ہم نے صرف وہ عباراتیں ذکر کی ہیں۔ جو مسئلہ علم غیب سے تعلق رکھتی ہیں۔

● عبارت ”تقویۃ الایمان“ میں کسی نبی یا ولی کے لیے بطنائے الہی علم غیب ماننے والے کو مشرک لکھا۔

● ”براہین قاطعہ“ میں شیطان کے علم غیب کو حضور اقدس ﷺ کے علم غیب سے زیادہ وسیع کہا۔

● ”حفظ الایمان“ میں حضور اکرم ﷺ کے علم غیب کو بچوں، پاگلوں، جانوروں، چارپایوں کے علم غیب کے مثل لکھا۔

تو مجھے کہنا یہ ہے کہ مسئلہ علم غیب ہی کے اندر مسلمانانِ اہلسنت اور وہابیہ دیوبندیہ کے درمیان جو زبردست اصولی اختلافات موجود ہیں، پہلے ان پر بحث ہو جائے، جن کی وجہ سے ایک دوسرے کو کافر مشرک کہہ رہا ہے۔ اس کے بعد پھر مسائل فرعیہ پر بھی بحث ہو جائے مگر ”الاہم فالاہم“ (یعنی جو ضروری ہے، وہ اہمیت رکھتا ہے) کی اصل اصیل کو نظر انداز نہ کیا جائے۔ الحمد للہ! نہ میں نے خلطِ مبحث کیا، نہ مبحث سے گریزی کی۔

الحمد للہ کہ صبح کا سارا وقت بیکار بحث میں گزارا، مگر اس وقت یہ دیکھتے ہوئے کہ خود عوام وہابیہ بھی اپنے مناظر کا عجز و فرار محسوس کر رہے ہیں اور جا بجا اس کی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ مجبور ہو کر عبارتوں کی بحث پر آگئے۔ خیر صبح کا بھولا شام کو گھر لوٹ آئے، اس کو بھولا نہ کہا جائے۔

عبارت تقویۃ الایمان کی جب کوئی توجیہ آپ سے نہ ہو سکی، تو اپنوں کا ساتھ چھوڑ کر حضور پر نور، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت، مرشد برحق، سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس عظیم و جلیل احتیاط کا سہارا پکڑا، جس کو دیکھ کر اعدا و مخالفین بھی انگشت بدنداں ہیں۔ مگر سنبھلی صاحب ذرا غور کیجیے، میں نے اپنی تقریر میں اسماعیل دہلوی کو نہ مسلمان کہا، نہ کافر۔ میں نے تو آپ پر الزام قائم کیا ہے کہ آپ تو حضور اقدس ﷺ کے لیے جملہ ماکان و مایکون کا تفصیلی علم محیط بعطائے الہی ماننے والے کو مسلمان کہتے ہیں اور آپ کے پیشوا دہلوی صاحب کے نزدیک وہ کروڑوں لاکھوں مشرکوں کے برابر تھا کافر مشرک ہے۔ آپ کے فتوے سے وہ کافر، ان کے فتوے سے آپ کافر۔ اس کا یہ کیا جواب ہوا کہ اعلیٰ حضرت قبلہ نے اسماعیل صاحب کو کافر نہیں کہا ہے۔ اس بات نے آپ پر سے کیا الزام دفع کیا؟ آپ کا اور آپ کے مقتدا کا باہمی تناقض تو بدستور باقی ہے۔

اور یہ بھی بالکل جھوٹ ہے کہ حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسماعیل کو مسلمان کہا ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ اس کو کافر کہنے سے زبان روکی ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اسماعیل دہلوی کی تو بہ مشہور ہے۔ اگرچہ وہ شہرت فی نفسہا غلط ہو، مگر اس شہرت کا ذبہ (جھوٹی) سے بھی شبہ پیدا ہو گیا اور تکفیر کے لیے قطع و یقین درکار ہے۔ احتیاط کی وجہ سے بھی تکفیر سے کف لسان کرنے والا اگر آپ کے نزدیک کافر ہے، تو یہ دیکھیے آپ کے پیشوا رشید احمد گنگوہی اپنے فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول مطبوعہ ہندوستان پرنٹنگ ورکس دہلی کے صفحہ ۳۸ پر لکھتے ہیں ”بعض ائمہ نے جو یزید کی نسبت کفر سے کف لسان کیا ہے وہ احتیاط ہے“۔ اب گنگوہی صاحب پر لگائے کفر کا فتویٰ کہ یزید کی تکفیر سے بوجہ احتیاط کف لسان کرتے ہیں۔ کہتے ان کو کافر۔

آپ نے حدیث شریف پڑھی۔ جس کا ترجمہ آپ نے یہ کیا کہ دنیا کی باتوں کو تم مجھ سے زیادہ جاننے والے ہو۔ افسوس مصطفیٰ ﷺ کی شان گھٹانے کے لیے اپنی طرف سے حدیث

میں پیوند لگا دیا۔ اس حدیث میں ”ہینی“ کا لفظ کہاں ہے؟ جس کا ترجمہ آپ نے ”مجھ سے“ کیا ہے۔ اب سنیے ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح شفاے قاضی عیاض جلد اول، صفحہ: ۷۲۰ پر فرماتے ہیں :-

” (وَمِنْ مُعْجَزَاتِهِ الْبَاهِرَةِ أَيْ آيَاتِهِ الظَّاهِرَةِ (مَا جَمَعَهُ اللَّهُ لَهُ مِنَ الْمَعَارِفِ) أَيْ الْجُزْئِيَّةِ (وَالْعُلُومِ) أَيْ الْكُلِّيَّةِ وَالْمُدْرَكَاتِ الظَّنِّيَّةِ وَالْيَقِينِيَّةِ وَالْأَسْرَارِ الْبَاطِنِيَّةِ وَالْأَنْوَارِ الظَّاهِرِيَّةِ (وَخَصَّهُ بِهِ) أَيْ مَا خَصَّهُ بِهِ (مِنَ الْإِطْلَاحِ عَلَى جَمِيعِ مَصَالِحِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ) أَيْ مَا يُنْتَمِ بِهٖ إِصْلَاحُ الْأُمُورِ الدُّنْيَوِيَّةِ وَالْآخِرَوِيَّةِ وَاسْتَشْكَلَ بِأَنَّهُ ﷺ وَجَدَ الْأَنْصَارَ يُلْقِحُونَ النَّخْلَ فَقَالَ لَوْ تَرَكَتُمُوهُ فَتَرَكَوْهُ فَلَمْ يَخْرُجْ شَيْئًا أَوْ خَرَجَ شَيْئًا فَقَالَ أَنْتُمْ أَعْلَمَ بِأُمُورِ دُنْيَاكُمْ وَأَجِيبَ بِأَنَّهُ إِنَّمَا كَانَ ظَنًّا مِنْهُ لَا وَحْيًا وَقَالَ الشَّيْخُ سَيِّدِي مُحَمَّدُ السَّنُوسِيُّ: أَرَادَ أَنَّهُ يَحْمِلُهُمْ عَلَى خَرَقِ الْعَوَائِدِ فِي ذَلِكَ إِلَى بَابِ التَّوَكُّلِ وَأَمَّا هُنَالِكَ فَلَمْ يَمْتَثِلُوا فَقَالَ أَنْتُمْ أَعْرَفَ بِدُنْيَاكُمْ وَلَوْ امْتَثَلُوا وَتَحَمَّلُوا فِي سَنَةٍ أَوْ سَتَيْنِ لَكَفَّوْا أَمْرَ هَذِهِ الْمِحْنَةِ“

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:-

”شرح الشفا“، علامہ ملا علی قاری، المتونی: ۱۰۱۳ھ، مطبوعہ: دارالکتب العلمیہ، بیروت۔ لبنان، سن طباعت: ۱۴۲۱ھ، فصل: ومن معجزاته الباهرة ما جمعه الله له من المعارف، قسم: ۱، باب: ۴، جلد نمبر: ۱، صفحہ نمبر: ۷۲۱

ترجمہ:-

”حضور اقدس ﷺ کے روشن معجزات میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے واسطے معارف جزیہ اور علوم کلیہ اور مدرکات ظنیہ اور معلومات یقینیہ اور اسرار باطنہ اور انوار ظاہرہ جمع کیے اور آپ کو دنیا اور دین کی تمام مصلحتوں پر مطلع فرما کر خاص کیا۔ اس پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ ایک مرتبہ حضور نے انصار کو ملاحظہ فرمایا کہ خرما کی نر کی کلی کو مادہ کی کلی میں رکھتے تھے، تاکہ پھل زیادہ ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا کاش تم ایسا نہ کرتے۔ انصار نے چھوڑ دیا، تو پھل نہ آئے۔ یا خراب آئے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے دنیوی کاموں کو خوب جانتے ہو۔ اس اشکال کا جواب یوں دیا گیا کہ حضور ﷺ نے خود گمان فرمایا تھا کوئی وحی اس امر میں نازل نہ ہوئی تھی مگر حضرت علامہ سیدی محمد سنوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ نے ان کو عادتوں کے خلاف باتوں پر برا بیچتے کرنے اور باب توکل تک پہنچانے کا ارادہ فرمایا تھا۔ انہوں نے اطاعت نہ کی اور جلدی کی۔ تو حضور نے فرما دیا کہ تم اپنے دُنیا کے کاموں کو خود ہی جانو۔ اگر وہ سال دو سال اطاعت کرتے اور تلقیح نہ کرتے تو انہیں تلقیح کی محنت نہ اٹھانی پڑتی۔“

اس جواب کو ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ ”هُوَ فِي غَايَةِ مِنَ اللَّطَافَةِ“ یعنی ”علامہ سنوسی کا جواب نہایت لطیف ہے۔“

علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں ”هُوَ فِي غَايَةِ الْحُسْنِ“

لِمَنْ تَأَمَّلَهُ“ یعنی ”علامہ سنوسی کا جواب نہایت خوب ہے۔ اس کے لیے جو اس میں غور کرے۔“

■ اتنا اور بتاتا چلوں کہ ”خَصَّهُ مِنَ الْإِطْلَاعِ عَلَى جَمِيعِ مَصَالِحِ الدُّنْيَا وَالْآلِئِيْنَ“ یہ شفا شریف میں امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے جس کی شرح ملا علی قاری و علامہ خفاجی نے کی ہے۔

◆ اب بتائیے علامہ محمد سنوسی کا جواب، جس کو ملا علی قاری نے ”نہایت لطیف“ اور علامہ خفاجی نے ”نہایت اچھا“ کہا، آپ کے نزدیک صحیح ہے یا نہیں؟

◆ امام قاضی عیاض اور علامہ خفاجی و ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے دین و دنیا کی تمام مصلحتوں کا علم حضور کے لیے مان کر، آپ کے فتویٰ سے انہوں نے حضور کے ساتھ محبت کے پردہ میں عداوت اور حضور کی توہین کی یا نہیں؟

◆ اور یہ تینوں بزرگان دین آپ کے نزدیک کافر ہیں یا مسلمان؟

انوار ساطعہ کی عبارت پر براہین قاطعہ کی عبارت کا قیاس اسلام پر کفر کا قیاس ہے۔ حضور کا لفظ جب بلا قرینہ بولا جاتا ہے، تو اس کے معنی جسم کے ساتھ موجود ہونا ہوتے ہیں۔ تو عبارت انوار ساطعہ کا مطلب یہ ہوا کہ حضور اقدس ﷺ اپنے جسم اقدس کے ساتھ صرف محافل میلاد شریف میں اور زمین کے پاک مقامات میں تشریف لاتے ہیں اور تمام جانداروں کی روئیں قبض کرنے کے لیے ملک الموت علیہ السلام اپنے جسم ملکی کے ساتھ آجاتے ہیں اور ابلیس اپنے جسم پلید کے ساتھ پاک و ناپاک ہر جگہ موجود رہتا ہے۔ کہیے اس میں کیا توہین ہوئی؟ بلکہ توہین تو اس میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے جسم پاک کو نجس جگہوں میں موجود مانا جائے۔ بخلاف عبارت براہین قاطعہ کے اس میں حضور کی بحث نہیں بلکہ وسعت علم کی بحث ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں لیکن ملک الموت اور

شیطان کو تمام روئے زمین کا علم محیط حاصل ہے۔

◆ ”حضور مکان“ اور ”علم مکان“ میں بون بعید و فرق عظیم ہے۔ کیا آپ کے نزدیک حضور اور علم دونوں ایک ہی چیز ہیں؟ یا علم کے لیے حضور جسمی لازم ہے؟ اب جو تاویل عبارت براہین کی آپ نے بیان کی ہے، اس پر نظر ڈالیے۔ یہ تاویل نہیں چلتی۔

○ شیطان کے متعلق تو آپ نے یہ کہہ دیا مگر اُس عبارت میں ملک الموت کا لفظ بھی تو ہے۔ کیا ملک الموت کا علم بھی آپ کے نزدیک شیطانی اور ناپاک علم ہے؟ اگر ہاں تو یہ آپ کا ایک اور کفر ہوگا۔ آپ نے کہا شیطان کا کام گمراہ کرنا ہے۔ گمراہ کرنے کے طریقوں کا علم اسی کو چاہیے مگر یہ بھی دیکھیے کہ اگر شیطان کا کام گمراہ کرنا ہے تو حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام امت کو شیطان کے مکر و فریب سے بچانے ہی کے لیے مبعوث ہوتے ہیں۔ اس سے تو یہ ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو شیطان کے دھوکوں اور فریبوں اور گمراہ کرنے کے تمام طریقوں کا علم ہونا بھی ضروری ہے۔ اگر انکو شیطان کا مکر معلوم ہی نہ ہوگا، تو امتیوں کو مکر شیطان سے کیونکر بچائیں گے؟

◆ آپ نے یہ بھی کہا ہے کہ ہم اہلسنت محض حسد و عناد کی وجہ سے وہابیہ دیوبندیہ کو کافر کہتے ہیں۔ ہم اس الزام کے کذب محض ہونے پر اللہ و رسول جل جلالہ ﷺ کو شاہد بناتے ہیں۔ واللہ العظیم! اگر آپ لوگ اور آپ کے اکابر ان گستاخیوں سے توبہ کر لیں، تو ہم بھی آپ کو اپنا دینی بھائی اور آپ کے اکابر کو اپنے اکابر سمجھیں گے۔ آپ کی تعظیم و توقیر کریں گے۔ آپ لوگوں کے مدائح شائع کریں گے۔ الحمد للہ! کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے اپنے حبیب ﷺ کے صدقہ میں ہم کو ”الْحُبُّ لِلَّهِ وَالْبُغْضُ لِلَّهِ“ (یعنی اللہ ہی کے لئے محبت اور اللہ ہی کے لئے دشمنی) کی توفیق بخشی ہے۔ اللہ عزوجل ہم کو اسی پر زندہ رکھے اسی پر موت دے اور اسی پر قیامت کے روز محشور فرمائے آمین۔

◆ عبارت براہین میں صاف یہ لفظ موجود ہیں۔ ”شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی کوئی نص قطعی ہے“ اس کا صریح مطلب یہی ہوا کہ شیطان و ملک الموت کے علم کا وسیع ہونا قرآن و حدیث سے ثابت ہے مگر حضور اقدس ﷺ کے علم مبارک کا وسیع ہونا کسی آیت یا حدیث سے ثابت نہیں۔ اسی کو اس سے پہلے خلاف نصوص قطعیہ کے کہہ دیا یعنی حضور اقدس ﷺ کے علم کا وسیع نہ ہونا آیات کریمہ و احادیث شریفہ سے ثابت ہے۔ افسوس محمد رسول اللہ ﷺ کو ایسی سڑی گندی گالیاں دی جا رہی ہیں اور آپ ان بدگوئیوں، دشنام دہندوں کو اپنا امام و پیشوا سمجھ رہے ہیں۔ اللہ حیا دے، انصاف دے۔ آمین۔

دیوبندی مولوی منظور نعمانی

ہمارے فاضل دوست نے اپنی طول طویل تقریر میں اپنے نزدیک مناظرہ ہی ختم کر دیا۔ مجھ پر یہ الزام دیا ہے کہ حدیث میں ”منیٰ“ نہیں۔ پھر ”مجھ سے“ ترجمہ کیسے کر دیا؟ کاش آپ کا فیہ پڑھ لیتے۔ پڑھی تو ہوگی مگر پڑھ کر بھول نہ جاتے، تو آپ کو معلوم ہوتا کہ ”علم“ اسم تفضیل ہے اور تفضیل کے لئے مفضل اور مفصل علیہ دو چیزیں ضروری ہیں۔ پس حدیث میں مفضل تو صحابہ ہیں اور مفضل علیہ حضور ہیں۔ تو اگرچہ ”منیٰ“ لفظ میں نہیں لیکن مقدر منوی ہے۔ آپ نے یہ کیا کہہ دیا کہ اعلیٰ حضرت نے مولانا اسماعیل شہید کو مسلمان نہیں کہا۔ اے جناب! مذہب اہلسنت کا مسئلہ ہے کہ کفر و اسلام میں واسطہ نہیں۔ جو کافر نہ ہوگا، وہ مسلمان ہے۔ جو مسلمان نہیں، کافر ہے۔ جب آپ کے اعلیٰ حضرت نے شہید مرحوم کو کافر نہیں کہا، تو یقیناً مسلمان کہا۔

یہ بھی غلط ہے کہ توبہ مشہور ہونے کی وجہ سے کفّ لسان کیا گیا۔ وہ تو یہ لکھتے ہیں ”جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا حکم کفر جاری کرتے ڈریں گے“ یہاں تو کہیں توبہ

مشہور ہونے کا تذکرہ نہیں کیا۔ ملاحظہ ہو تمہید ایمان صفحہ: ۴۳۳ آپ تو ہم کو توبہ کی نصیحت کرتے ہیں اور آپ کے اعلیٰ حضرت تمہید ایمان صفحہ: ۲۸ پر لکھتے ہیں ”جو کسی نبی کی شان میں گستاخی کے سبب کافر ہوا، اس کی توبہ کسی طرح قبول نہیں اور جو اس کے عذاب یا کفر میں شک کرے خود کافر ہے“۔ آپ کے اعلیٰ حضرت کے نزدیک گستاخ بارگاہ رسالت کی توبہ قبول ہی نہیں اور آپ ایسے شخص سے جس پر آپ کے نزدیک بارگاہ رسالت کی گستاخی کا الزام ہے، توبہ چاہتے ہیں۔ بتائیے دونوں میں کون سچا ہے؟

■ ”براہین قاطعہ“ کی عبارت کو میں واضح کر چکا کہ اس میں شیطان کے لیے دنیوی علوم کی وسعت ثابت کی گئی ہے اور دنیائے دنی کے علوم حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے ماننا حضور کی توبہ ہے۔ حدیث میں رسول خدا ﷺ نے دعا فرمائی ”اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ“ یعنی ”اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس علم سے جو نفع نہ دے“۔ اس سے معلوم ہوا کہ علوم کی دو قسمیں ہیں۔ علوم نافعہ اور علوم غیر نافعہ۔ جب حضور کو علوم غیر نافعہ نہیں دیے گئے، تو حضور کو جملہ ماکان و مایکون کا علم محیط نہ ہوا۔ کیونکہ یہ علوم غیر نافعہ بھی ماکان و مایکون میں سے ہیں۔ آپ جب کہتے ہیں کہ حضور کو جملہ ماکان و مایکون کا محیط اللہ تعالیٰ نے دے دیا، تو آپ یہ مانتے ہیں کہ حضور کی دعا قبول نہیں ہوئی۔ کہیے آپ نے تعظیم کے پردے میں حضور کی توبہ کی یا نہیں؟

■ ہاں آپ نے کہا ہے کہ جب انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام ہدایت کے لیے مبعوث ہوتے ہیں، تو ضرور ہے کہ انکو شیطان کے مکروں، فریبوں اور گمراہ کرنے کے تمام طریقوں کا پورا علم ہوتا کہ اپنی امت کو آگاہ کریں اور ان سے بچائیں۔ سنیے رسول خدا ﷺ مکائد ابلیس اور ان سے بچنے کی تدبیروں کا پورا علم رکھتے تھے مگر انبیاء کو تلپیس ابلیس و اضلال شیطان کے صرف کلیات معلوم ہونا ضروری ہیں، جزئیات کا علم ضروری نہیں۔ سنیے خود شیخ عبدالحق روایت

کرتے ہیں کہ ”من بندہ ام نمیدانم آنچه در لیس این دیوار است“ یعنی بعض روایتوں میں آیا ہے کہ جناب رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ ”میں ایک بندہ ہوں مجھے نہیں معلوم کہ اس دیوار کے پیچھے کیا ہے؟“۔

■ اب تو آپ کو معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کو دنیا کی چیزوں کا علم ضروری نہیں۔ ان کا علم ذات و صفات و احکام خداوندی کے متعلق ہوتا ہے۔ دنیوی علوم ان کے لیے ثابت کرنا، انکی توبہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کے قلب مبارک کی مثال ایک شیشہ کی سی ہے۔ شیشہ میں پری اچھی معلوم ہوتی ہے۔ شیشہ پر کثرت سے مکھیوں کا بیٹھنا، اس کو بد نما کر دیتا ہے۔ آپ نے مجھ کو الزام دیا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی توبہ کرنے والوں کو اپنا امام جانتا ہوں۔ یہ مجھ پر افترا و تہمت ہے۔ ہمارا تو عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نعلین کے نیچے کی مٹی کی کوئی شخص توبہ نہیں کرے، تو وہ کافر ہے، مرتد ہے، واجب القتل ہے۔ اس کو چاروں مذہبوں میں پناہ نہیں۔ اسکے وجود سے دنیا کو پاک کر دینا چاہئے۔ مگر مہربان توبہ ثابت بھی تو ہو؟ یہاں تو یہ تماشا ہے کہ جن عبارتوں میں توبہ کا شائبہ بھی نہیں، آپ زبردستی ان کو توبہ بتا کر علمائے اسلام کو کافر بتانا چاہتے ہیں۔

■ ”براہین قاطعہ“ کی عبارت کا مطلب میں بیان کر چکا۔ مزید توضیح کے لیے ایک مثال اور عرض کرتا ہوں اگر یوں کہا جائے کہ فلاں چمار کو جوتا گانٹھنے کا علم اور فلاں جواری کو جوا کھیلنے کا علم امام ابوحنیفہ سے زیادہ آتا ہے۔ تو اس میں کیا امام صاحب کی توبہ ہو جائے گی؟ ہرگز نہیں بلکہ توبہ تو اس میں ہوگی کہ یوں کہا جائے کہ چمار سے زائد جوتا گانٹھنا یا جواری سے زائد جوا کھیلنا امام ابوحنیفہ جانتے ہیں۔ اب تو کھل گیا کہ جس کو آپ تعظیم سمجھ رہے ہیں، وہی توبہ ہے اور جس کو آپ توبہ بتا رہے ہیں وہی تعظیم ہے۔

افسوس سنبھلی صاحب نے تعلیم تو بہت کیں۔ ڈیگریں بہتیری ماریں مگر کوئی ایسی بات نہ کہی، جس سے انکے پیشوا کا کفر اٹھ جاتا۔ مجھے آپ کہتے ہیں کہ کافیہ پڑھ لی ہوتی تو معلوم ہوتا کہ ”اَفْعَلُ“ اسم تفضیل کا وزن ہے مگر افسوس معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے پنج گنج بھی نہیں پڑھی یا پڑھ کر بھول گئے۔ کیونکہ پنج گنج میں یہ مسئلہ موجود ہے کہ فعل تین قسم ہے تفصیلی و صفی و اسمی آپ نے پچھلے دو کو چھوڑ کر صرف اگلا تیسرا پکڑ لیا۔ سنبھلی صاحب مفضل اور مفضل علیہ کی ضرورت ”افعل تفضیلی“ میں ہوتی ہے اور ”افعل و صفی“ میں تفضیل ہی نہیں۔ پھر کیسا مفضل اور کہاں کا مفضل علیہ؟ کیا آپ کے نزدیک فعل کا اسم تفضیل ہونا ضرور ہے؟ اگر ایسا ہے تو اللہ اکبر میں بھی ”اکبر“ اسم تفضیل ہے یا نہیں؟ اگر ہے، تو اس کا مفضل علیہ کون ہے؟ آپ کہیں گے کہ مقدریوں ہے ”اللَّهُ أَكْبَرُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ“ یعنی ”اللہ ہر چیز سے زیادہ بڑا ہے۔“ مگر جناب ابھی آپ کا پیچھا نہیں چھوٹا۔ اسم تفضیل میں دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ جو ایک وصف میں شریک ہوں اور ان میں ایک کو دوسرے پر اس وصف سے موصوف ہونے میں برتری ہو، تو آپ کے اصول پر یہ لازم آیا کہ اللہ عزوجل کے ساتھ دوسرے بھی وصف کبریائی میں شریک ہیں۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کی شان کبریائی زیادہ بڑی ہے اور ان دوسری چیزوں کی کم بڑی ہے۔ کہیے یہ آپ کا کفر و شرک ہوا یا نہیں؟ لامحالہ ماننا پڑے گا یہ ”اکبر“ اسم تفضیل نہیں بلکہ صفت مشہد بمعنی ”کبیر“ ہے۔ اسی طرح اعلم بمعنی علیم بکثرت مستعمل ہے۔

اب بخوبی ثابت ہو گیا کہ آپ نے شان مصطفیٰ ﷺ کو گھٹانے ہی کے واسطے حدیث شریف میں اپنی طرف سے پیوند لگا دیا۔ خدا سے ڈریے۔ بیشک کفر و اسلام کے

درمیان واسطہ نہیں یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک آدمی کافر بھی نہ ہو اور مسلمان بھی نہ ہو۔ مگر یہ تو ہو سکتا ہے کہ ایک شخص عند اللہ کافر یا مسلمان ہے مگر ہم اس کو شبہ کی وجہ سے کافر یا مسلمان کچھ نہ کہہ سکیں۔ جیسے یزید پلید علیہ مایستحقہ۔ جس کو حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کافر بھی نہیں کہتے اور مسلمان بھی نہیں کہتے بلکہ شبہ کے سبب اس کی تکفیر سے کف لسان اور اس کو کافر کہنے سے سکوت فرماتے ہیں، اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ جب امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید کو کافر نہیں کہتے، تو ضرور ان کے نزدیک مسلمان تھا۔ کسی مجنون کا کام ہو سکتا ہے۔ اب ثابت ہو گیا کہ اسمعیل دہلوی کی تکفیر سے کف لسان فرمانے کے یہ معنی نہیں کہ اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک معاذ اللہ وہ مسلمان تھا۔

آپ کو معلوم نہیں احتمال تین قسم کا ہوتا ہے۔ (۱) ”اِحْتِمَالٌ فِي الْكَلَامِ“ یعنی کلام میں کوئی توجیہ و تاویل ہو۔ (۲) ”اِحْتِمَالٌ فِي التَّكْلِيفِ“ یعنی اسی میں شبہ ہو کہ قائل نے وہ کفری کلام بولا یا نہیں۔ (۳) ”اِحْتِمَالٌ فِي الْمُتَكَلِّمِ“ یعنی خود قائل کے متعلق شبہ ہو کہ شاید وہ توبہ کر چکا ہے۔ آپ کے ذہن میں ان تینوں میں سے صرف اگلے تیسرے ہی کی گنجائش تھی۔ پچھلے دو آپ کے خیال میں بھی نہ تھے۔ سنبھلی صاحب توبہ مشہور ہو جانے کے سبب یہ بھی تو ایک احتمال ضعیف ہی پیدا ہو گیا کہ شاید یہ شہرت سچی ہو اور فی الواقع اسمعیل دہلوی نے توبہ کر ہی لی ہو۔ اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس احتیاط کا ذکر اپنی زبان پر لاتے ہوئے آپ کو شرم آنی چاہیے تھی۔ اس سے تو آپ کے اکابر کے کفر پر اور رجسٹری ہو گئی کہ باوجود یکہ دہلوی صاحب کا کلام گستاخانہ تھا، کفریات پر مشتمل تھا، امام اہلسنت رضی اللہ عنہ نے ان کلمات خبیثہ کی شاعت ظاہر فرمانے میں کوئی دریغ نہ کیا۔ ان اقوال پر کفر ہی کا حکم دیا۔ مگر ایک ذرا سے احتمال سے کہ اسمعیل صاحب کی توبہ مشہور ہے۔ قائل کو فائدہ دیا اور تکفیر سے کف لسان فرمایا۔ اگر آپ کے اکابر گنگوہی، نانوتوی، انیسٹھوی، تھانوی کے کلمات کفریہ

میں بھی کوئی احتمال ہوتا، تو وہ مفتی شریعت ان کو بھی اس کا فائدہ پہنچاتا۔ ایسی عظیم و جلیل احتیاط والا جب کسی کو کافر کہہ دے، تو ثابت ہو گیا کہ اس کے کفر میں کوئی شبہ و احتمال ہی نہ تھا۔ یہ تو ہے ہی نہیں کہ حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ کی اسمعیل سے کچھ دوستی تھی اور ان چاروں سے کوئی دشمنی پیدا ہو گئی ہے۔

◆ افسوس اعتراض کرنے کے شوق میں آپ کھلے جھوٹ بھی بولنے لگے اور یہ کوئی نئی بات نہیں۔ آپ کے اکابر نے تو اللہ عزوجل کو جھوٹا کہہ دیا۔ گنگوہی صاحب کے فتویٰ کا نوٹویہ اس وقت میرے ہاتھ میں موجود ہے۔ جس میں انہوں نے وقوع کذب باری کو درست بتایا ہے۔ پھر جھوٹے معبود کے بندے کیوں نہ جھوٹ بولیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ مگر میں اس علم غیب سے باہر کوئی دوسرا مسئلہ نہیں چھیڑنا چاہتا۔ بہر حال یہ دیکھیے تمہید ایمان شریف صفحہ: ۳۱ پر حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”عدم قبول توبہ صرف حاکم کے یہاں ہے کہ وہ اس معاملہ میں بعد توبہ بھی سزائے موت دے، ورنہ اگر توبہ صدق دل سے ہے تو عند اللہ مقبول ہے۔ کہیں یہ بدگواس مسئلہ کو دستاویز نہ بنالیں کہ آخر توبہ قبول نہیں پھر کیوں تائب ہوں۔ نہیں نہیں توبہ سے کفر مٹ جائے گا۔ مسلمان ہو جاؤ گے، جہنم ابدی سے نجات پاؤ گے، اس قدر پر اجماع ہے۔“ اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ عزوجل کے سچے ولی ہیں۔ یہ انکی کرامت اس وقت ظاہر ہوئی کہ آپ ہی وہ بدگواس وقت نکلے کہ اس مسئلہ کو آپ نے توبہ نہ کرنے کے لیے دستاویز بنالیا۔ آپ نے تمہید ایمان کی صفحہ: ۲۸ کی عبارت سنائی اور صفحہ: ۳۱ کی عبارت چھپائی۔ یہ کتنی بڑی دغا بازی ہے۔

◆ آپ کہتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو شیطانی تلخیص و اضلال کے صرف کلیات معلوم ہونا ضرور ہیں، نہ جزئیات۔ تو جب شیطانی علوم ناپاک اور گندے ہیں، تو ان گندے علوم کے کلیات حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے ثابت کرنا بقول آپ کے حضور

ﷺ کی توہین ہے یا نہیں؟ ○ اگر نہیں تو شیطانی علوم کے کلیات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے لیے ماننا توہین نہ ہو اور ان کے جزئیات کا علم ماننا توہین ہو، دونوں میں وجہ فرق کیا ہے؟ ○ اور اگر توہین ہے تو آپ خود شیطانی علوم کے کلیات کو انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے لیے مان کر اپنے اسی قول سے محبت کے پردے میں انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے ساتھ دشمنی اور ان کی توہین کر کے کافر مرتد ہوئے یا نہیں؟

◆ آپ نے کہا ہے کہ ”چمار کو جوتا گا نٹھنے کا علم اور جواری کو جوا کھیلنے کا علم امام ابوحنیفہ سے زیادہ ہے۔ ایسا کہنے میں امام صاحب کی کوئی توہین نہیں۔“ اول تو حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ میں چمار اور جواری کو پیش کرنا ہی امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سخت توہین ہے۔ ○ کیا کوئی شخص اگر یوں کہے کہ فلاں بازار فاحشہ کے نخرے اور غمزے (ادائیں) آپ کی والدہ سے زیادہ ہیں اور اس کو لوگوں کے دل لہانے کا علم آپ کی والدہ سے زیادہ آتا ہے۔ تو کیا ایسا کہنے میں آپ کی والدہ کی توہین نہ ہوگی؟ ○ دوسرے یہ کہ آپ کی عبارت گنگوہی صاحب کی عبارت کا نوٹو نہیں۔ یہ بتائیے کہ اگر گنگوہی صاحب سے سیکھ کر کوئی ناپاک بے باک یوں کہے کہ چمار اور جواری کو یہ وسعت علم دلیل سے ثابت ہوئی، امام ابوحنیفہ کی وسعت علم کی کون سی دلیل قطعی ہے۔ تو اب بتائیے کہ اس عبارت میں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توہین ہوئی یا نہیں؟ ○ مگر آپ کو حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توہین کا درد ہی کیوں ہوگا؟

◆ وہابیہ غیر مقلدین حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں گندی گندی گستاخیاں بکتے ہیں اور آپ کا ان سے وہی یارانہ ویسا ہی دوستانہ ہے اور جو اس وقت بھی بیسیوں غیر مقلد مولوی آپ کو سہارا دینے کے لیے آپ کی پشت پر موجود ہیں اور کیوں نہ ہو آپ کے گنگوہی صاحب فتاویٰ رشیدیہ، حصہ دوم، مطبوعہ مطبع قاسمی۔ دیوبند، کے صفحہ: ۱۹ پر لکھتے ہیں:-

”عقائد میں سب متحد مقلد غیر مقلد ہیں، البتہ اعمال میں مختلف ہوتے ہیں“

مندرجہ بالا عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:-

فتاویٰ رشیدیہ (مبوب بطرز جدید) از:- مولوی رشید احمد گنگوہی۔
مطبوعہ:- مکتبہ رحیمیہ۔ دیوبند۔ سن طباعت ۲۰۰۱ء، صفحہ: ۲۳۹)

تو ثابت ہوا کہ وہابیہ دیوبندیہ اور وہابیہ غیر مقلدین دونوں ایک ہیں اور دونوں آپس میں ایک دوسرے کے سگوں میں ہیں اور دونوں کا مذہب اور عقیدہ بالکل ایک ہے۔ غیر مقلدین خوش نہ ہوں کہ حنفی لوگ آپس میں لڑ رہے ہیں بلکہ تقویۃ الایمان پر سرمنڈانے والے دیوبندیہ وغیر مقلدین دونوں کا کفر و ارتداد ثابت ہو رہا ہے۔ آپ زبان سے یہ کہتے ہیں کہ جو شخص حضور اقدس ﷺ کی نعلین پاک کے نیچے کی خاک کی توہین کرے وہ کافر ہے، مرتد ہے، واجب القتل ہے۔ اس کے وجود سے خدا کی زمین کو پاک کر دینا چاہئے۔ مگر یہ الفاظ صرف مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے ہیں۔ اگر فی الواقع آپ کا عقیدہ بھی یہی ہوتا، تو جن بے دینوں نے حضور اقدس ﷺ کے علم غیب کو بچوں پاگلوں جانوروں چارپایوں کے علم غیب کے مثل اور شیطان کے علم غیب سے کم بتا کر سرکار رسالت مآب ﷺ کی سخت گندی توہین کی، انکو بے تامل کافر مرتد کہتے اور ان کے وجود سے خدا کی زمین کو پاک کر دینا، آپ کی استطاعت میں نہ تھا، تو کم از کم ان کی محبت سے اپنے دل ہی کو پاک کر دیتے۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی عبارت میں تحریف

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے ”مدارج النبوة شریف“، جلد اول، صفحہ: ۹، پر یہ عقیدہ بیان فرمایا ہے کہ ”حضور اقدس ﷺ کو دیکھنے کے واسطے کسی چیز کا سامنے ہونا

ضروری نہیں بلکہ جہات ستہ ایک ہی حکم رکھتی ہیں“ اس پر مخالفوں کا اعتراض نقل کیا کہ ”درین جا اشکال می آرنڈ“۔ اس جگہ مخالفین ایک اعتراض کرتے ہیں کہ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ ”میں بندہ ہوں اس دیوار کے پیچھے جو کچھ ہے مجھے نہیں معلوم“۔ اس اعتراض کے بعد اسکا رد فرماتے ہیں کہ ”جو ابش آنست کہ اس سخن اصلے ندارد، وروایت بداں صحیح نهدہ“ یعنی ”اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ اس بات کی کوئی اصل نہیں ہے اور اس کی روایت صحیح نہیں ہے“۔ افسوس آپ نے پہلا ٹکڑا حذف کر دیا اور پچھلا جملہ سارے کا سارا ہضم کر لیا، صرف بیچ والا ہی زبان پر لائے اور رد کرنے والے کو روایت کرنے والا بتا دیا اور یہ کوئی نئی بات نہیں۔ آپ کے بڑے گنگوہی و انیٹھوی صاحبان بھی ”براہین قاطعہ“، صفحہ: ۵۱ پر یہی ناپاک حرکت کر چکے ہیں۔ آج آپ نے بھی انہیں کی سنت پکڑی ہے۔

آپ نے پھر کہا ہے کہ دنیوی علوم انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لیے ثابت کرنا ان کی توہین ہے۔ اس کا جواب میں پہلے دے چکا ہوں کہ امام قاضی عیاض و علامہ خفاجی و ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے شفا شریف و نسیم الریاض و شرح شفا میں حضور اقدس ﷺ کے لیے دین و دنیا کی تمام مصلحتوں کا علم مانا۔ آپ کے نزدیک ان کا کیا حکم ہے؟ آپ اس کا جواب نہ دے سکے۔

(مناظرہ کے پہلے دن کی نشست ختم)

مناظرہ کا دوسرا دن

کاروائی مناظرہ۔ ۲۵ جمادی الآخر، ۱۳۵۲ھ دوشنبہ

16-10-1933 - Monday

بوقت صبح - پہلی نشست

دیوبندی مولوی منظور نعمانی

الحمد للہ! سارے مجمع نے دیکھ لیا کہ آپ جواب سے عاجز ہو رہے ہیں اور کیوں نہ ہو، منظور اور مناظرہ کے عدد بھی تو ایک ہیں۔ منظور سے مناظرہ آپ کے لیے موت کے پیغام سے کچھ کم نہیں۔ ”تقویت الایمان“ کی بحث ختم ہوگئی۔ میں نے بتا دیا کہ حضرت شہید مرحوم کو کافر کہنے سے خود آپ حضرات کا کفر ثابت ہوتا ہے۔ ”براہین قاطعہ“ کی بھی میں پوری توضیح کر چکا۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مرحوم نے جناب رسول خدا ﷺ کی وسعت علم سے مطلقاً انکار نہیں کیا بلکہ ایک خاص وسعت کا۔ خود وہ فرماتے ہیں ”شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی“۔ یہ اشارہ انہیں علوم کی طرف ہے، جن کو کمالات انسانی میں کچھ دخل نہیں۔ اگرچہ ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جناب رسول مقبول ﷺ کو اس قدر علوم غیبیہ عطا فرمائے کہ اس قدر اولین و آخرین میں سے نہ کسی نبی مرسل کو ملے، نہ کسی ملک مقرب کو۔ حضور اعلم الخلق ہیں۔ حضور کو اولین و آخرین کے علوم دیے گئے۔ مگر یہ وہی علوم ہیں جو احکام شریعت و رموز معرفت و اسرار حقیقت سے متعلق ہیں۔ دنیا کے متعلق بے ہودہ علوم سے

حضور کو کچھ تعلق نہیں۔ ◉ بھلا حضور کو اس علم کی کیا ضرورت ہے کہ رنڈیوں کا چکلہ کہاں ہے؟
◉ جو اس طرح کھیلا جاتا ہے؟ ◉ شراب کس طرح بنائی جاتی ہے؟

ان امور میں دنیا داروں سے حضور کا علم کم ہے۔ شیطان کے لیے زمین کا علم نص سے ثابت ہے۔ ◉ کسی ادنیٰ کو کوئی ادنیٰ علم حاصل ہو، جو اعلیٰ کو نہ ہو اور اعلیٰ کو اعلیٰ علم ہو، تو کیا اس میں اس اعلیٰ کی توہین ہو جائے گی؟ ◉ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ زمین کا علم افضل ہے یا آسمانوں اور عرش و سدرۃ المنتہیٰ وغیرہ ملأ اعلیٰ کا؟ پھر اگر شیطان کے لیے زمین کا علم محیط ثابت کیا گیا اور رسول اللہ ﷺ کے لیے آسمانوں اور سدرۃ المنتہیٰ و عرش وغیرہ کا علم مانا گیا، تو بتائیے اس میں کیا توہین ہوگئی؟

■ قرآن شریف میں ہے ہد ہد نے سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا ”میں نے وہ چیز معلوم کر لی، جو آپ کو معلوم نہیں۔“ کہیے کیا اس میں سلیمان علیہ السلام کی توہین ہوگئی؟ میں نے اپنی گزشتہ تقریر میں کل حدیث شریف ”اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ“ پیش کر کے ثابت کیا تھا کہ علوم غیر نافعہ حضور کو نہیں ملے۔ آپ نے اس کو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ آپ نے مجھ پر اعتراض کیا ہے کہ میں نے رد کرنے والے کو روایت کرنے والا بنا دیا۔ مگر دیکھئے اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد اول میں صفحہ: ۱۸۴ پر ہے ”ونیز فرمودہ است کہ من بشرم نئی دانم کہ در پس این دیوار چیست“ ◉ کہیے اب بھی آپ کو کچھ شرم آئی یا نہیں؟ ◉ دیکھیے! حضرت مولانا بیٹھوی نے صحیح نقل کیا تھا کہ شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں۔ کہیے شیخ نے روایت کی یا نہیں؟ اشعة اللمعات شیخ کی ہے یا نہیں؟ مولوی صاحب! یہ تمام باتیں علم کی ہیں۔ کتابوں کا محض ترجمہ الٹا سیدھا یاد کر کے واعظ بن جانے میں یہ رسوائی اور زلت ہوتی ہے، جو آپ کی ہوئی۔

دیوبندی مناظر کا جھوٹ پکڑا گیا اور وہ ذلیل ہوا

مولوی منظور نعمانی نے ”اشعة الممعات“ کی عبارت کے ضمن میں جو گپ ماری، اس پر گرفت کرتے ہوئے حضرت شیر پیشہ اہلسنت نے اس پر کہا کہ روایت کیا ہے؟ حضرت شیخ نے کس سے روایت کیا ہے؟ یہ حدیث اشعة الممعات کے متن مشکوٰۃ میں بھی ہے؟ تو سنبھلی نے جواب دیا کہ یہ حدیث مشکوٰۃ میں نہیں بلکہ شیخ محقق دہلوی نے شرح مشکوٰۃ میں بے ذکر سند اس کو ذکر کیا ہے۔ روایت نہیں کیا۔ اس پر تحریر طلب کی گئی۔ تو تحریر نمبر: ۳ لکھ کر دی۔ تمام حاضرین دیکھ کر حیران تھے کہ دیوبندی مناظر زبان سے کچھ اور کہتا ہے، قلم سے کچھ اور لکھتا ہے۔ بات بات پر جھوٹ بولتا ہے سچ ہے۔ عہدیت حق ست اس از خلق نیست

شیر رضا مولانا حشمت علی خاں

بجائے ان تعلیموں اور متکبرانہ کلمات کے اگر اپنے اکابر کو کفر سے بری کرنے میں یہ وقت صرف کرتے، تو بہتر ہوتا۔ آپ نے ڈینگ مارتے ہوئے یہ بھی کہا ہے منظور اور مناظرہ کے عدد ایک ہیں۔ مگر آپ کو یہ نہیں معلوم کہ منظور اور مفروز (یعنی بھاگا ہوا) کا قافیہ بھی تو ایک ہے۔ بلکہ منظور اور مقہور و مقبور (یعنی قہر کیا گیا اور دفن کیا گیا) کا وزن بھی تو ایک ہے۔ ان یا دہ گونیوں (فضول باتوں) سے کیا فائدہ؟ کام کی بات کیجیے۔ دہلوی کی تکفیر سے کت لسان پر آپ نے جو ریز (چیس چیس) کی اس کی دھجیاں میں اڑا چکا۔ آپ اس رد کو ہاتھ نہیں لگا سکے۔ براہین کی عبارت کی جو توجیہ آپ نے کی، اس کے پر نچے اڑا

دیے گئے۔ مگر رد کو سارا کا سارا ہضم کر جانا اور بار بار کی مردودات کو خصم کے آگے لانا، یہ آپ کی حیا و شرافت ہے۔ اس مرتبہ جو توجیہ عبارت براہین کی آپ نے بیان کی، یہ اس وقت ہو سکتی ہے کہ عبارت براہین یوں ہوتی کہ ”زمین کا علم محیط شیطان کو حاصل ہے اور آسمانوں کا علم محیط حضور اقدس ﷺ کو حاصل ہے“۔ مگر وہ عبارت یوں نہیں۔ آپ کی توجیہ اس میں چل ہی نہیں سکتی۔

آپ اپنی طرف سے کبھی کہتے ہیں علوم دنیویہ شان نبوت کے خلاف ہیں۔ کبھی کہتے ہیں زمین کے علوم شان انبیاء کے لائق نہیں۔ کبھی کہتے ہیں شیطانی علوم انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے لئے ماننا انکی توہین اور دوستی کے پردہ میں ان کے ساتھ دشمنی ہے۔ مگر انہی ٹھوسی کی عبارت میں ان تینوں میں سے ایک بھی نہیں۔ نہ اس میں علوم دنیویہ کا لفظ ہے۔ نہ اس میں زمین کے علوم ہیں۔ نہ اس میں شیطانی علوم کا لفظ ہے، بلکہ انہی ٹھوسی کی اصل عبارت یوں ہے ”شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے“

دیکھئے اس عبارت میں کسی خاص وسعت علم کا حضور کے لیے انکار نہیں کیا ہے بلکہ حضور اقدس ﷺ کے علم مبارک کے وسیع ماننے کو مطلقاً شرک بتا دیا ہے۔ یہ عجیب وسعت علم ہے جو رسول اللہ ﷺ کے لیے ماننا تو شرک ہو مگر اس وسعت علم میں شیطان کا شریک خداوندی ہونا معاذ اللہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ یہ ہے دیوبندی دھرم، جس میں شیطان لعین کو خدا کا شریک مانا جاتا ہے۔

تو اس عبارت میں کئی کفر ہیں۔

- (۱) شیطان کے علم کو حضور سے زائد بتانا۔ ایک کفر
- (۲) ملک الموت علیہ الصلاۃ والسلام کے علم کو حضور سے زائد بتانا۔ دوسرا کفر

- (۳) شیطان کو خدا کا شریک بتانا۔ تیسرا کفر
- (۴) حضرت سیدنا عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدائے پاک عزوجل کا شریک بتانا۔ چوتھا کفر
- (۵) وسعت علم میں شیطان کے شریک خداوندی ہونے کو نص سے ثابت ماننا۔ پانچواں کفر
- (۶) حضرت ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسعت علم میں شریک الہی ہونے کو قرآن وحدیث سے ثابت بتانا۔ چھٹا کفر
- (۷) حضور اقدس ﷺ کے علم اقدس کے وسیع ماننے کو نصوص قطعیہ کے خلاف کہنا۔ ساتواں کفر
- (۸) حضور اکرم ﷺ کے علم پاک کے وسیع ماننے کو بلا دلیل کہنا۔ آٹھواں کفر
- (۹) حضور انور ﷺ کے علم مبارک کی وسعت ماننے کو قیاس فاسد کا مقتضی ٹھہرانا۔ نواں کفر
- (۱۰) شیطان و ملک الموت سے زیادہ حضور عالم ماکان و مایکون ﷺ کے علم کریم کے وسیع ماننے کو ایمان سے بالکل خالی بتانا کہ کونسا ایمان کا حصہ ہے۔ دسواں کفر۔
- وہ تو عبارت ہی ایسی ہے کہ اس پر جس قدر غور کیا جائے کفریات ہی کھلتے جائیں گے۔ آپ نے اٹیٹھوی صاحب کے کفر کو اسلام بنانے کے لیے قرآن عظیم پر بھی افترا کر دیا۔
- قرآن پاک یہ نہیں فرماتا کہ ہد ہد نے یوں عرض کیا ”اِنِّیْ عَلِمْتُ مَا لَمْ تَعْلَمُوْهُ“ بلکہ قرآن پاک نے ہد ہد کی عرض یوں نقل فرمائی:-
- ”اَحٰطْتُ بِمَا لَمْ تَحِطْ بِهٖ“ (پارہ: ۱۹، سورہ نمل، آیت: ۲۲)
- یعنی ”میں نے اس چیز کا احاطہ کیا جس کا آپ نے احاطہ نہ فرمایا“
- اور احاطہ کبھی بالجسم ہوتا ہے، کبھی بالبصر ہوتا ہے، کبھی بالعلم والقدرة ہوتا ہے۔
- ظاہر ہے کہ ہد ہد نے ملک سبا کا احاطہ نہ تو بالجسم کیا، نہ بالعلم والقدرة، تو ضرور ہے کہ یہاں بالبصر مراد ہے۔ یعنی اِنِّیْ اَبْصَرْتُ بِمَا لَمْ تُبْصِرْ بِهٖ تو معنی یہ ہوئے ”کہ میں

نے اس چیز کو دیکھا جو آپ نے نہ دیکھی“۔ افسوس کہ اٹیٹھوی صاحب کی محبت میں آپ نے اللہ عزوجل پر بھی افترا کر دیا۔

◆ آپ نے بہت اچھا مجھے یاد دلایا کہ میں نے حدیث شریف ”اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ“ کے متعلق کچھ نہیں کہا۔ مگر جناب ع ”سخن شناس ندای دلبر ا خطا میں جاست“ (یعنی اے محبوب! غلطی یہ ہے کہ تو سخن شناس نہیں۔ یہ اردو زبان کی مثل ہے اور اُس وقت کہی جاتی ہے جب کوئی شخص کسی کے کلام پر اپنی غلط فہمی کی وجہ سے اعتراض کرے۔) حدیث شریف حق ہے لیکن آپ اس کا مطلب نہیں سمجھے۔ اس کے یہ معنی نہیں۔ اشیا کی دو قسمیں ہیں۔ بعض چیزوں کا علم نافع ہوتا ہے اور بعض کا غیر نافع۔ بلکہ ہر چیز کے علم کی دو صفتیں ہیں۔ (۱) ایک ہی چیز کا علم اگر حصول معرفت الہی کا ذریعہ نہ ہو وہی غیر نافع ہے اور (۲) اگر اسی چیز کا علم بندوں کے لیے اللہ عزوجل کی معرفت میں ترقی کا سبب بن جائے، تو اسی چیز کا وہی علم نافع بن جائے گا۔ حضرت مولانا مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتر نیست معرفت کردگار

یعنی ”عارف کامل کی نظر میں درختوں کا ایک ایک پتہ معرفت الہی کا ایک دفتر ہے“

عارفان حق کے لئے ہر چیز میں معرفت الہی کے جلوے

آپ کے حوصلہ کے لائق یہ باتیں نہیں۔ آپ کیا جانیں کہ عارفان حق کے لیے ہر شے کا علم معرفت الہی میں ترقی کا سبب بن جاتا ہے۔

(۱) اللہ عزوجل فرماتا ہے ”سَنَسْرِیْہُمْ اِیْتِنَا فِی الْاَفَاقِ وَفِیْ اَنْفُسِہُمْ“ (پارہ: ۲۵، سورہ تم سجدہ، آیت: ۵۳) یعنی ”ہم ان کو تمام عالم میں اور خود ان کی نفسوں میں اپنی

نشانیوں دکھائیں گے“

(۲) اور فرماتا ہے ”فَانظُرْ إِلَىٰ آثَارِ رَحْمَةِ اللَّهِ“ (پارہ: ۲۱، سورہ الروم، آیت: ۵۰) یعنی ”اے محبوب! تم اللہ کی رحمت کی نشانیاں دیکھو“

(۳) اور فرماتا ہے ”إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَّاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيَّاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ“ (پارہ: ۲، سورہ البقرہ، آیت: ۱۶۴) یعنی ”بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے مختلف ہونے میں اور ان کشتیوں میں جو سمندر میں لوگوں کو فائدہ پہنچانے کی چیز لے کر چلتی ہیں اور اس میں جو اللہ نے آسمان سے نازل فرمایا یعنی پانی، پھر زمین کو اسی پانی سے زمین کے مرجانے کے بعد زندہ فرمایا اور زمین میں ہر ایک جانور کو بکھیر دیا اور ہواؤں کے چلانے میں اور اس بادل میں جو آسمان و زمین کے درمیان مسخر ہے، یقیناً عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں“

(۴) اور فرماتا ہے ”أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ ثَمَرَاتٍ مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهَا وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بَيَضٌ وَحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ ۚ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ الْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَلِكَ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ“ (پارہ: ۲۲، سورہ الفاطر، آیت: ۲۷، ۲۸) یعنی ”اے محبوب! کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا تو اس سے ہم نے مختلف رنگوں کے پھل پیدا کیے اور پہاڑوں میں سے

اُجلی سفید اور سرخ ہیں۔ جن کے رنگ مختلف ہیں اور کالے بنگ ہیں اور انسانوں اور جانوروں چار پاؤں میں سے مختلف رنگ والے ہیں۔ بے شک! اللہ سے اسکے بندوں میں سے علماء ہی ڈرتے ہیں۔“

میں نے اس وقت صرف چار آیات کریمہ تلاوت کی ہیں۔ ورنہ یہ مضمون صدہا آیات مبارکہ میں بیان فرمایا گیا ہے۔ اب آپ کو معلوم ہوا کہ اہل اللہ اور خاصان حق کے لیے کسی چیز کا علم غیر نافع نہیں۔ بلکہ وہ آسمانوں اور زمینوں کی شکل و صورت میں، دن اور رات کے گھٹنے بڑھنے میں، کشتی کے چلنے میں، پانی کے برسنے میں، درختوں کے اُگنے میں، پھلوں کے آنے میں، ایک ایک جانور کی کیفیت میں، ہواؤں کے چلنے میں، بادل کی روانی میں، رعد کی کڑک میں، بجلی کی چمک میں، ایک ایک پتھر کے رنگ روپ میں، غرض ہر ایک ذرہ میں آیات حکمت ربانیہ اور آثار رحمت رحمانیہ دیکھتے ہیں۔ ایک ایک ذرہ، ایک ایک قطرہ، ایک ایک پتے کا علم ان حضرات کے لیے معرفت الہی میں ترقی مدارج کا سبب بن جاتا ہے۔ وہ حضرات اس کے مصداق ہوتے ہیں:-

- مَا رَأَيْتُ شَيْئًا إِلَّا وَرَأَيْتُ اللَّهَ قَبْلَهُ (میں نے ہر چیز سے پہلے اللہ کو دیکھا) اور
- مَا رَأَيْتُ شَيْئًا إِلَّا وَرَأَيْتُ اللَّهَ بَعْدَهُ (میں نے ہر چیز کے بعد اللہ کو دیکھا) اور
- مَا رَأَيْتُ شَيْئًا إِلَّا وَرَأَيْتُ اللَّهَ فِيهِ (میں نے ہر چیز کے اندر اللہ کو دیکھا) اور
- مَا رَأَيْتُ شَيْئًا إِلَّا وَرَأَيْتُ اللَّهَ مَعَهُ (میں نے ہر چیز کے ساتھ اللہ کو دیکھا)

ہاں جناب! جو اکیلے، شراب بنانے، رنڈیوں کے چکلے وغیرہ باتوں کے علوم کو آپ بے ہودہ، رذیلہ، ناپاک اور شیطانی علوم کہہ رہے ہیں۔ بتائیے تو ان باتوں کا علم اللہ عزوجل کے لیے بھی مانتے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں، تو آپ اللہ عزوجل کو جاہل بتا کر کافر مرتد ہوئے اور اگر ہاں، تو آپ نے اللہ تعالیٰ کے لیے شیطانی، بے ہودہ، ناپاک اور رذیل علم مان

کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوستی کے پردے میں دشمنی اور تعظیم کے پردے میں توہین کی۔ یوں بھی آپ کا فرمتد ہو گئے۔ غرض آپ کے دونوں راستے بند ہو گئے۔

آپ نے مجھ کو جاہل کہا ہے۔ میں جاہل کے کہنے کو برا نہیں مانتا مگر جناب حضرت شیخ محدث دہلوی شاہ عبدالحق قدس سرہ نے جب اپنی ایک تصنیف میں اس روایت ”لَا أَعْلَمُ مَا وَرَاءَ هَذَا الْجِدَارِ“ یعنی ”اس دیوار کے پیچھے کیا ہے؟ وہ میں نہیں جانتا“ کو مردود باطل بتادیا۔ تو اب ہر ایک تصنیف میں اس کا رد و ابطال ضروری نہیں۔ اتنا اور سن لیجئے کہ آپ نے علوم دنیویہ و ارضیہ کو علوم رذیلہ و بے ہودہ و نجسہ و شیطانیہ بتایا اور میں ابھی آیات کریمہ سے ثابت کر چکا کہ اللہ عزوجل نے انہیں علوم کو معرفت الہی میں ترقی کا سبب فرمایا۔ اب آپ اللہ عزوجل کو جھوٹا کہتے ہیں یا سچا؟ اگر جھوٹا کہیں، تو کافر مرتد اور اگر سچا کہیں تو آپ نے ذرائع معرفت الہیہ کو شیطانی، بے ہودہ، نجس اور رذیل کہہ کر ان کی توہین کی۔ یوں بھی آپ کا فرمتد ہوئے۔ دیکھیے باطل کی حمایت باطل ہی سے ہوتی ہے۔ کفر انپٹھوی کی حمایت میں آپ کفریات کے پھٹکے اڑاتے چلے جا رہے ہیں۔ خدا سے ڈریئے۔ کفر سے توبہ کر کے اسلام لائیئے۔ مرتدوں کا ساتھ چھوڑ کر مسلمان کے سایہ میں آئیئے۔

دیوبندی مولوی منظور نعمانی

میرے پاس دلائل کا ذخیرہ ہے۔ ہر تقریر میں نئی چیز پیش کروں گا۔ دلائل کے انبار لگا دوں گا۔ پبلک دیکھ رہی ہے کہ آپ محض اپنی ملائیت سے بولتے چلے جا رہے ہیں۔ کیونکہ ”ملا آں باشد کہ چب نشود“ یعنی ملا وہ ہوتا ہے جو چپ نہیں رہتا۔ آپ اپنے دعوے کے ثبوت میں نہ کوئی آیت پیش کرتے ہیں، نہ کوئی حدیث۔ سارا مجمع دیکھ رہا ہے کہ آپ کے ہاتھ ان دونوں نعمتوں سے خالی ہیں۔

■ (بخاری شریف کی ایک حدیث پڑھ کر) دیکھئے سفر میں حضرت فخر عالم علیہ السلام کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ ان کا ہارگم ہو گیا۔ فخر عالم رضی اللہ عنہ نے وہاں قیام کیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ڈھونڈھا۔ یہاں تک کہ فجر کا وقت ہو گیا اور وہاں پانی بھی نہ تھا۔ سب لوگ پریشان ہوئے کہ اب نماز کیسے پڑھیں گے۔ آخر تیمم کی آیت اتری اور صحابہ نے تیمم سے نماز ادا کی۔ پھر خود حضور ہی کے اونٹ کے نیچے سے نکلا۔ اگر حضور کو تمام ماکان و مایکون کا علم ہوتا، تو کیوں پریشان ہوتے؟ اتنی پریشانی اٹھاتے؟

■ یہودی نے حضور پر جادو کر دیا۔ حضور کو چار ماہ کے بعد معلوم ہوا (شفا شریف کی دو عبارتیں پڑھ کر) دیکھئے امام قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ نبی کے لیے بعض امور دنیا کو نہ جاننے سے معصوم ہونا ضروری نہیں۔ اب جو آپ کا فتویٰ مولانا خلیل احمد صاحب پر ہے وہی فتویٰ امام قاضی عیاض کے لیے بھی ہے یا نہیں؟

■ سورہ تحریم میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی راز کی بات اپنی ایک بی بی سے بیان فرمائی۔ انہوں نے دوسری سے اس کو بیان کر دیا۔ جس کی اطلاع آپ کو بذریعہ وحی دی گئی۔ تو آپ نے ان سے باز پرس کی۔ اس پر وہ بی بی صاحبہ کہتی ہیں ”مَنْ أَنْبَاكَ هَذَا“ یعنی ”کس نے آپ کو اس کی خبر دی“ اور آپ نے فرمایا ”نَبَأْنِي الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ“ (پارہ: ۲۸، سورہ التحریم، آیت: ۳) یعنی ”مجھے دانائے باخبر نے خبر دی۔“

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات بھی اس عقیدہ سے بے خبر تھیں کہ حضور کو جمع ماکان و مایکون کا علم ہے۔ ورنہ وہ کیوں پوچھتیں کہ آپ کو کس نے خبر دی؟

■ آپ کہتے ہیں کوئی علم ناپاک نہیں ہوتا۔ دیکھیے آپ کے اعلیٰ حضرت اپنے ملفوظات، حصہ دوم، صفحہ: ۵۹ پر فرماتے ہیں ”سیمیا ایک نہایت ناپاک علم ہے“ کہیے! اب تو آپ کے اعلیٰ حضرت نے بھی کہہ دیا کہ بعض علوم ناپاک ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ کوئی علم ناپاک

نہیں۔ اب بتائیے آپ سچے ہیں یا آپ کے اعلیٰ حضرت؟

■ آپ نے یہ خوب کہا کہ ناپاک علوم اللہ تعالیٰ کو بھی ہیں یا نہیں؟ یہی تو وہ گمراہی ہے، جس کی وجہ سے کفار و مشرکین گمراہی کے گڑھے میں گر پڑھے کہ انہوں نے خالق کا مخلوق پر قیاس کیا۔ آپ مخلوق کو خالق پر قیاس کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مارتا ہے، جلاتا ہے۔ یہ اس کا کمال ہے۔ لیکن ایک انسان کسی انسان کو ناحق قتل کر ڈالے۔ تو یہ عیب ہے، جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو ہر حال میں دیکھتا ہے لیکن اگر آدمی لوگوں کو غسل خانے میں ننگا دیکھے یا حالت جماع میں کسی کو دیکھے، تو یہ بے حیائی ہے، گناہ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کو ہر شے کا علم ہونا، اُس کا کمال ہے لیکن انسان کے حق میں بہت سے علوم عیب ہیں۔

■ آپ رسول اللہ ﷺ کے لیے تمام علوم ثابت کر رہے ہیں، تو کیا حضور کو کوک شاستر کا علم بھی تھا؟ کیا اس کے تمام آسنوں کو بھی حضور جانتے تھے؟ بہر حال میں ثابت کر چکا کہ حضرت مولانا غلیل احمد صاحب کی عبارت بالکل بے غبار ہے۔ اس پر کفر کا الزام لگانا آفتاب پر خاک ڈالنا ہے۔ اچھا میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ حدیث شریف میں آیا ہے ”طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ“ (علم کا سیکھنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔) آپ کے نزدیک دنیا کی باتوں کے جاننے کو بھی علم کہتے ہیں، تو کیا علوم دنیویہ کا بھی حاصل کرنا ہر مرد و عورت مسلمان پر فرض ہے؟ تو معلوم ہوا کہ شریعت میں دنیوی باتوں کے جاننے کو علم ہی نہیں کہتے۔ میں پھر کہوں گا اور نہایت زور سے کہوں گا کہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ حضور کو نقب لگانے کا علم بھی ہے، حضور کو جو اکیلے، شراب بنانے، شراب کی لذت اور اس کے مزوں کا بھی علم ہے اور حضور کو کوک شاستر کے تمام آسنوں کو بھی جانتے ہیں، وہ یقیناً حضور کی توہین کرتا ہے۔

شیرِ رضا مولانا حشمت علی خاں

آپ کا دعویٰ تو اس قدر زبردست ہے کہ ہر تقریر میں نئی چیز پیش کروں گا لیکن عمل اس کے خلاف ہے۔ آپ نے اب تک اپنی کسی تقریر میں اپنی کوئی نئی ہرگز نہیں پیش کی بلکہ وہی پُرانی مردودات، جن کو آپ کے اکابر پیش کر چکے اور بارہا فحول علمائے اہلسنت ان کی دھیان اڑا چکے، انہیں کو آپ بھی پیش کر رہے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ کے گمشدہ باروالے واقعہ کی دلیل کا جواب

آپ نے بخاری شریف سے حضرت سیدتنا ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قلابہ مبارکہ گم ہو جانے کی حدیث پڑھی۔ اس میں ایک لفظ بھی اس پر دلالت کرنے والا ہرگز نہیں کہ حضور اقدس ﷺ کو بھی معلوم نہ تھا کہ وہ قلابہ کہاں ہے؟ یہ آپ کا وہم و قیاس ہے کہ اگر حضور اکرم ﷺ کو معلوم تھا تو کیوں نہیں بتایا؟ بلیس نے بھی قیاس باطل کر کے ”أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ“ یعنی میں اس سے بہتر ہوں کہا اور مصطفیٰ ﷺ کی عظمت کے حضور سر جھکانے سے انکار کیا۔ آپ بھی اپنے قیاس باطل سے حضور اعلم الخلق ﷺ کی عظمت علمیہ کو گھٹانا چاہتے ہیں۔ اس حدیث شریف سے آپ کے بڑوں نے غلط استدلال کیا اور اُس کا دندان شکن رد بھی پا چکے۔ یہ دیکھئے میرے ہاتھ میں ”الکلمۃ العلیا شریف“ موجود ہے۔ اس میں صفحہ: ۱۱۰ سے صفحہ: ۱۱۳ تک اس استناد باطل کے پر نچے اڑا دیے گئے ہیں اور حضور اقدس ﷺ کے اس نہ بتانے کی متعدد حکمتیں ائمہ دین کی تصریحات سے بیان فرمائی ہیں۔ منجملہ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس وقت تک صرف وضو و غسل فرض تھا۔ تیمم کا حکم نازل نہ ہوا تھا۔ حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کو تعلیم خداوندی معلوم تھا کہ میری امت میں ایسے لوگ بھی ہوں گے، جن کو بیماری کے

سبب پانی نقصان دے گا۔ یا پانی نہیں ملے گا۔ اس لیے اگر حضور فوراً ہی فرمادیتے کہ قلابہ ناکہ کے نیچے ہے، تو اسی وقت روانگی ہو جاتی اور قافلہ نماز کے وقت ایسی جگہ پہنچ جاتا جہاں پانی تھا۔ لہذا سرکار نے سکوت فرمایا۔ بالآخر حکم تیمم نازل ہوا اور قیامت تک کے لیے غلامان سرکار پر یہ نعمت فرمادی گئی۔ دیکھیے اس حدیث شریف سے تو حضور اکرم ﷺ کی شان رحمت ظاہر ہو رہی ہے اور آپ کے اکابر چونکہ مصطفیٰ ﷺ کی عداوت کے نشہ میں مخمور ہیں، لہذا معاذ اللہ اس حدیث سے حضور انور ﷺ کی نادانی و جہالت ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ (ولاحول ولا قوۃ الا باللہ)

حضور ﷺ پر کئے گئے جادو والی دلیل کا جواب

آپ کہتے ہیں حضور پر جادو کیا گیا، حضور کو چار ماہ تک خبر نہ ہوئی۔ کیا آپ کسی حدیث سے ثابت کر سکتے ہیں کہ حضور نے یہ فرمایا ہو کہ مجھے خبر نہیں کہ مجھ کو کیا ہو گیا ہے؟ یا یہ کہ مجھے معلوم نہیں کہ کس نے مجھ پر جادو کیا ہے؟ (بلکہ حدیث شریف میں تو اس وقت کی کیفیت یہ ارشاد فرمائی کہ ”أَنَّهُ لَيْخَيَّلُ إِلَيَّ أَنِّي أَقُولُ الشَّيْءَ وَأَفْعَلُهُ وَلَمْ أَقُلْهُ وَلَمْ أَفْعَلْهُ“ (”تفسیر الفخر الرازی (التفسیر الکبیر، ومفاتیح الغیب)“ امام فخر الدین محمد رازی، المتوفی: ۵۴۴ھ، جلد نمبر: ۲، جزء نمبر: ۳، صفحہ نمبر: ۲۳۲، سورہ بقرہ، آیت نمبر: ۱۰۲) (ترجمہ:۔ کچھ کہنے اور کچھ کرنے کا خیال مجھے آتا تھا، حالانکہ نہ میں نے اس کو کہا اور نہ کیا) (اس عبارت میں حضور اقدس ﷺ نے اپنے تردد کی حالت بیان فرمائی۔ مترجم)) تو اگر اس وقت ماکان و مایکون میں سے کسی چیز کے علم کی صراحت بھی اپنی ذات اقدس سے نفی فرمادی جاتی تب بھی اس سے استدلال باطل ہوتا اور اسی ذہول پر محمول کیا جاتا، رہا یہ کہ حضور کو معلوم تھا تو بتا کیوں نہ دیا، اس میں یہ حکمت تھی کہ اس میں تمام امت مرحومہ کو دفع سحر کا طریقہ معلوم ہو گیا۔ اور جب آپ اس مضمون کی تصریح کسی حدیث میں نہیں دکھا سکتے، تو اپنے

گمان فاسد اور وہم کاسد سے علم مصطفیٰ ﷺ کو کیوں گھٹا رہے ہیں؟ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ان عبارات میں جو آپ نے پڑھی ہیں، امکان ہی تو بیان کیا ہے کہ ایسا ہو سکتا ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دنیا کی بعض باتوں کا علم نہ ہو۔ مگر اس امکان کے ساتھ فعلیت کسی امر کی مان رہے ہیں۔ وہ وہی ہے، جو میں پہلے اپنی تقریر میں سنا چکا کہ حَصَّهٖ بِالْإِطْلَاعِ عَلٰی جَمِيعِ مَصَالِحِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ، یعنی ”حضور اقدس ﷺ کو اللہ عزوجل نے دنیا اور دین کی تمام مصلحتوں پر مطلع فرما کر خاص کر لیا“۔ یہ آپ کی حیا داری ہے کہ معاذ اللہ اٹیٹھوی صاحب کے کفر کا الزام حضرت امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر بھی معاذ اللہ تھوپنا چاہتے ہیں۔ اور پھر بہادری یہ کہ شرماتے نہیں۔ اسی کا نام ہے چوری اور سرزوری۔

ازواج مطہرات کے واقعہ کی دلیل کا جواب

حضرت ام المؤمنین حفصہ یا حضرت ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ عرض کرنا کہ ”مَنْ اَنْبَاكَ هَذَا“، یعنی ”کس نے حضور کو اس کی خبر دی؟“ ہرگز اس کی دلیل نہیں ہو سکتا ہے کہ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے عقیدہ میں حضور کو اللہ تعالیٰ نے ماکان و مایکون کا علم نہیں بخشا۔ بلکہ جب حضور اقدس ﷺ نے ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پرسش فرمائی، تو ان کو یہ خیال ہوا کہ ازواج مطہرات ہی میں سے تو کسی نے اس امر کی شکایت بارگاہ اقدس میں نہ کی ہو۔ تو ”مَنْ اَنْبَاكَ هَذَا“ کے معنی یہ ہیں کہ ”امہات المؤمنین میں سے کس نے یہ واقعہ سرکار میں عرض کیا؟“ سرکار نے اس کا جواب بھی یہی عطا فرمایا کہ نَبَّأَنِي الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ، یعنی ”مجھ کو جاننے والے خبر رکھنے والے رب تعالیٰ نے خبر دی“، یعنی ازواج مطہرات میں سے کسی نے یہ واقعہ ہم سے نہیں عرض کیا۔

ناپاک علم سے مراد ملکہ ہے

حضور پر نور مرشد برحق امام اہلسنت مجدد دین و ملت سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو فرمایا ہے کہ سیمیا ایک ناپاک علم ہے، بالکل صحیح ہے۔ یہاں علم سے مراد ملکہ ہے اور میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ علم بمعنی ملکہ بھی آتا ہے اور آیت کریمہ ”وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشُّعْرَ“ (پارہ ۲۳، سورہ یٰسین، آیت: ۶۹)، (ترجمہ:۔ ”اور ہم نے ان کو شعر کہنا نہ سکھایا“ (کنز الایمان) علم سے مراد ملکہ ہی ہے۔

حدیث شریف:۔ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَ مُسْلِمَةٍ فِيهِ الْفِ لَامُ عَهْدٌ ذِي نِيَّةٍ كَافٍ۔ اسی لیے اس سے مراد صرف دین کا علم ہے اور وہ بھی بقدر ضرورت۔ ورنہ ضرورت سے زیادہ علوم دین حاصل کرنا فرض عین نہیں، فرض کفایہ ہے۔

آپ نے کہا کہ تم مخلوق کو خالق پر قیاس کرتے ہو۔ یہ تو بالکل جھوٹ ہے لیکن آپ ضرور عمل پر علم کو قیاس کر رہے ہیں۔ اعمال میں ضرور دو قسمیں ہیں اعمال حسنہ و اعمال سنیہ لیکن علم تو کسی چیز کا بُرا نہیں۔ علم تو ایک نور ہے۔ جس سے معلوم منکشف ہو جاتا ہے۔ نور کبھی نجس نہیں ہوتا۔ روشنی اگر ناپاک چیز پر پڑے گی، تو ناپاک نہ ہوگی۔ پھر کیا علم کا عمل پر قیاس باطل نہیں؟ کیا قتل کرنا، غنسل خانوں پاخانوں میں جھانکتے پھرنا اعمال نہیں۔ اس بات کا ثبوت دیجئے کہ اللہ تعالیٰ جس چیز کا علم اپنے کسی بندے کو عطا فرمائے، تو اس کا علم ذاتی اللہ تعالیٰ کے لیے تو مناسب ہے لیکن بندے کے حق میں اس کا علم عطائی نامناسب ہو۔

■ جس وقت آپ کے والد صاحب پاخانہ میں ہوں یا آپ کی والدہ صاحبہ کے ساتھ مصروف جماع ہوں، اس وقت آپ کا جھانک کر دیکھ لینا تو یقیناً بے حیائی و بے شرمی ہے لیکن یہ بتائیے کہ آپ کے علم میں بھی کیا یہ بات نہیں کہ آپ کے والد صاحب پاخانہ میں بیٹھ کر قضائے حاجت ہی کیا کرتے ہیں۔

■ کیا آپ اس بات کو جانتے بھی نہیں کہ آپ کے والد صاحب نے آپ کی مادر مشفقہ کے ساتھ جماع کیا۔ جس سے آپ پیدا ہوئے۔ کہیے یہ علم آپ کو ہے یا نہیں؟ پھر کیا آپ کا یہ علم بُرا ہے۔ اب تو یقین ہے کہ آپ کو جھانکتے پھرنے اور محض جاننے کے درمیان فرق عظیم معلوم ہو گیا ہوگا۔ مگر آپ کے نزدیک علم کے لیے جھانکتے پھرنا بھی ضرور ہے یعنی جو شخص جھانکتا نہ پھرے اس کو علم ہو ہی نہیں سکتا۔ تو اب گزارش یہ ہے کہ لوگوں کے پاخانہ پھرنے پیشاب کرنے اپنی عورتوں کے ساتھ شب باش ہونے کو اللہ عزوجل جانتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو آپ اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ جاہل بتا کر کافر ہو گئے اور اگر ہے اور آپ کے نزدیک ان چیزوں کا علم اسی وقت ہو سکتا ہے کہ ان واقعات کو جھانکتا پھرے، تو آپ کے نزدیک معاذ اللہ خدا لوگوں کو پاخانوں، غنسل خانوں، خلوتوں میں جھانکتا پھرتا ہے؟ یہ اس قدوس سیوح جل جلالہ کی توہین ہوئی۔ یوں بھی آپ کافر ہو گئے۔ کہیے آپ کے اگلے پچھلے دونوں راستے بند ہوئے یا نہیں۔

”حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تفصیلی علم غیب“

حضور اقدس ﷺ کو جملہ ماکان و ما یكون کا تفصیلی محیط علم غیب بطائے الہی حاصل ہے۔ جملہ ماکان و ما یكون میں تمام کائنات عالم داخل ہیں، لیکن یوں کہنا کہ حضور جو اکیلینا، شراب بنانا جانتے ہیں، یقیناً سرکار عرش مدار ﷺ کی توہین ہے۔ ایسا نہ کہے گا مگر وہابی۔ اللہ تعالیٰ ہر شے کا خالق ہے لیکن اس کو بندروں اور سوڑوں کا خالق کہنا اس کی شان عظیم میں گالی ہے۔ یہ میرے ہاتھ میں امام ابن جریر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تفسیر طبری جلد ہفتم ہے۔ اس کے صفحہ: ۱۲۸ تک آیت کریمہ ”وَكَذَلِكَ نُورِجِ اِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

وَلْيَكُونَنَّ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ“ (پارہ: ۷، سورۃ الانعام، آیت: ۷۵) کی تفسیر احادیث شریفہ سے فرمائی ہے۔ آیت میں اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ اور ”اسی طرح ہم ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہت دکھاتے ہیں اور اس لیے کہ ان کے عرفان و ایمان میں ترقی ہو۔“ اس کی تفسیر میں جو احادیث نقل فرمائی ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے سے پردے ہٹا دیے گئے، تو آپ نے عرش و تحت الثریٰ اور جنت اور ساتوں زمینیں اور ساتوں آسمان سب کو ملاحظہ فرمایا۔ یہاں تک کہ جنت میں اپنا قصر عالی بھی دیکھا۔ حتیٰ کہ حدیث میں ہے:-

”لَمَّا رَأَىٰ إِبْرَاهِيمُ مَلَكُوتَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ رَأَىٰ عَبْدًا عَلَىٰ فَاحِشَةٍ فَدَعَا عَلَيْهِ فَهَلَكَ ثُمَّ رَأَىٰ آخَرَ عَلَىٰ فَاحِشَةٍ فَدَعَا عَلَيْهِ فَهَلَكَ ثُمَّ رَأَىٰ آخَرَ عَلَىٰ فَاحِشَةٍ فَدَعَا عَلَيْهِ فَهَلَكَ فَقَالَ أَنْزِلُوا عَبْدِي لِأَيُّهَا عَبْدِي“

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:-

(جامع البیان فی تأویل القرآن (تفسیر الطبری)، امام محمد بن جریر طبری، التوتنی: ۳۱۰ھ، جلد نمبر: ۱۱، صفحہ نمبر: ۴۷۳، حدیث نمبر: ۱۳۴۵۲، مطبوعہ: مؤسسة الرسالة، سن طباعت: ۱۴۲۰ھ، ۲۰۰۰ء)

ترجمہ:-

”جب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت کو ملاحظہ فرمایا، تو ایک شخص کو زنا کرتے دیکھا۔ اس پر دعا فرمادی وہ ہلاک ہو گیا۔ پھر دوسرے کو زنا کرتے دیکھا، اس پر دعا فرمائی، وہ ہلاک ہو گیا۔

پھر تیسرے کو زنا میں مبتلا دیکھا، اس پر دعائے ہلاک فرمادی، وہ بھی مر گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے فرشتو میرے بندے کو اتارو کہ میرے بندوں کو ہلاک نہ کرے۔“

● دوسری حدیث میں ہے:-

”لَمَّا رَفَعَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ فِي الْمَلَكُوتِ فِي السَّمَوَاتِ، أَشْرَفَ فَرَأَىٰ عَبْدًا يَزْنِي فَدَعَا عَلَيْهِ فَهَلَكَ، ثُمَّ رَفَعَ فَاشْرَفَ، فَرَأَىٰ عَبْدًا يَزْنِي فَدَعَا عَلَيْهِ فَهَلَكَ، ثُمَّ رَفَعَ فَاشْرَفَ، فَرَأَىٰ عَبْدًا يَزْنِي فَدَعَا عَلَيْهِ، فَنُودِيَ عَلَىٰ رِسْلِكَ يَا إِبْرَاهِيمُ، فَإِنَّكَ عَبْدٌ مُسْتَجَابٌ لَكَ، وَإِنِّي مِنْ عَبْدِي عَلَىٰ ثَلَاثٍ: إِمَّا أَنْ يَتُوبَ إِلَيَّ فَاتُوبُ عَلَيْهِ، وَإِمَّا أَنْ أُخْرِجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً وَإِمَّا أَنْ يَتِمَّ دَافِي فِيمَا هُوَ فِيهِ فَأَنَا مِنْ وَرَائِهِ“

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:-

(جامع البیان فی تأویل القرآن (تفسیر الطبری)، امام محمد بن جریر طبری، التوتنی: ۳۱۰ھ، جلد نمبر: ۱۱، صفحہ نمبر: ۴۷۳، حدیث نمبر: ۱۳۴۵۳، مطبوعہ: مؤسسة الرسالة، سن طباعت: ۱۴۲۰ھ، ۲۰۰۰ء)

ترجمہ:-

”جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آسمان و زمین کی سلطنت دکھانے کے لیے بلند فرمایا۔ تو آپ نے جھانکا۔ تو ایک بندے کو زنا کرتے دیکھا، تو اس پر دعا فرمادی، تو وہ ہلاک ہو گیا۔

پھر آپ کو بلند کیا گیا، تو آپ نے جھانک کر دیکھا کہ ایک شخص زنا کر رہا ہے، تو اس پر دعا فرمائی، وہ ہلاک ہو گیا۔ پھر آپ کو بلند فرمایا گیا۔ تو پھر آپ نے جھانک کر دیکھا کہ ایک آدمی زنا میں مشغول ہے۔ تو آپ نے اس پر دعا فرمادی۔ تو ندا آئی اے ابراہیم اپنے مقام پر ٹھہرے رہو۔ کیونکہ تم میرے ایسے بندے ہو کہ تمہاری ہر دعا مقبول ہے اور بے شک میں اپنے بندے سے تین باتوں پر ہوں۔ (۱) یا یہ کہ وہ توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول کرونگا۔ (۲) یا یہ کہ اس سے پاکیزہ اولاد پیدا فرماؤں گا۔ (۳) یا یہ کہ وہ اپنے حال میں مبتلا ہی رہیگا۔ تو میں اس کی تاک میں ہوں۔“

● تیسری حدیث میں ہے:-

”أَنَّ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلَ الرَّحْمَنِ حَدَّثَ نَفْسَهُ أَنَّهُ أَرَحِمُ الْخَلْقِ ، وَأَنَّ اللَّهَ رَفَعَهُ حَتَّى أَشْرَفَ عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ ، فَأَبْصَرَ أَعْمَالَهُمْ فَلَمَّا رَأَاهُمْ يَعْمَلُونَ بِالْمَعَاصِي قَالَ : اللَّهُمَّ دَمِّرْ عَلَيْهِمْ ! فَقَالَ لَهُ رَبُّهُ : أَنَا أَرْحَمُ بِعِبَادِي مِنْكَ ، أَهْبُطْ ، فَلَعَلَّهُمْ أَنْ يَتُوبُوا إِلَيَّ وَيُرَاجِعُوا“

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:-

(جامع البيان في تأويل القرآن (تفسير الطبري)، امام محمد بن جرير طبري، التوتوني: ۳۱۰ھ، جلد نمبر: ۱۱، صفحہ نمبر: ۴۷۳، حدیث نمبر: ۱۳۲۵۴، مطبوعہ: مؤسسة الرسالة، سن طباعت: ۱۴۲۰ھ، ۲۰۰۰ء)

ترجمہ:-

”رحمن کے دوست ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے جی میں فرمایا کہ وہ سب سے زائد مخلوقات الہی پر مہربان ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بلند فرمایا۔ تو انہوں نے سر اٹھا کر زمین والوں کو جھانکا، تو ان کے تمام اعمالوں کے حال دیکھے تو جب دنیا والوں کو مصیبتیں کرتے دیکھا۔ تو دعا کی اے اللہ! ان کو ہلاک کر دے۔ ان سے انکے رب نے فرمایا اپنے بندوں پر تم سے زیادہ میں مہربان ہوں۔ تم اس مقام سے نزول فرماؤ کہ شاید میرے بندے میری طرف توبہ کریں اور گناہوں سے باز آئیں۔“

دیکھیے اس آیت کریمہ سے صاف ثابت ہو گیا کہ اچھے، بُرے، نیک، بد، تمام اعمال کرتے ہوئے اہل زمین کو ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے دیکھا۔ کہیے! سیدنا خلیل علیہ الصلاۃ والسلام نے ان لوگوں کو برہنہ اور حالت جماع میں دیکھا یا نہیں؟ کیا معاذ اللہ اس کو بے حیائی کہیں گے؟ تو معلوم ہوا کہ جس کام کو بے حیائی سمجھا جاتا ہے، وہی کام اگر برضائے الہی وحکم ربی کیا جائے، تو ہرگز بے حیائی نہیں ہو سکتا۔ بے حیادہ ہے، جو اللہ تعالیٰ کو بے حیائی کا حکم دینے والا بتائے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ کوئی شے کتنی ہی بری ہو، مگر محبوبانِ خدا کے لیے اس کا مشاہدہ ترقی عرفان و ایقان کا سبب ہوا کرتا ہے ”وَلْيَكُونَنَّ مِنَ الْمُؤَقِّينَ“

◆ اتنا اور بتا دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ”وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا“ (پارہ: ۱، سورۃ بقرہ، آیت نمبر: ۳۱) یعنی ”اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو تمام چیزوں کے سب نام سکھا دیے۔“ تمام چیزوں میں آپ کے کوک شاستر کے تمام آسن اور تھانوی صاحب کے ”بہشتی زیور“ کے جملہ مسنگ (دیر سے انزال ہونا) و مہنچ (شہوت بڑھانے والا) و

مطوّل (دراز کرنے والا) و مُسَمَّن (موٹا کرنے والا) نسخے بھی شامل ہیں یا نہیں؟ اور ان سب کے نام بھی اللہ عزوجل نے سیدنا صفی اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کو سکھا دیے تھے یا نہیں؟ بہر حال روشن ہو گیا کہ علم کوئی بھی ناپاک نہیں۔ تو براہین گنگوہیہ کی عبارت کفریہ کی تاویل جو آپ نے کی تھی کہ شیطان کے لیے ناپاک علوم ثابت کیے ہیں اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے ناپاک علوم کی نفی کی ہے، پادر (بے بنیاد) ہوا اور باطل ہو گئی۔ آپ کا اور آپ کے بڑوں کا کفر و ارتداد ثابت ہو چکا۔ جس کو اٹھانا آپ کی طاقت سے باہر ہے۔ تو بے کیجیے اور کلمہ پڑھ کر اسلام لائیے۔

دیوبندی مولوی منظور نعمانی

میرے فاضل دوست بہت کچھ لمبی چوڑی تقریریں کر چکے مگر جناب رسول خدا ﷺ کے لیے جملہ ”مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ“ کا علم (یعنی جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہونے والا ہے) ثابت نہیں کر سکے۔ قیامت بھی علم ”مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ“ میں سے ہے، مگر یہ علم قیامت باری تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا کوئی علم مخصوص غیر خدا کے لیے ثابت کرے اگرچہ عطا کی آڑ لے، وہ یقیناً کافر و مرتد ہے۔ سنیے! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

”يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّهَا لَا يَجْلِيهَا لَوْفٌهَا إِلَّا هُوَ“ (پارہ: ۹، سورہ اعراف، آیت نمبر: ۱۸۷)

ترجمہ:-

”اے محمد! یہ لوگ تم سے قیامت کا سوال کرتے ہیں۔ کہہ دو نہیں ہے علم اس کا، مگر میرے رب کے پاس۔ اس کو نہیں ظاہر کرے گا، اس کے وقت پر، مگر وہی“

(تفسیر خازن و تفسیر کبیر و تفسیر بیضاوی کی عبارات پڑھ کر)

ان تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ قیامت کا علم خدا کے ساتھ خاص ہے۔ اس نے کسی بھی مرسل اور ملک مقرب کو قیامت پر اطلاع نہیں دی۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی بھی حدیث ”مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ“ (جس سے پوچھا جا رہا ہے، وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔) کی شرح میں لکھتے ہیں کہ علم قیامت مخصوص بذات باری تعالیٰ ہے۔ کسی مخلوق کو یہ علم نہیں۔

○ ملا علی قاری اپنی ”موضوعات کبیر“ میں امام جلال الدین سیوطی سے نقل کرتے ہیں۔

”وَقَدْ جَاهَرَ بِالْكَذِبِ بَعْضُ مَنْ يَدَّعِي فِي زَمَانِنَا الْعِلْمَ وَهُوَ مُتَشَبِعٌ بِمَا لَمْ يُعْطَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ كَانَ يَعْلَمُ مَتَى تَقُومُ السَّاعَةُ“

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:-

”الاسرار المرفوعة في الاخبار الموضوعة المعروف بالموضوعات الكبرى“، مؤلف: علامہ ملا علی قاری، المتوفى: ۱۰۱۲ھ، مطبوعہ: مؤسسة الرسالة، بيروت - لبنان - صفحہ نمبر: ۲۵۳

ترجمہ:-

”بے شک کھلم کھلا جھوٹ بولا ہمارے زمانے کے بعض مدعیان علم نے، جو جہل مرکب میں گرفتار ہیں کہ رسول خدا ﷺ جانتے تھے، کب قیامت آئے گی۔“

○ آگے چل کر لکھتے ہیں:-

”هُؤُلَاءِ الْغُلَاةُ عِنْدَهُمْ أَنَّ عِلْمَ رَسُولِ اللَّهِ مُنْطَبِقٌ عَلَى عِلْمِ
اللَّهِ سِوَاءَ سِوَاءٍ فَكُلُّ مَا يَعْلَمُهُ اللَّهُ يَعْلَمُ رَسُولُهُ“

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:-

”الاسرار المرفوعة في الاخبار الموضوعة المعروف
بالموضوعات الكبرى“، مؤلف: علامہ ملا علی قاری، المتوفی:
۱۰۱۲ھ، مطبوعہ: مؤسسة الرسالة، بیروت۔ لبنان۔ | صفحہ نمبر: ۲۵۳

ترجمہ:

”ان غالیوں کے نزدیک یہ بات ہے کہ رسول خدا کا علم خدا کے علم پر پورا
پورا منطبق ہے۔ تو جو کچھ خدا جانتا ہے وہ سب رسول اللہ بھی جانتے ہیں۔“

آگے فرماتے ہیں:-

”وَمَنْ اعْتَقَدَ تَسْوِيَةَ عِلْمِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ يَكْفُرُ إِجْمَاعًا كَمَا
لَا يَخْفَى“

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:-

”الاسرار المرفوعة في الاخبار الموضوعة المعروف
بالموضوعات الكبرى“، مؤلف: علامہ ملا علی قاری، المتوفی:
۱۰۱۲ھ، مطبوعہ: مؤسسة الرسالة، بیروت۔ لبنان۔ | صفحہ نمبر: ۲۵۴

ترجمہ:

”جو شخص اللہ و رسول کے علم کی برابری کا معتقد ہو وہ اجماعاً کافر ہے جیسا
کہ مخفی نہیں ہے۔“

آگے لکھتے ہیں:-

”لَا رَيْبَ أَنَّ الْحَامِلَ لَهُؤُلَاءِ عَلَى هَذَا الْغُلُوِّ، اعْتِقَادُهُمْ أَنَّهُ
يُكْفَرُ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ وَكَلَّمَا غَلَوَا كَانُوا
أَقْرَبَ إِلَيْهِ وَأَخْصَّ بِهِ فَهُمْ أَعْصَى النَّاسِ لِأَمْرِهِ وَأَشَدُّهُمْ
مُخَالَفَةً لِسُنَّتِهِ وَهُؤُلَاءِ فِيهِمْ شَبَهٌ ظَاهِرٌ مِنَ النَّصَارَى غَلَوُوا فِي
الْمَسِيحِ أَعْظَمَ الْغُلُوِّ وَخَالَفُوا شَرْعَهُ وَدِينَهُ أَعْظَمَ الْمُخَالَفَةَ
وَالْمَقْصُودُ أَنَّ هؤُلَاءِ يَصَدِّقُونَ بِالْأَحَادِيثِ الْمَكْذُوبَةِ
الصَّرِيحَةِ وَيَحْرَفُونَ الْأَحَادِيثَ الصَّحِيحَةَ، وَاللَّهُ وَلِيُّ دِينِهِ
فَيَقِيمُ مَنْ يَقُومُ لَهُ بِحَقِّ النَّصِيحَةِ“

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:-

”الاسرار المرفوعة في الاخبار الموضوعة المعروف
بالموضوعات الكبرى“، مؤلف: علامہ ملا علی قاری، المتوفی:
۱۰۱۲ھ، مطبوعہ: مؤسسة الرسالة، بیروت۔ لبنان۔ | صفحہ نمبر: ۲۵۶

ترجمہ:

”کوئی شک نہیں کہ ان لوگوں کو اس غلو پر آمادہ کرنے والا ان کا یہ اعتقاد
ہے کہ حضور ان کے گناہوں کو مٹائیں گے اور ان کو جنت میں داخل کریں
گے اور وہ جس قدر زیادہ غلو کریں گے، اسی قدر زیادہ رسول خدا سے
قریب اور زائد مخصوص ہونگے، تو ان لوگوں میں نصاریٰ کی کھلی ہوئی
مشابہت ہے کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بہت بڑا غلو

کیا اور ان کے دین و شریعت کی سخت مخالفت کی اور مقصود یہ ہے کہ یہ لوگ صریح جھوٹی حدیثوں کی تصدیق کرتے ہیں اور صحیح حدیثوں کی تحریف کرتے ہیں اور اللہ اپنے دین کا مددگار ہے تو وہ کسی ایسے کو قائم کرے، جو حق نصیحت ادا کرنے کے لیے کھڑا ہو۔“

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کے لیے جمع معلومات خداوندی کا علم محیط مانے، اگرچہ عطاء خداوندی کہے، وہ بھی اجماعاً کافر ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے جملہ ماکان و مایکون کا علم ماننے والے اس امت کے نصاریٰ ہیں۔ میں صاف کہہ چکا ہوں اور پھر کہتا ہوں کہ تمام ماکان و مایکون تفصیلی علم محیط رسول خدا کے لیے ماننے والا دوستی کے پردے دشمنی کرتا ہے۔ تعظیم کے بہانے سے توہین کرتا ہے۔ لوگ اپنے گھروں میں شراب پیتے ہیں، اپنی عورتوں سے جماع کرتے ہیں، کیسا غضب ہے کہ آپ کے نزدیک یہ تمام امور رسول خدا ﷺ کی آنکھوں کے سامنے ہوتے ہیں؟ اور نبی کریم ان سب باتوں کو دیکھتے ہیں؟ میرے دوست نبی علیہ السلام کا قلب ایک شیشہ ہے۔ شیشے میں پری اچھی معلوم ہوتی ہے۔ شیشے پر کثرت سے مکھیوں کا بیٹھنا اس کو بدنما کر دیتا ہے۔ دنیوی علوم کھلیاں ہیں۔ ان علوم کی قلب محمدی میں گنجائش نہیں مگر بقدر ضرورت۔ حقیقت یہ ہے کہ اصطلاح شریعت میں دنیوی علوم کو علوم ہی نہیں کہتے۔ مسئلہ علم غیب پر مباحثہ ہمارے مولانا کو بے حواس کر رہا ہے۔ بار بار اس مسئلہ سے فرار کر کے اکابر اسلام کا کفر ثابت کر رہے ہیں۔

مولوی منظور نعمانی کے بے تکے اعتراضات

مہربان من! زبان تو سب کے مونہ میں ہے۔ مولانا خلیل احمد صاحب کا اسلام تو میں کاشتمس فی نصف النہار ثابت کر چکا۔ لیکن آپ کے اعلیٰ حضرت نے وصایا شریف میں لکھا

”حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے، اس پر مضبوطی سے قائم رہنا، ہر فرض سے اہم فرض ہے“ شریعت کے اتباع کے لیے تو حتی الامکان کی قید لگائی اور اپنے دین و مذہب پر مضبوطی سے قائم رہنے کو ہر فرض سے بڑھ کر اہم فرض بتا دیا۔ یہ ہے کفر کہ شریعت محمدیہ سے علاوہ اپنے ایجاد کردہ دین و مذہب پر مضبوطی سے قائم رہنے کی تاکید کی جا رہی ہے۔

● نیز آپ کے اعلیٰ حضرت اپنے ملفوظات، حصہ دوم، مطبوعہ بار چہارم، صفحہ ۳۳ پر فرماتے ہیں ”مولوی امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس حضور سید عالم ﷺ سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لیے جاتے ہیں۔ عرض کی یا رسول اللہ کہاں تشریف لیے جاتے ہیں فرمایا برکات احمد کے جنازے کی نماز پڑھنے۔ الحمد للہ یہ جنازہ مبارک میں نے پڑھایا“ دیکھیے اس عبارت میں آپ کے اعلیٰ حضرت نے رسول خدا ﷺ کو مقتدی بنایا اور خود امام بنے۔ یہ ہے کفر۔ یہ ہے رسول اللہ کی توہین۔ آپ سے ہو سکے تو ان کفروں کو اٹھائیے اور اگر نہ ہو سکے تو میں آپ کو مجبور نہیں کرتا۔ آپ کفر و اسلام کی بحث کو چھوڑیے اور مسئلہ علم غیب پر آجائیے۔ اتنا اور سن لیجیے کہ جو شخص انبیاء علیہم السلام کے لیے ایسی ”قوت مدرکہ“ (وہ قوت جس سے انسان اشیاء کی حقیقت معلوم کر سکے) ثابت کرے جس سے وہ امور غیبیہ کا اسی طرح ادراک کر لیتے ہیں، جس طرح دوسرے لوگ اپنے حواس سے ”امور محسوسہ“ (وہ چیزیں جو محسوس ہو سکے) کو معلوم کر لیتے ہیں، تو بے شک وہ شخص کافر مرتد ہے۔ پھر چاہے اس قوت مدرکہ کو عطیہ خداوندی مانے، خواہ وہ لفظ عطا کی آڑ لے۔ حضرت مولانا شہید کی عبارت تقویۃ الایمان کی جو آپ نے پیش کی تھی یہی مطلب ہے۔

منظور نعمانی کی شیخی

اس کے بعد میں پھر کہتا ہوں کہ حاضرین جلسہ تو مجھے نہیں پہچانتے مگر میرے فاضل

دوست مجھ کو خوب جانتے ہیں۔ مجھے قدرت نے مناظرہ ہی کے لیے پیدا کیا ہے۔ اسی لیے میرے نام کو بھی مناظرے سے مناسبت ہے کہ منظور اور مناظرہ دونوں کے ایک ہی عدد ہیں۔ سنبھل کے رکھنا قدم دشت خار میں مجنوں ÷ کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے علم غیب کی بحث پر آ تو جائیے پھر دیکھئے میرے پاس اس مسئلہ پر ایک ہزار دلائل ہیں۔ جن کا جواب دینا تو الگ رہا، سنتے ہی سنتے آپ گھبرا جائیں گے۔

نوٹ: اس تقریر پر حضرت شیر پیشہ سنت نے فرمایا کہ اس تقریر کا تفصیلی جواب دینے میں مجھے زائد وقت درکار ہے۔ لہذا جب تک میری تقریر ختم نہ ہو، میرا وقت سمجھا جائے اور میری طرف سے منظور صاحب کو بھی اجازت ہے کہ آئندہ تقریروں میں تنگی وقت کا عذر نہ کریں بلکہ جتنے وقت میں جواب ہو سکے اتنا وقت صرف کریں۔ چنانچہ باتفاق فریقین یہ تجویز منظور ہوئی۔

شیر رضا مولانا حشمت علی خاں

میرے مخاطب کی ایک فضول و لغو تقریر آپ لوگوں نے سنی۔ میں آپ لوگوں سے کہتا ہوں کہ آپ لوگ زبان سے کچھ نہ بولیں لیکن کم از کم اپنے اپنے دلوں میں انصاف کریں کہ میرے کسی اعتراض کا بھی منظور صاحب نے جواب دیا؟ اپنے بڑوں کے کسی کفر کو بھی اٹھایا؟ اس مرتبہ آپ نے ایک نئی بات پیش کی کہ جو شخص حضور ﷺ کے لیے قیامت کا علم بھٹائے الہی مانے وہ کافر مرتد ہے۔

■ سنئے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی، سورۃ جن شریف میں صفحہ ۲۰۵ پر وقت وقوع قیامت اور احکام الہیہ کو نبیہ و شرعیہ اور حقائق ذات و

صفات ربانیہ کو غیب مطلق میں داخل فرمایا۔ اس کے بعد آیت کریمہ:-

”فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ“

(پارہ: ۲۹، سورۃ الحج، آیت نمبر: ۲۶-۲۷)

ترجمہ: ”تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا، سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔“ (کنز الایمان) کی تفسیر فرماتے ہیں:-

”پس مطلع نمی کند بر غیب خاص خود هیچ کس را بوجہی کہ رفع تلبیس و اشتباہ خطا، بلکی در اس اطلاع حاصل شود و احتمال خطا و اشتباہ اصلا نماند مگر کسی را کہ پسند میکند و آن کس رسول می باشد خواه از جنس ملک باشد مثل حضرت جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام و خواه از جنس بشر مثل حضرت محمد و موسیٰ و عیسیٰ علیہم الصلوٰت و التسلیمات کہ اورا نظہار بر بعضی از غیوب خاصہ خود میفرماید“

ترجمہ:

”اللہ تعالیٰ اپنے غیب خاص پر کسی کو اس طرح مطلع نہیں فرماتا کہ اس اطلاع میں خطا اور غلطی کا بالکل ازالہ ہو جائے اور خطا و اشتباہ کا احتمال بالکل نہ رہے۔ مگر وہ شخص جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ پسند فرمائے، خواہ وہ فرشتوں میں سے ہو، جیسے حضرت جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام یا انسانوں میں سے ہو، جیسے حضرت محمد و موسیٰ و عیسیٰ علیہم الصلاۃ والسلام کہ ان کو اپنے بعض خاص غیبوں پر مسلط فرمادیتا ہے“

صفحہ: ۲۰۹ پر فرماتے ہیں:-

”اطلاع بر لوج محفوظ بمطالعہ و دیدن نقوش نیز از بعضی اولیاء بتواتر منقول ست“، یعنی ”لوح محفوظ پر مطلع ہونا اور جو کچھ اس میں لکھا ہے، اس کا مطالعہ کرنا بھی بعض اولیاء سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے“

کہیے شاہ صاحب نے اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لیے وقت وقوع قیامت کا علم بعلت الہی ثابت کیا یا نہیں؟ اب بولیں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے فتوے سے معاذ اللہ کافر مرتد ہوئے یا نہیں؟

تفسیر کبیر، جلد ۸، صفحہ ۳۳۰ میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:-

”عَالِمِ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا“ (پارہ: ۲۹، سورۃ الحج، آیت نمبر: ۲۶) اَيُّ وَقْتٍ وَقُوعِ الْقِيَامَةِ مِنَ الْغَيْبِ الَّذِي لَا يُظْهِرُهُ اللَّهُ لِأَحَدٍ، فَإِنْ قِيلَ: فَإِذَا حَمَلْتُمْ ذَلِكَ عَلَى الْقِيَامَةِ فَكَيْفَ قَالَ: إِلَّا مَنْ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ مَعَ أَنَّهُ لَا يُظْهِرُ هَذَا الْغَيْبَ لِأَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ؟ قُلْنَا: بَلْ يُظْهِرُهُ عِنْدَ الْقُرْبِ مِنَ إِقَامَةِ الْقِيَامَةِ، وَكَيْفَ لَا وَقَدْ قَالَ: وَيَوْمَ تَشْقُقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَنَزَلَ الْمَلَائِكَةُ تَنْزِيلًا وَلَا شَكَّ أَنَّ الْمَلَائِكَةَ يَعْلَمُونَ فِي ذَلِكَ الْوَقْتِ قِيَامَ الْقِيَامَةِ“

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:-

”تفسیر الفخر الرازی (التفسیر الکبیر، ومفاتیح الغیب)“ امام فخر الدین محمد رازی، المتوفی: ۵۴۴ھ، جلد نمبر: ۱۵، جزء نمبر: ۳۰، صفحہ نمبر: ۱۶۹، سورۃ جن، آیت نمبر: ۲۶، ۲۷

ترجمہ:

”آیت کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ وقت قیامت کا علم کسی کو نہیں دیتا۔ سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ اور استثنائے مذکور سے دفع شبہ فرماتے ہیں کہ قرب قیامت میں ملائکہ کو حصول علم قرآن سے ثابت ہے۔ تو نفی مطلق کہ وقوع سے پہلے وقت قیامت کا علم کسی کو نہ ملے گا اصلاً صحیح نہیں۔“

بتائیے آپ کے فتوے سے صاحب ”تفسیر کبیر“ معاذ اللہ کافر مرتد ہوئے یا نہیں؟

حضور ﷺ کے لئے تمام معلومات الہیہ کا علم

آپ نے یہ بھی کہا ہے کہ جو شخص حضور اقدس ﷺ کے لیے جمع معلومات الہیہ کا علم محیط بعلت الہی مانے وہ قطعاً یقیناً کافر ہے۔ سنیے حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ”مدارج العبودۃ شریف“، جلد اول، صفحہ: ۵۷ میں فرماتے ہیں:-

”از بعضی صلحا از اہل فضل شنیدہ شد کہ بعضی از عرفا کتابے نوشتہ و در این اثبات کردہ کہ آنحضرت ﷺ را تمامہ علوم الہی معلوم ساختہ بودند۔ و این سخن بظاہر مخالف بسیارے از ادلہ ہست تا قائل آں چہ قصد کردہ باشد“

ترجمہ:

”بعض صالحین اہل فضل سے سنا گیا کہ بعض عارفوں نے ایک کتاب لکھی اور اس میں ثابت کیا ہے کہ حضور انور ﷺ کو تمام معلومات الہی کا علم عطا فرمادیا گیا تھا اور یہ بات بظاہر بہتیری دلیلوں کے خلاف ہے۔ معلوم نہیں، اس قول کے قائل نے کیا مراد لیا ہے“

دیکھیے حضرت شیخ محدث عبدالحق دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعض اولیائے کرام کا یہ مذہب نقل فرمایا۔ پھر ان کی تکفیر نہیں کی بلکہ انہیں عارف حق کہا۔ اب آپ کے فتوے سے معاذ اللہ وہ عرفا تو اجماعی کافر ہوئے۔ حضرت محقق دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو عرفا کہا۔ تو اجماعی کافر کو عارف حق کہہ کر معاذ اللہ آپ کے فتوے سے حضرت شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کافر ہوئے اور ان کو مسلمان کہہ کر، شیخ الحدیث مان کر، آپ بھی کافر ہوئے۔

انبیاء کرام کے لئے قوت مدرکہ کا اعتقاد

آپ نے یہ بھی کہا ہے کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک ”قوت مدرکہ“ عطا فرمائی ہے، جس سے وہ امور غیبیہ کا اس طرح ادراک فرماتے ہیں، جس طرح اور لوگ اپنے حواس سے امور محسوسہ کو ادراک کرتے ہیں۔ وہ قطعاً یقیناً کافر مشرک مرتد ہے اور اسی کو عبارت کفریہ تقویۃ الایمان کا مفاد بتایا۔ خیر غنیمت ہے کہ مدت دراز کے بعد آپ کفر دہلوی کے جواب پر تو آئے۔ اگرچہ دین و ایمان کو جواب دے چکے ہیں۔ اچھا سینے:-

حضرت علامہ عبدالباقی زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب ”زرقانی شرح مواہب لدنیہ“ جلد اول، صفحہ: ۱۹ پر فرماتے ہیں:-

”قَالَ الْغَزَالِيُّ: النَّبِيُّ عِبَارَةٌ عَمَّا يَخْتَصُّ بِهِ النَّبِيُّ وَيُفَارِقُ بِهِ غَيْرَهُ وَهُوَ يَخْتَصُّ بِأَنْوَاعٍ مِنَ الْخَوَاصِّ، أَحَدُهَا: أَنَّهُ يَعْرِفُ حَقَائِقَ الْأُمُورِ الْمُتَعَلِّقَةِ بِاللَّهِ تَعَالَى وَصِفَاتِهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَالذَّارِ الْأُخْرَى عِلْمًا مُخَالَفًا لِعِلْمِ غَيْرِهِ بِكَثْرَةِ الْمَعْلُومَاتِ وَزِيَادَةِ الْكُشْفِ وَالتَّحْقِيقِ، وَثَانِيهَا: أَنَّ لَهُ فِي نَفْسِهِ صِفَةً بِهَا تَبَيَّنَ الْأَفْعَالُ الْخَارِقَةُ لِلْعَادَةِ كَمَا أَنَّ لَنَا صِفَةً تَبَيَّنَ بِهَا الْحَرَكَاتُ الْمَقْرُونَةُ بِإِرَادَتِنَا وَهِيَ الْقُدْرَةُ، ثَالِثُهَا: أَنَّ لَهُ صِفَةً بِهَا يُبْصِرُ الْمَلَائِكَةَ وَيُشَاهِدُهُمْ كَمَا أَنَّ لِلْبَصِيرِ صِفَةً بِهَا يُفَارِقُ الْأَعْمَى، رَابِعُهَا: أَنَّ لَهُ صِفَةً بِهَا يُدْرِكُ مَا سَيَكُونُ فِي الْغَيْبِ“

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:-

”شرح العلامة الزرقانی علی المواہب اللدنیہ بالمنح المحمدیة“ - مصنف:- علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی، التونی: ۹۲۳ھ، مطبوعہ: دارالکتب العلمیة، بیروت - لبنان، سن طباعت: ۱۴۱۷ھ، ۱۹۹۶ء، جلد نمبر: ۱، صفحہ نمبر: ۴۰

ترجمہ:

”امام محمد غزالی قدس سرہ نے فرمایا کہ نبوت سے وہ وصف مراد ہے جو نبی

کے ساتھ خاص ہوتا ہے اور جس کے سبب نبی غیروں سے ممتاز ہوتا ہے اور اس وصف میں چند قسم کے خاصے داخل ہیں۔ ایک یہ کہ جو امور اللہ عز وجل اور اس کی صفات اور فرشتوں اور آخرت کے ساتھ متعلق ہیں، نبی ان کی حقائق کا عارف ہوتا ہے اور دوسروں کے علم کو کثرت معلومات اور زیادتی کشف و تحقیق میں اس سے کچھ نسبت نہیں۔ دوسرے یہ کہ انکی ذات میں ایک ایسا وصف ہے جس سے افعال خارقہ عادت یعنی معجزات پورے ہوتے ہیں جس طرح کہ ہمیں ایک وصف قدرت کا ایسا حاصل ہے جس سے ہمارے حرکات ارادیہ پورے ہوتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل ہے جس سے ملائکہ کو دیکھتا ہے اور ان کا مشاہدہ کرتا ہے۔ جس طرح پینا کو ایک وصف حاصل ہے، جس کے باعث وہ ناپینا سے ممتاز ہوتا ہے۔ چوتھے یہ کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل ہے جس سے وہ غیب کی آئندہ باتوں کو معلوم فرماتا ہے۔“

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام غزالی قدس سرہ کا یہ کلام مبارک نقل فرما کر مقرر رکھا۔ اب کہیے آپ کے فتوے سے معاذ اللہ علامہ زرقانی و امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما دونوں قطعی یقینی کافر مشرک ہوئے یا نہیں؟

دیوبندی مناظر مولوی منظور نعمانی نے دیدہ دلیری سے جھوٹ بولا

”موضوعات کبیر“ میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی نقل کی ہوئی عبارت کو آپ نے کمال دیدہ دلیری امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف نسبت کر دیا اور آپ کو مجمع عام میں ایسا کھلا جھوٹ بولتے ہوئے شرم نہ آئی۔ سنی ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے یہاں

”فصل و قد سنل ابن القیم الجوزیة“ سے آخر کتاب تک چودہ ورق کامل ابن القیم بد مذہب گمراہ سے نقل کیے ہیں اور جہاں اس کے رد وغیرہ کے لیے خود کچھ بڑھایا، اسے ”قُلْتُ“ کہہ کر متمیز کر دیتے ہیں۔ پھر ”قال“ یا ”فصل“ سے اسی کا کلام نقل کرنے لگتے ہیں۔ یہاں بھی یہی ہے۔ فصل سے ابن القیم کا کلام نقل کیا کہ حدیث جب قرآن عظیم کے مخالف ہو، موضوع ہے اور اس کی مثال اس نے اس حدیث سے دی کہ دنیا کی عمر سات ہزار برس ہے اور ہم ہزار ہفتم میں ہیں۔ ابن القیم کا یہ قول رد کرنے کے لیے علی قاری نے ”قُلْتُ“ کہہ کر فرمایا کہ امام جلال الدین سیوطی نے ایک مستقل رسالہ میں اس حدیث کی تحقیق کی ہے۔ جس کا حاصل یہ کہ حدیث قرب قیامت بتاتی ہے اور آیتوں میں خاص تعین وقت کی نفی ہے۔ تو حدیث مخالف قرآن نہ ہوئی۔ اس رسالہ کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ امت پندرہ سو برس سے نہ بڑھے۔ پس اس قدر امام جلیل سیوطی سے لائے۔ اس کے بعد پھر بدستور ”قال“ لکھ کر ”وَقَدْ جَاهَرَ بِالْكَذْبِ“ سے بد مذہب ابن القیم کا قول لکھا۔ پھر ”وَالْمُنَافِقُونَ جِبْرَانُهُ فِي الْمَدِينَةِ“ تک اس کا کلام نقل کر کے، اس پر رد کے لیے ”قُلْتُ“ کہہ کر فرمایا ”وَمَنْ اِعْتَقَدَ تَسْوِيَةَ عِلْمِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ يَكْفُرُ اِجْمَاعًا“ یعنی ”جو شخص اللہ و رسول دونوں کے علم کی برابری و مساوات کا قائل ہو وہ اجماعاً کافر ہے“ اور برابری جیسی ہوگی کہ معاذ اللہ علم الہی کی طرح علم نبوی کو بھی واجب للذات و قدیم و ذاتی مانا جائے۔ تو اس عبارت میں ابن القیم پر رد فرمایا کہ جو شخص حضور اقدس ﷺ کے لیے تمام معلومات الہیہ کا علم محیط بطن اعطائے الہی مانے اس نے علم نبوی کو علم الہی کے برابر ہرگز نہ مانا۔ تو وہ ہرگز کافر نہیں۔ پھر ”قال“ کہہ کر آخر تک اسی بد مذہب ابن القیم کا کلام نقل فرمایا۔ سنبھلی صاحب! یا تو آپ کی جہالت فاحشہ ہے ورنہ تہمت ملعونہ۔ فَإِنْ كُنْتَ لَا تَدْرِي فَبِنِكَ مُصِيبَةٌ وَإِنْ كُنْتَ تَدْرِي فَالْمُصِيبَةُ أَكْثَرُ۔ (یعنی:۔ اگر تو نہیں جانتا، تو یہ مصیبت ہے اور اگر تو جانتا ہے، تو یہ بڑی مصیبت ہے۔)

آپ نے تفسیر خازن کا بھی حوالہ دیا ہے حالانکہ اسی تفسیر خازن میں آیت کریمہ ”خَلَقَ الْإِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ“ (پارہ: ۲۷، سورۃ الرحمن، آیت نمبر: ۳، ۴) ترجمہ:- ”انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا، ماکان وما یكون کا بیان انہیں سکھایا۔“ (کنز الایمان) کی تفسیر یوں ہے:-

”خَلَقَ الْإِنْسَانَ أَى مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ه
عَلَّمَهُ الْبَيَانَ أَى بَيَانَ مَا كَانَ وَمَا سَيَكُونُ“

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:-

”لباب التأویل فی معانی التنزیل“ - (تفسیر خازن) مصنف:-
علامہ علاء الدین علی بن محمد الخازن، المتوفی: ۴۱۱ھ، مطبوعہ: دارالکتب
العلمیہ، بیروت - لبنان، سن طباعت: ۱۴۱۵ھ، ۱۹۹۴ء، جلد نمبر: ۴، صفحہ
نمبر: ۲۲۵

ترجمہ:

”رحمن جل مجدہ نے انسان کامل یعنی محمد ﷺ کو پیدا کیا اور حضور کو جو کچھ
ہو چکا، جو کچھ ہو رہا ہے، جو کچھ ہوگا، سب کا بیان سکھایا۔“

■ اسی تفسیر خازن میں آیت کریمہ ”وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٌ“ (پارہ: ۳۰، سورۃ
التکویر، آیت نمبر: ۲۳) ترجمہ:- ”اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔“ (کنز الایمان) کی
تفسیر یوں فرمائی:-

”أَى يَأْتِيهِ عِلْمُ الْغَيْبِ فَلَا يَبْخُلُ بِهِ عَلَيْكُمْ وَيُخْبِرُكُمْ بِهِ“

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:-

”لباب التأویل فی معانی التنزیل“ - (تفسیر خازن) مصنف:- علامہ
علاء الدین علی بن محمد الخازن، المتوفی: ۴۱۱ھ، مطبوعہ: دارالکتب العلمیہ،
بیروت - لبنان، سن طباعت: ۱۴۱۵ھ، ۱۹۹۴ء، جلد نمبر: ۴، صفحہ نمبر: ۳۹۹

ترجمہ:

”اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور محمد ﷺ پر بخیل نہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ
حضور کو جو غیب کا علم آتا ہے، تو حضور اس کے بارے میں تم پر بخیل نہیں
فرماتے بلکہ تم کو بھی سکھاتے ہیں۔“

آپ ان تفسیروں کی وہ عبارتیں تو مانتے ہیں، جو آپ کے نزدیک آپ کے مدعاے
باطل کی مؤید ہیں اور ان عبارات کو کیوں نہیں مانتے، جو صاف و صریح آپ کے دعویٰ فاسدہ کا
رد و ابطال فرما رہی ہیں۔ ہمارے نزدیک تو دونوں قسم کی عبارتیں حق ہیں۔ عبارت نفی سے یہ
مراد کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو ذاتی علم غیب نہیں اور عبارات اثبات کا یہ مفاد کہ اللہ تعالیٰ کی عطا
سے اس کے محبوب کو بھی علم غیب ہے۔ تو معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے آپ ان
تفسیر اور کتب اسلامیہ کا نام لیتے ہیں اور درحقیقت آپ اسمعیل دہلوی پر ایمان لائے ہوئے
ہیں۔ آپ کے نزدیک جو آیت یا حدیث دہلوی کے موافق ہوتی ہے، اس کو مان لیتے ہیں اور
جو ارشاد الہی و فرمان نبوی اس کے خلاف ہوتا ہے، اس سے کفر کرتے ہیں۔

■ سینے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

”وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا“

(پارہ: ۵، سورۃ النساء، آیت نمبر: ۱۱۳)

ترجمہ: ”اے محبوب! اللہ تعالیٰ نے تم کو سکھا دیا، جو کچھ تم نہیں جانتے تھے اور تم پر اللہ کا فضل عظیم ہے۔“

آپ ”مَا كَانَ وَمَا يُكُونُ“ میں سے جس چیز کے متعلق کہیں کہ اس کو حضور نہیں جانتے تھے، وہ اس ”مَا“ کے عموم میں داخل ہے اور اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا علم بھی حضور کو دیا۔ وقت وقوع قیامت کو حضور جانتے تھے یا نہیں؟ اگر کہیے ہاں تو فیصلہ ہو گیا اور اگر کہیے نہیں، تو ”مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ“ میں داخل ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”جو کچھ تم نہیں جانتے تھے ہم نے تم کو سکھا دیا“ تو وقت وقوع قیامت کا علم بھی حضور کے لیے آیت کریمہ نے ثابت فرما دیا۔ اب بتائیے اس آیت کریمہ پر آپ کا ایمان ہے یا نہیں؟

■ ”مشکوٰۃ شریف“، باب المساجد، صفحہ: ۶۹ پر ایک حدیث شریف ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

”رَأَيْتُ رَبِّي عَزَّوَجَلَّ فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ. قَالَ: فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قُلْتُ: أَنْتَ أَعْلَمُ، قَالَ: فَوَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ نَدْيِي فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَتَلَا: (وَكَذَلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَنَّ مِنَ الْمُوقِنِينَ)“

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:-

”مشكاة المصابيح“، علامہ محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی، التوتوی
: ۴۰، ۷، کتاب الصلاة، باب المساجد ومواضع الصلاة، مطبوعہ: المكتبة
الاسلامی، بیروت۔ جلد نمبر: ۱، فصل نمبر: ۲، حدیث نمبر: ۷۲۵، صفحہ نمبر: ۲۲۵

ترجمہ:

”میں نے اپنے رب عزوجل کو نہایت اچھی تجلی میں دیکھا۔ اس نے

پوچھا فرشتے کس بات پر باہم بحث کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کی: تو ہی جاننے والا ہے۔ فرمایا کہ پھر میرے رب عزوجل نے اپنا دست رحمت میرے دونوں شانوں کے بیچ میں رکھا، تو میں نے اس کے فیض پہنچنے کی سردی اپنے دونوں پستانوں کے درمیان پائی۔ تو جان لیا میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور حضور ﷺ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی ”وَكَذَلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ“ یعنی:- ”اور اسی طرح ہم ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہت دکھاتے ہیں اور اس لیے کہ ان کے عرفان و ایقان میں ترقی ہو۔“

■ حضرت شیخ محقق و محدث شاہ عبدالحق دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ”اشعۃ اللمعات“ مطبوعہ کلکتہ صفحہ: ۲۶۲ میں اس حدیث شریف کی مراد بیان فرماتے ہیں:-

”عبارت ست از حصول تمامہ علوم جزوی و کلی واحاطہ آن“

یعنی:- ”اس فرمان سے حضور اقدس ﷺ کی یہ مراد ہے کہ حضور کو تمام جزوی و کلی علوم حاصل ہو گئے اور حضور نے ان سب کا احاطہ فرمایا۔“

- کہیے علم قیامت بلکہ جملہ علوم شمس بلکہ جملہ علوم ماکان وما یکون، سب کے سب اس تمامہ علوم جزوی و کلی میں داخل ہیں یا نہیں؟
- پھر حدیث شریف نے حضور علیہ الصلاة والسلام کے لیے ان سب کا علم محیط ثابت کیا یا نہیں؟
- اس حدیث شریف نے آیت کریمہ ”وَكَذَلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ“ میں

”ذلك“ کا مثلاً الیہ بھی بتا دیا کہ وہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی ذات اقدس ہے یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے محبوب! جس طرح ہم تم کو اپنی ساری سلطنت کا مشاہدہ کر رہے ہیں، اسی طرح ہم ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہت دکھا رہے ہیں۔

■ اس آیت کریمہ کی تفسیر احادیث سے میں پہلے سنا چکا ہوں۔ اسی آیت کریمہ کی تفسیر علامہ نظام الدین حسین نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر ”رغائب الفرقان“ جلد ۷: صفحہ: ۱۵۴ پر یوں فرماتے ہیں:-

”أَنَّ الْإِطْلَاعَ عَلَى تَفَاصِيلِ آثَارِ حِكْمَةِ اللَّهِ تَعَالَى فِي كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْ مَّخْلُوقَاتِ هَذِهِ الْعَوَالِمِ بِحَسَبِ اجْتِنَابِهَا وَأَنْوَاعِهَا وَأَصْنَافِهَا وَأَشْخَاصِهَا وَعَوَارِضِهَا وَلَوْ أَحَقَّهَا كَمَا هِيَ، لَا تَحْصُلُ إِلَّا لِأَكْبَرِ الْأَنْبِيَاءِ وَلِهَذَا قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دُعَائِهِ (أَرِنِي الْأَشْيَاءَ كَمَا هِيَ)“

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:-

”غرائب القرآن و رغائب الفرقان“۔ علامہ نظام الدین حسن بن محمد نیشاپوری، المتوفی: ۸۵۰ھ، مطبوعہ: دارالکتب العلمیہ، بیروت۔ لبنان، سن طباعت: ۱۴۱۶ھ، جلد نمبر: ۳، سورۃ انعام، آیت: ۴ تا ۸۳، صفحہ نمبر: ۱۰۵

ترجمہ:

”ان عالموں کی تمام مخلوقات خواہ وہ جنس ہوں یا نوع ہوں یا صنف ہوں یا شخص ہوں یا کسی شے کے عوارض و لواحق ہوں، ان میں سے ہر

ایک کے اندر جو اللہ تعالیٰ کی حکمت کی نشانیاں ہیں، ان کی تفصیلوں پر اطلاع انہیں اکابر کو حاصل ہوتی ہے، جو انبیاء ہیں۔ علیہم الصلاۃ والسلام۔ اسی لیے حضور سید عالم ﷺ نے دعا فرمائی کہ الہی مجھ کو تمام چیزیں جیسی وہ ہیں، دکھا دے۔“

- اب بولے جملہ مخلوقات کے تمام اقوال و اعمال و افعال و اشغال و احوال روز اول سے روز آخر تک سب کے سب ان الفاظ ”أَجْنَسِيهَا وَأَنْوَاعِهَا وَأَصْنَافِهَا وَأَشْخَاصِهَا وَعَوَارِضِهَا وَلَوْ أَحَقَّهَا“ کے عموم میں داخل ہیں یا نہیں؟
- بتائیے علامہ نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے فتویٰ سے معاذ اللہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ دوستی کے پردے میں دشمنی اور تعظیم کے بہانے سے توہین کر کے، کافر مرتد اور استغیاب دہلوی کے فتویٰ سے کافر مشرک ہوئے یا نہیں؟
- یہی مضمون تھوڑے تغیر کے ساتھ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ”تفسیر کبیر“ میں بھی تحریر فرمایا۔
- ”مشکوٰۃ شریف“، باب المعجزات، صفحہ: ۵۴۱ پر حدیث شریف ہے:-

”جَاءَ ذَنْبٌ إِلَى رَاعِي غَنَمٍ فَأَخَذَ مِنْهَا شَاةً، فَطَلَبَهُ الرَّاعِي حَتَّى انْتَزَعَهَا مِنْهُ، قَالَ: فَصَعِدَ الذَّنْبُ عَلَى تَلٍّ فَاقْفَى وَاسْتَقَرَّ، وَقَالَ: قَدْ عَمِدْتُ إِلَى رِزْقِ رَزَقِيهِ اللَّهُ أَخَذْتُهُ، ثُمَّ انْتَزَعْتُهُ مِنِّي؟ فَقَالَ الرَّجُلُ: تَاللَّهِ إِنْ رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ ذَنْبٌ يَتَكَلَّمُ، فَقَالَ الذَّنْبُ: أَعْجَبُ مِنْ هَذَا رَجُلٌ فِي النَّحْلَاتِ بَيْنَ

الْحَرْتَيْنِ، يُخْبِرُكُمْ بِمَا مَضَىٰ وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ بَعْدَكُمْ، قَالَ: فَكَانَ الرَّجُلُ يَهُودِيًّا، فَجَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَدَّقَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:-

”مشكاة المصابيح“، علامہ محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی، التوفیٰ ۷۴۰ھ، مطبوعہ: المکتب الاسلامی، بیروت، کتاب الفصائل والشمال، باب فی الحجرات، جلد نمبر: ۳، فصل نمبر: ۲، حدیث نمبر: ۵۹۲۷، صفحہ نمبر: ۱۶۶۶

ترجمہ:

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بھیڑیا بکریوں کے ایک چرواہے کی طرف آیا اور اس نے بکریوں کے ریوڑ میں سے ایک بکری پکڑی۔ چرواہے نے اس بھیڑیے کو ڈھونڈھا۔ یہاں تک کہ اس بکری کو اس سے چھڑا لیا۔ فرماتے ہیں کہ پھر وہ بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ گیا اور اپنی دم کو اپنے دونوں پاؤں کے درمیان دبا کر بیٹھ گیا اور کہا کہ میں نے اس رزق کا ارادہ کیا جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا تھا۔ میں نے اس کو پکڑ لیا پھر تو نے اس کو مجھ سے چھین لیا۔ چرواہے نے کہا خدا کی قسم میں نے آج کا سا معاملہ کبھی نہ دیکھا کہ بھیڑیا باتیں کر رہا ہے۔ بھیڑیا بولا کہ اس سے زائد تعجب ہے کہ ایک صاحب ان دونوں سنگستانوں کے درمیان کھجور کے درختوں یعنی مدینہ طیبہ میں تشریف فرما ہیں کہ وہ تم کو ان باتوں کی جو تم سے پہلے ہو چکیں اور ان باتوں کی جو تمہارے بعد

ہونے والی ہیں، سب کی خبر دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ وہ چرواہا یہودی تھا۔ یہ واقعہ دیکھ کر حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور حضور کو اس واقعہ کی خبر دی اور مسلمان ہو گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کی خبر کی تصدیق فرمائی۔“

ایک وہ زمانہ تھا کہ کفار حضور اقدس ﷺ کے معجزہ علم غیب کو دیکھ کر مسلمان ہو جایا کرتے تھے۔ افسوس کہ آج یہ زمانہ ہے کہ مسلمان کہلانے والے حضور انور ﷺ کے اس معجزہ مقدس کا انکار کر رہے ہیں۔ اس حدیث شریف سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جانور بھی حضور اکرم ﷺ کے علم کا مان و ما یون پر ایمان رکھتے ہیں۔ تو جو شخص انسانیت کا مدعی ہو کر اس کا منکر ہو، وہ جانور سے بھی بدتر اور ”اِنَّ هُمْ اِلَّا كَاِلَانِعَامٍ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا“ (پارہ: ۱۹، سورہ الفرقان، آیت نمبر: ۲۴) ترجمہ:- ”وہ تو نہیں مگر جیسے چوپائے بلکہ ان سے بھی بدتر گمراہ۔“ (کنز الایمان) کا مصداق ہوا یا نہیں؟

قلب انور کو شیشے سے تشبیہ کا جواب

آپ نے حضور اطہر ﷺ کے قلب انور کو شیشے سے اور دنیوی علوم کو مکھیوں سے تشبیہ دی اور کہا کہ حضور کے لیے دنیوی علوم کا بھی ثابت کرنا ایسا ہے جیسے کہا جائے کہ شیشے میں مکھیاں بھری ہوئی ہیں۔ میں کہتا ہوں آخر اس قدر بدحواسی کیوں ہے؟ معلوم کے برے ہونے سے علم بُرا نہیں ہو سکتا۔

- ① بتائیے علم الہی جل و علا علم نبوی ﷺ سے بھی زیادہ پاک و منزہ ہے یا نہیں؟
- ② پھر آپ کے نزدیک مکھیوں، مچھروں، زانیوں، شرابیوں، جوار یوں اور ان کے تمام افعال و احوال کو علم الہی محیط ہے یا نہیں؟

- اگر ہے، تو آپ نے شیشہ علم الہی میں کھیاں بھری ہوئی مان کر خدا کی توہین کی یا نہیں؟
- اور خدا کی توہین کر کے آپ کافر ہوئے یا نہیں؟
- اور اگر نہیں یعنی یہ علوم آپ خدا کے واسطے نہیں مانتے۔ تو آپ خدا کو جاہل بنا کر کافر ہوئے یا نہیں؟ آپ کے اگلے پچھلے دونوں راستے بند ہو گئے۔
- یہ بھی بتائیے کہ آپ کے نزدیک حضور اکرم ﷺ کو کیا دنیا کی کسی ایک بات کا بھی علم نہیں؟
- اٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا، پہننا، اوڑھنا، سونا، جاگنا، لوگوں کا آنا۔ جانا، کفار کے کلمات کفریہ، شاعروں کے شعر، جو حضور کے سامنے پڑھے گئے، کیا ان سب چیزوں میں سے کسی بات کا مطلقاً حضور کو علم نہ ہوا؟ اگر ایسا ہے تو اس سے بڑھ کر حضور والا ﷺ کی کیا توہین ہوگی؟
- یہ بھی آپ کا کفر ہوگا اور اگر آپ کہیں کہ دنیا کی تمام باتوں کا تو حضور کو علم نہیں۔ البتہ بقدر ضرورت بعض دنیوی علوم حضور کو حاصل ہیں۔ جیسا کہ آپ اپنی تقریر میں کہہ چکے ہیں۔
- تو آپ نے اپنے قول کی بنا پر تسلیم کر لیا کہ شیشہ قلب محمدی پر کھیاں ضرور بیٹھی ہیں۔ اگرچہ بہت نہیں تھوڑی ہیں۔ کہیے آپ نے اپنے قول کی بنا پر بھی حضور کی توہین کی یا نہیں؟ اور آپ کافر ہوئے یا نہیں؟ لیجیے دوبارہ آپ کے دونوں راستے بند ہو گئے۔
- آپ نے کہا کہ اصطلاح شریعت میں دنیوی باتوں کے علوم کو علم نہیں کہتے۔ اس پر آپ نے کوئی دلیل پیش نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”اِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ“ (پارہ: ۲۵، سورہ الشوری، آیت نمبر: ۱۲) ”بے شک اللہ تعالیٰ ہر شے کا جاننے والا

ہے۔“ کہیے ہر شے میں دنیوی اشیاء بھی داخل ہیں یا نہیں؟ پھر کیا اس آیت کریمہ سے دنیوی چیزوں کا علم بھی اللہ عزوجل کے لیے ثابت ہوا یا نہیں؟ کیا قرآن پاک کا محاورہ اصطلاح شریعت نہیں؟

میرا دین کے ضمن میں سرکارِ اعلیٰ حضرت پر اعتراض کا جواب

آپ نے بطور معارضہ بالقلب اپنے اکابر کا کفر اٹھانے سے عاجز ہو کر معاذ اللہ حضور پر نور، مرشد برحق، امام اہل سنت، مجدد دین ملت، سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر الزام کفر دیا ہے۔ اس پر ہمیں تعجب نہیں۔ فرعون ملعون نے سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کہا تھا ”اَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ“ یعنی ”معاذ اللہ تم کافر ہو۔“

آج اگر فرعون کی ذریت جلال موسوی کے مظہر، وارث الانبیاء کو کافر کہے، تو کیا تعجب ہے؟ احکام عملیہ کا نام شریعت ہے اور اعتقادات کا نام دین ہے۔ بدیہیات شرعیہ میں سے ہے کہ احکام شریعت بقدر وسعت ہیں۔ ”لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اَلًا وَّ سَعَهَا“ (پارہ: ۳، سورہ البقرہ، آیت نمبر: ۲۸۶) ترجمہ:- ”اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔“ (کنز الایمان) مگر ضروریات دینیہ پر ایمان ہر وقت ضروری ہے۔ اس میں حتی الامکان کی شرط نہیں۔ ”اَلَا مِّنْ اٰكْرِهٍ وَّ قَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْاٰمِنَانِ“

حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ازراہ محبت، دین اسلام کو اپنا دین فرمایا، اس کو آپ کفر بتاتے ہیں۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ کا دین اسلام ہے یا نہیں؟ اگر کہیے نہیں، تو بحکم شریعت آپ کافر ہوئے اور اگر کہیے ہاں، تو اسلام کو آپ نے اپنا دین کہا اور دین کو اپنی طرف اضافت کرنے کے معنی آپ کے نزدیک یہ ہیں کہ آپ کا گڑھا ہوا ہے۔ تو اسلام کو اپنا ایجاد کردہ دین بنا کر آپ کافر ہوئے۔ پھر آپ کے دونوں راستے بند ہو گئے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر مسلمان کو دین اسلام سے محبت ہے۔ اس لیے وہ اسلام کو اپنا دین کہتا ہے۔ آپ کو اسلام سے عداوت ہے۔ لہذا آپ کو اسلام سے امام اہلسنت کی محبت، کفر معلوم ہوئی۔

احادیث صحیحہ میں ہے کہ جب مردہ قبر میں جاتا ہے، تو منکر نکیر آ کر سوال کرتے ہیں ”مَنْ رَبُّكَ“ تیرا رب کون ہے؟ ”مَا دِينُكَ“ تیرا دین کیا ہے؟ آپ کے قول پر یہ مطلب ہوا کہ نکرین علیہا الصلاة والسلام مردے سے اسلام کے علاوہ خود اس کا گڑھا ہوا دین پوچھتے ہیں۔ یوں نہیں کہتے کہ ”عَلَىٰ آيٍ دِينٍ كُنْتُ“ تو کس دین پر تھا۔ بلکہ یہی کہتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ آپ تو اُس کے جواب میں یہی کہہ دیں گے کہ ”لَا دِينَ لِي“ ”میرا کوئی دین نہیں۔“ مگر مردہ مسلمان ہے، تو وہ یہ نہیں کہتا کہ اَنَا عَلَىٰ دِينِ الْإِسْلَامِ۔ ”میں دین اسلام پر ہوں۔“ بلکہ وہ جواب بھی یہی دیتا ہے کہ ”دِينِي الْإِسْلَامُ“ یعنی ”میرا دین اسلام ہے۔“ بتائیے آپ نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر الزام کفر دے کر، منکر و نکیر علیہا السلام کو بھی کافر کہا یا نہیں؟ اور آپ کافر ہوئے یا نہیں؟ اس کا مزہ تو محشر سے پہلے قبر میں نکیرین علیہا الصلاة والسلام خوب چکھائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ملفوظ شریف کی عبارت پر اعتراض کا جواب

”ملفوظ شریف“ کی عبارت پر آپ کا اعتراض ایک مستقل کفر ہے۔ آپ نے حضور اقدس ﷺ کو اپنے اوپر قیاس کیا کہ اگر نماز قائم ہو، امام نماز پڑھا رہا ہو اور ہم اسی نماز میں شریک ہونا چاہیں، تو ہمیں مقتدی بننے کے سوا چارہ نہیں۔ اسی طرح جب اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور حضور علیہ الصلاة والسلام نے بھی اسی نماز میں شرکت فرمائی، تو حضور نے بھی اقتدا ہی فرمائی ہوگی کیونکہ حضور بھی تو ہمارے ہی جیسے ایک انسان

ہیں۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ) مگر آپ کو معلوم نہیں، اہلسنت کا ایمان ہے کہ حضور اقدس ﷺ اپنی ہر شان میں بے مثل و بے مثال، عدیم النظیر، ممنوع المثل ہیں۔ سرکار کی خصوصیت ہے کہ نماز قائم ہو چکی ہو، امام نماز پڑھا رہا ہو اور حضور اسی نماز میں شرکت فرمانا چاہیں، تو حضور ہی امام ہونگے اور وہ امام عین حالت امامت میں حضور کا مقتدی ہو جائے گا۔ وہ ایسی بلند و بالا سرکار ہے، جہاں امام بھی مقتدی بن جاتے ہیں۔ وہ سارے جہان کے امام ہیں۔ اگلے پچھلے تمام اماموں کے امام ہیں۔ ایسا واقعہ زمانہ اقدس میں ہو چکا ہے۔ اگر آپ کو شبہ ہو تو ابھی بخاری شریف و مدارج النبوة شریف سے میں دکھا سکتا ہوں۔ تو ”ملفوظ شریف“ کی عبارت کا یہ مطلب ہوا کہ الحمد للہ میں نے لوگوں کی امامت کی اور حضور علیہ الصلاة والسلام میرے امام بنے۔ کیسے اس عبارت پر اعتراض کر کے آپ کا ایک اور کفر ظاہر ہوا یا نہیں؟

■ اخیر تقریر میں اتنا اور سن لیجیے کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب ”شرح شفا“ قاضی عیاض“ جلد: ۳، صفحہ: ۴۶۴ میں فرماتے ہیں:-

”لَا نَ رُوْحَهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاضِرٌ فِي بُيُوتِ أَهْلِ الْإِسْلَامِ“

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:-

”شرح الشفا“، علامہ ملا علی قاری، المتوفی: ۱۰۱۴ھ، مطبوعہ: دارالکتب العلمیة، بیروت۔ لبنان، سن طباعت: ۱۴۲۱ھ، فصل فی المواطن التي تستحب فيها الصلاة والسلام على رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ويرغب فيها، قسم: ۲، باب: ۴، جلد نمبر: ۲، صفحہ نمبر: ۱۱۸

ترجمہ:

”جب اپنے گھروں میں داخل ہوا کرو تو یوں عرض کیا کرو ”السَّلَامُ“

عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، یعنی ”اے نبی آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔“ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح مقدس ہر ہر مسلمان کے گھر میں تشریف فرما ہے۔“

○ کہیے جب حضور اکرم ﷺ ہر مسلمان کے گھر میں جلوہ افروز ہیں۔ تو ہر مسلمان کے گھر میں جو کچھ نیک و بد اعمال اچھے بُرے احوال ہوتے ہیں، سب حضور کے پیش نظر ہوئے یا نہیں؟

○ کہیے ملا علی قاری پر آپ کا کیا فتویٰ ہے؟

■ علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی ”تفسیر روح البیان“ شریف جلد سوم: صفحہ: ۱۰۸ میں فرماتے ہیں:-

”وَفِي الْحَدِيثِ: (سَأَلَنِي رَبِّي) أَي لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ (فَلَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ أُجِيبَهُ فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيْ بِلَا تَكْثِيفٍ وَلَا تَحْدِيدٍ) أَي يَدَ قُدْرَتِهِ لِأَنَّهُ سُبْحَانَهُ مُنَزَّهٌ عَنِ الْجَارِحَةِ (فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا فَأَوْرَثَنِي عُلُومَ الْأَوْلِيَيْنِ وَالْآخِرِينَ وَعَلَّمَنِي عُلُومًا شَتَّى، فَعَلِمْتُ أَخَذَ عَلَيَّ كِتْمَانَهُ إِذْ عَلِمْتُ أَنَّهُ لَا يَقْدِرُ عَلَيَّ حَمَلِهِ غَيْرِي، وَعَلِمْتُ خَيْرِنِي فِيهِ، وَعَلِمْتُ أَمْرِنِي بِتَبْلِيغِهِ إِلَى الْعَامِ وَالْخَاصِّ مِنْ أُمَّتِي وَهِيَ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ وَالْمَلَكُ)“

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:-

”تفسیر روح البیان“ علامہ اسماعیل حقی، التوفی: ۱۱۳ھ، مطبوعہ: دار احیاء التراث، بیروت۔ لبنان، سن طباعت: ۱۴۲۱ھ، جلد نمبر: ۴، سورۃ یوسف، آیت: ۱، صفحہ نمبر: ۲۷۱

ترجمہ:

”حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ میرے رب نے مجھ سے پوچھا (یعنی معراج کی رات) تو میں اس کا جواب نہ دے سکا، تو اللہ تعالیٰ نے اپنا دست کرم میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے (یعنی کہ اپنا دست قدرت، اس لئے کہ اللہ رب العزت اعضاء سے پاک ہے) تو میں نے اس کی ٹھنڈک محسوس کی، جس کے سبب اس نے مجھے تمام علوم اولین و آخرین عطا کر دیے، اور مجھے مختلف علوم سکھا دیے، ان میں سے ایک وہ علم ہے کہ جس کے چھپانے کا مجھ سے عہد لیا، اس لئے کہ یہ ایسا علم ہے کہ جس کو میرے علاوہ کوئی اور برداشت نہیں کر سکتا، اور ایک علم وہ ہے کہ جس کے تعلق سے مجھے بتانے نہ بتانے کا اختیار دیا، اور ایک علم وہ ہے کہ جس کو میری امت کے ہر خاص اور عام تک پہنچانے کا حکم دیا گیا، یعنی کہ انسانوں، جناتوں اور فرشتوں تک“

■ اسی مضمون کو حضرت شیخ محقق دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدارج النبوة شریف، جلد اول، صفحہ: ۱۹۳ پر یوں فرماتے ہیں:-

■ نیا ایڈیشن:- مرکز اہلسنت برکات رضا۔ پور بندر۔ جلد: ۱، صفحہ: ۱۶۸

”پس نزدیک گردانید مرا۔ خود پروردگار من و چنان شدم کہ فرمودہ است ”ثُمَّ دَنَىٰ فَتَدَلَّىٰ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ“ وپرسید از من پروردگار من چیزے پس تنواستم کہ جواب گویم۔ پس نہاد دست قدرت خود در میان دو شانہ من بے تکلیف و بے تحدید۔ پس یا تم برد آزار اور

سینہ خود۔ پس داد مرا علم اولین و آخرین و تعلیم کرد انواع علم را علمے بود کہ عہد گرفت از من کتمان آنرا کہ بارہ پچکس گلویم پچکس طاقت برداشتن آن ندارد جز من۔ و علمے دیگر بود کہ مخیر گردانید در اظہار و کتمان آن و علمے بود کہ امر کرد مرا بہ تبلیغ آن بخاص و عام از امت من“

ترجمہ:

”اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے سے نزدیک کیا اور میں ایسا ہو گیا جیسا کہ اس نے فرمایا ہے۔ ”ثُمَّ دَنَىٰ فَتَدَلَّىٰ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ“ اور مجھ سے میرے رب نے کچھ باتیں پوچھیں۔ جن کا میں جواب نہ دے سکا۔ تو اس نے بغیر کسی کیفیت و حد کے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا۔ جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی۔ تو اس نے مجھ کو تمام اگلوں اور تمام پچھلوں کے سب علوم دیے اور مجھ کو تین قسم کے علوم عطا فرمائے۔ ایک قسم کے وہ علوم تھے، جن کے چھپانے کا مجھ سے عہد لیا کہ کسی سے نہ کہوں اور میرے سوا کوئی ان کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اور ایک قسم کے وہ علوم تھے، جن کے چھپانے اور ظاہر کرنے کا مجھے اختیار دیا اور ایک قسم کے وہ علوم تھے، جن کو میری امت میں سے ہر خاص و عام تک تبلیغ کرنے کا مجھے حکم دیا۔“

○ کہیے اب بھی حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم ماکان وما یکون پر ایمان لائیے گا یا نہیں؟

■ آپ نے مجھے بے حواس کہا۔ لیکن آپ کے مقتدا اسمعیل دہلوی نے تو تقویۃ

الایمان، صفحہ: ۶۴ میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں لکھا ”مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے“ یہ بھی بارگاہ رسالت کی توہین ہے اور حضور کی توہین کفر ہے۔ تو اگر مجھے آپ بے حواس کہیں، تو مجھ کو کیا جائے شکایت ہو سکتی۔

نوٹ: تقویۃ الایمان کی مندرجہ بالا عبارت جدید ایڈیشن میں:-

مطبوعہ:- دار السلفیہ۔ بمبئی۔ سن طباعت جون ۲۰۰۸ء، صفحہ نمبر: ۹۲

منظور نعمانی کی شیخی کا منہ توڑ جواب

آپ نے پھر فخر یہ کہا ہے کہ مناظرہ اور منظور دونوں کے عدد ایک ہیں۔ آپ برانہ مانیں تو کہوں۔ اس سے تو یہ ثابت ہوا کہ آپ مناظر نہیں بلکہ مناظرہ ہیں۔ کیونکہ منظور اور مناظر کے ایک عدد نہیں۔ بلکہ منظور اور مناظرہ کے عدد ایک ہیں۔ یہ تھانوی جی کے زعمی بہشتی زیور میں عمر گوانے کا نتیجہ ہے۔ اسی لیے مناظرہ میں آپ کا عجز و گریز ہی ہمیشہ ظاہر ہوتا رہتا ہے۔ ”أَوْ مَنْ يُنَشِّئُوا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِينٍ“ (پارہ: ۲۵، سورۃ الزخرف، آیت: ۱۸) ترجمہ:- ”اور کیا وہ جو گھنے میں پروان چڑھے اور بحث میں صاف بات نہ کرے۔“ (کنز الایمان)

آپ کی خواہش کو میں نے پورا کر دیا۔ وصایا شریف والملفوظ شریف کی عبارتوں کا صحیح مطلب میں نے بتا دیا۔ اب تو آپ اپنے اکابر کے کفریات اٹھائیے۔ میں مسئلہ علم غیب میں دہلوی گنگوہی اٹیٹھوی تھانوی صاحبان کے کفریات پیش کر چکا جن کے آپ جواب نہیں دے سکتے۔ یا تو ان کا کفر قبول کیجیے۔ یا ان کفریات کا جواب دیجیے۔ یا تحریر لکھ دیجیے کہ میں اپنے بڑوں کی کفریات پر مناظرہ سے عاجز ہوں۔ پھر جس ادنیٰ سے ادنیٰ ہلکے سے ہلکے، فرعی مسئلہ پر چاہیں گے، مناظرہ میں آپ کے ساتھ کروں گا۔ بتائیے ان تینوں میں سے کونسا قبول ہے؟

دیوبندی مناظر کا علم غیب مصطفیٰ کا کئی عنوانوں سے انکار

آپ نے حضور اقدس ﷺ کے معجزہ قاہرہ علم غیب کا کئی عنوانوں سے انکار کیا ہے۔ ● کبھی کہا کہ ہم دنیوی علوم حضور کے لیے نہیں مانتے۔ ● کبھی کہا کہ شیطانی علوم نہیں مانتے۔ ● کبھی کہا کہ ناپاک اور رذیل علوم حضور کے لیے ماننا حضور کی توہین ہے۔ ● مسلمانوں کو دھوکے دینے کے لیے کبھی کہا کہ ہم تمام دینی علوم حضور کے لیے مانتے ہیں۔ ● کبھی کہا کہ جس قدر علوم شریف اور پاکیزہ ہیں، وہ سب ہم حضور کے لیے مانتے ہیں۔ ● اس کے ساتھ آپ حضور کے لیے بڑے شہود سے علم قیامت کا انکار کرتے ہیں۔ تو براہ مہربانی اتنا اور بتا دیجیے کہ یہ علم قیامت علوم دنیویہ میں سے ہے یا دینی علوم میں سے ہے؟ اور علم قیامت آپ کے نزدیک شیطانی اور ناپاک اور رذیل علم ہے یا نہیں؟

مجھ کو نہ اپنے علم پر ناز ہے، نہ اپنے فضل و کمال پر افتخار ہے، مجھ کو صرف اسی پر ناز ہے کہ میں اس شہنشاہِ دو عالم ﷺ کی سرکارِ عرشِ مدار کا ایک سگ بے ہنر ہوں۔ کتے کا کام یہ ہے کہ اپنے آقا کا ٹکڑا کھائے۔ اس کی بھولی بھٹیوں کو بھیڑیوں سے بچائے اور اس کی ساحت (آنگن) عزت کا پہرہ دے۔ اس کے دشمنوں پر بھونکتا رہے۔ آپ مجھ کو گالیاں سنائیں، میرا مذاق اڑائیں، مجھ کو اس کی کچھ پرواہ نہیں۔ جب تک آپ لوگ اللہ تعالیٰ اور حضور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی تکذیب و توہین میں مبتلا ہیں، ہم آپ کے دشمن ہیں۔ ہماری آپ سے دشمنی اللہ و رسول جل جلالہ ﷺ کے واسطے ہے ”كُفِّرْنَا بِكُمْ وَ بَدَا بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةُ وَ الْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُوْمِنُوا بِاللَّهِ وَ حُدَّةً“ ترجمہ:- ”ہم تمہارے منکر ہوئے اور ہم میں اور تم میں دشمنی اور عداوت ظاہر ہوگئی ہمیشہ کے لئے جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ“ (کنز الایمان)

آپ کی درشت کلامی و بد لگامی میرے لیے باعثِ افتخار ہے۔ اُس کتے کی خوبی قسمت کا کیا پوچھنا، جو اپنے آقا کے گرد پھر پھر کر آقا پر آنے والے پتھروں کو خود اپنے اوپر لے اور آقا کے لیے سپر بن جائے۔

فان ابی و والدتی و عرضی ÷ بعرض محمد ﷺ منکم و قاء
آپ میرے درازِ نفسی کو معاف کریں۔ میں نے اس بار آپ کی اجازت لے کر زائد وقت خرچ کیا۔ اب میری طرف سے آپ کو اجازت ہے کہ آپ میرے اعتراضات کے جواب میں جس قدر وقت چاہیں صرف کریں۔ لیکن تمام سوالات و ایرادات و ردود (رد کی جمع) و مطالبات کا مفصل جواب سنائیں۔ کمی وقت کا عذر نہ فرمائیں۔ آپ کے پیشواؤں دہلوی و گنگوہی و انیسٹھوی و تھانوی کا کفر و ارتداد آفتاب سے زائد روشن طور پر ثابت کر چکا ہوں۔ جس کے جواب میں آپ ایک حرف نہیں بول سکتے۔ سب سے پہلے ان کفروں سے توبہ کیجیے۔ ورنہ اپنے اکابر کے مسلمان ہونے کا ثبوت دیجیے۔ اس کے بعد پھر مسئلہ علم غیب کے متعلق مسائل فرعیہ پر آئیے۔

دیوبندی مولوی منظور نعمانی

آپ نے اس قدر طول طویل تقریر کی، مگر الحمد للہ میری کسی دلیل کو ہاتھ نہ لگا سکے۔ نہ مسئلہ علم غیب پر کوئی دلیل لاسکے۔ پبلک نے دیکھ لیا کہ آپ کے پاس اس مسئلہ پر مکڑی کے جالے کے برابر بھی کوئی کمزور دلیل نہیں۔ آپ کی شکست واضح ہو چکی۔ اب اس مسئلہ پر کسی مزید تقریر کی ضرورت نہیں۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ خود آپ کے مؤنہ سے اقرار کرادوں کہ رسول اللہ ﷺ کے ماکان و مایکون کا عقیدہ باطل و گمراہی ہے۔

■ آپ نے بڑے فخر سے اپنے آپ کو جناب رسول خدا ﷺ کا کتا کہا ہے۔ مگر آپ کو معلوم نہیں بارگاہِ رسول سے بڑی بے عزتی کے ساتھ کتے نکالے جاتے ہیں۔ ایک

مرتبہ جبریل علیہ السلام آپ سے آنے کا وعدہ کر گئے تھے، مگر اپنے وعدہ پر نہ تشریف لائے۔ رسول اللہ ﷺ متحیر تھے کہ جبریل علیہ السلام نے وعدہ خلافی کیوں کی؟ جب باہر نکلے تو جبریل علیہ السلام باہر کھڑے تھے۔ پوچھا اندر کیوں نہیں آئے؟ تو جواب دیا کہ آپ کے مکان میں کتا ہے اور جس مکان میں کتا ہوتا ہے یا تصویر ہوتی ہے، اس میں ہم فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ آخر تلاش کی گئی، تو بچھونے کے نیچے ایک پلا نکلا۔ اس کو گھر سے نکالا۔ تب جبریل علیہ السلام گھر میں آئے۔ آپ بھی اسی دربار کے کتے بننے ہیں۔ یاد رکھیے بڑی ذلت کے ساتھ نکال دیے جائیں گے۔

■ آپ نے شیخ عبدالحق محقق دہلوی کی عبارتیں بڑے زور کے ساتھ پیش کی ہیں۔ چلیے انہیں کے اقوال پر فیصلہ رکھ دیجیے۔ ان کو اور صاحب تفسیر خازن اور امام رازی کو اس مناظرے میں حکم مان لیجیے۔ جو کچھ ان کا فیصلہ اس مسئلہ ماکان وما یون کی ہو، اسی کو مان لیجیے۔ تفسیر کبیر و تفسیر خازن کی عبارات میں پیش کر چکا ہوں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ قیامت کا علم ذات باری کے ساتھ خاص ہے۔ اس پر اللہ نے کسی نبی مرسل و ملک مقرب کو اطلاع نہیں دی۔ ان عبارتوں کا آپ کوئی جواب نہیں دے سکے۔

■ شیخ محقق دہلوی ”اشعۃ للمعات“ میں ابن صیاد کے متعلق لکھتے ہیں کہ:-

”بالجملہ حال وے مبہم ست ودریں باب برآں حضرت ﷺ وحی نشدہ و حال وے مبہم داشتند“

یعنی

”ابن صیاد کا حال مبہم ہے اور اس بارے میں حضور پر وحی نہ ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اس کا حال مخفی رکھا۔“

ابن صیاد بھی ماکان وما یون کا ایک فرد ہے۔ جب ایک فرد کا علم مُسْتَفِیٰ (فنا ہونے والا) ہوا تو کل ماکان وما یون کا بھی علم مُسْتَفِیٰ ہو گیا۔ آئیے شیخ محقق کے اقوال پر فیصلہ رکھیے۔ دیکھیے کون میدان میں ٹھہرتا ہے اور کون بھاگتا ہے۔

■ آپ نے حدیث پڑھی ”فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ“ مگر تفسیر خازن میں لکھا ہے ”رُؤِيَ بِطُرُقٍ عَدِيدَةٍ كُلُّهَا ضِعَافٌ“ یعنی ”یہ حدیث چند طریقوں سے روایت کی گئی اور وہ سب طریقے ضعیف ہیں۔“ اس کی شرح آپ نے اشعۃ للمعات سے یہ پڑھی ”عبارت ست از حصول تمامہ علوم جزوی کلی واحاطہ آں“ یہ تو آپ کے دعوے کے بھی خلاف ہے۔ آپ کا دعویٰ تو صرف ماکان وما یون کے متعلق ہے اور اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام جزوی کلی علوم کا حضور نے احاطہ کر لیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو خدا کے برابر علوم ہیں۔ پھر وہ کونسا قرینہ ہے، جس سے آپ اس عبارت کو ماکان وما یون سے خاص کرتے ہیں۔

■ آپ نے روح البیان اور مدارج النبوة سے حدیث معراج پڑھی کہ حضور کو علوم اولین و آخرین دیے گئے۔ مگر یہ تو بتائیے کہ جب تمام ماکان وما یون کا علم شب معراج ہی میں حاصل ہو گیا؟ تو پھر وہ کونسے علوم ہیں، جن کا وقت تمامی نزول قرآن تک آپ تدریجاً حاصل ہونا مانتے ہیں، آپ نے ایسے دلائل پیش کیے ہیں، جو خود آپ کے دعوے کے مخالف ہیں۔

■ آپ نے آیت پڑھی ”وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٌ“ (پارہ: ۳۰، سورۃ التکویر، آیت: ۲۴) ترجمہ:- ”اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔“ اس میں اگر ”الف لام“ عہد کا مانا جائے، تو آپ کا دعویٰ علم ماکان وما یون اس سے ثابت نہیں ہو سکتا اور اگر ”الف لام“ استغراق کا آپ کہیں، تو یہ آپ کے دعوے کو ثابت نہیں کرے گا۔ اس کا نتیجہ کل غیبوں کے علم کا

حاصل ہونا ہے اور آپ کا دعویٰ ماکان و مایکون کے علم کا حاصل ہونا ہے اور کل علم غیب عام ہے اور علم ماکان و مایکون خاص ہے۔ تو دلیل عام ہوئی۔ دعویٰ خاص ہوا اور دلیل عام سے دعویٰ خاص ثابت نہیں ہو سکتا۔ حیوانیت کے ثبوت سے انسانیت کیونکر ثابت ہوگی؟

■ آپ نے مشکوٰۃ شریف سے حدیث پڑھی جس میں ”مَا مَضَىٰ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَا هُوَ كَائِنٌ بَعْدَكُمْ“ کا لفظ ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا علم خدا کے علم کے برابر ہے۔ کیونکہ اس لفظ میں جملہ معلومات الہی داخل ہیں اور اس کو خود آپ بھی نہیں مانتے۔ تو ایسی دلیل آپ نے پیش کی، جو خود آپ کے دعوے کے مخالف ہے۔

■ آپ نے بڑے زور کے ساتھ آیت پیش کی ”وَعَلَّمَك مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ“ اور اس میں ”مَا“ کو عام بتایا۔ مہربان آپ کو عام و خاص کے معنی بھی معلوم نہیں۔ تو میرے کسی شاگرد سے پوچھ لیجیے۔ اچھا بتائیے اس ”مَا“ سے کیا مراد ہے؟ اگر شی مراد ہے، تو معنی یہ ہوں گے کہ جو شے آپ نہ جانتے تھے، وہ خدا نے آپ کو سکھادی۔ اس سے علم خداوندی اور علم نبوی میں مساوات لازم آتی ہے۔ جو خود آپ کے مدعا کے خلاف ہے۔

■ میرے دوست! میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ”مَا“ ہرگز عموم کے لئے نہیں بلکہ جس قضیہ کا موضوع ”مَا“ ہوتا ہے، وہ قضیہ مہملہ ہوتا ہے اور مہملہ قوت میں جزئیہ کے ہوتا ہے اور اگر آپ کو یہی شوق ہے کہ ”مَا“ کو عام ہی کہیں۔ تو لیجیے ”مَا“ کو عام کہیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”وَعَلِمْتُمْ مَالَمْ تَعْلَمُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ“ (پارہ: ۷، سورۃ الانعام، آیت نمبر: ۹۱) یعنی ”اے یہودیو تم کو سکھا دیا گیا جو نہ تم جانتے تھے نہ تمہارے باپ دادا۔“ اب اگر ”مَا“ کو عام کہیے، تو لازم آئے گا کہ

یہودیوں کا علم اور رسول مقبول ﷺ کا علم دونوں برابر ہیں۔ حضرت مولانا تھانوی پر تو الزام دیتے تھے کہ انھوں نے علم نبی کو جانیں (پاگلوں) و بہائم (جانوروں) کے علم سے تشبیہ دی ہے۔ مگر آپ تو رسول کے علم کو کافروں کے علم کے برابر مانتے ہیں۔ کہیے آپ نے تو بہن کی یا نہیں؟ اور آپ کافر ہوئے یا نہیں؟ دیکھیے چوراس طرح پکڑا جاتا ہے۔ کافروں کا کفریوں ثابت کیا جاتا ہے۔

■ آپ نے ملا علی قاری کی ”شرح شفا“ سے یہ عبارت پڑھی:-

”لَا لَانَ رُوحُهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاضِرَةٌ فِي بُيُوتِ أَهْلِ الْإِسْلَامِ“

مگر آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اگرچہ تمام مطبوعہ نسخوں میں یہی عبارت ہے۔ میرے پاس بھی اس وقت مصر کا چھپا ہوا نسخہ ہے۔ اس میں بھی یہ عبارت اسی طرح ہے مگر یہ عبارت غلط ہے۔ اصل میں یہ عبارت یوں ہے:-

”لَا لَانَ رُوحُهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاضِرَةٌ فِي بُيُوتِ أَهْلِ الْإِسْلَامِ“

ترجمہ: ”اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کی روح مسلمانوں کے گھروں میں حاضر نہیں۔“

اگر آپ کو یقین نہ ہو تو میرے ساتھ فرنگی محل لکھنؤ چلیے۔ مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ کے کتب خانہ میں جو قلمی نسخہ شرح شفا کا ہے، اس میں یہ عبارت یوں ہے۔ جیسے میں نے سنائی۔ میں آپ کو وہاں چل کر دکھا سکتا ہوں۔

جو کچھ دلیلیں مسئلہ علم غیب پر آپ نے پیش کی تھیں۔ ان سب کے جواب میں دے چکا۔ میری کسی دلیل کو آپ نے ہاتھ نہیں لگایا، مگر میرے پاس اس مسئلہ پر ایک ہزار دلیلیں ہیں۔ میں اپنی ہر تقریر میں نئے دلائل پیش کروں گا۔

سُبِّهِ اللّٰهُ تَعَالٰی فرماتا ہے:-

”قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ“ (پارہ: ۷، سورۃ الانعام، آیت نمبر: ۵۰)

ترجمہ: ”اے محمد تم کہہ دو کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور میں غیب نہیں جانتا ہوں اور میں تم سے نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں“

دیکھیے یہ آیت کریمہ قرآن عزیز کی نص صریح ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کو ہرگز علم غیب نہیں۔ اب جو شخص آپ کے لیے علم غیب ثابت کرتا ہے، وہ قرآن عزیز کا مخالف ہے۔ اسلام کا دشمن ہے۔ خدائے قدوس کا مذہب ہے۔

ہاں آپ نے آیت پیش کی ہے کہ ”وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٌ“ تو جب رسول اللہ ﷺ نے علم غیب بتانے میں بخل نہیں کیا یعنی اپنا سب علم غیب سکھا دیا، تو صحابہ کو بھی حضور کے برابر علم غیب ثابت ہو گیا۔ کیا آپ اس بات کے قائل ہیں؟ اگر آپ یہ نہیں مانتے تو اس اشکال کو دفع کرنا آپ کا فرض ہے۔

آپ ”ما“ کو عام کہتے ہیں۔ قرآن عزیز میں ہے ”عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ“ یعنی ”انسان کو خدا نے سکھا دیا جو وہ نہیں جانتا تھا۔“ اب یہاں بھی ”ما“ کو عام کہیے، تو معنی یہ ہوں گے کہ ہر انسان کو جو کچھ وہ نہیں جانتا تھا، سب سکھا دیا۔ تو اب رسول اللہ ﷺ کا اور ہر انسان کا علم برابر ہو گیا۔ کہیے آپ نے علم محمدی اور علم ہر انسان میں مساوات مانی یا نہیں؟ پھر آپ کا کفر ثابت ہو یا نہیں؟ مہربان اس قدر نہ گھبرائیے۔ یہ محفل وعظ گوئی نہیں، میدان مناظرہ ہے۔ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ علوم رذیلہ انبیاء و

مرسلین کے لیے ماننا ان کی توہین ہے۔

”براہین قاطعہ“ کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت یعنی علم عطائی کی وسعت نص سے ثابت ہے۔ فخر عالم کی وسعت علم ذاتی کی کونسی نص قطعی ہے۔ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ کہیے کیا آپ اس کا انکار کر سکتے ہیں؟ کیا غیر خدا کے لیے ذاتی علم ماننے والا قطعاً یقیناً کافرو مشرک نہیں؟ بس ”براہین قاطعہ“ کی عبارت کا مطلب صاف ہو گیا کہ شیطان و ملک الموت کو عطائی علم کی وسعت نص سے ثابت ہے۔ فخر عالم علیہ السلام کو ذاتی علم کی وسعت ثابت نہیں۔ جو شخص آپ کے لیے ذاتی علم کی وسعت ثابت کرتا ہے، وہ نصوص کو رد کرنے والا اور مشرک ہے۔ بس اب اکابر اہل اسلام کو کافر کہنا چھوڑیے اور مسئلہ علم غیب کی بحث پر آجائیے۔ پھر دیکھئے دلائل کے انبار لگا دوں گا۔

شیر رضا مولانا شمس علی خاں

میرے مخاطب نے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا، مگر اکابر دیوبند کا کفر نہیں اٹھ سکا۔ پسینے چلے آ رہے ہیں۔ ایک رنگ جا رہا ہے، ایک آ رہا ہے۔ چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی ہیں۔ سانس پھول گئی ہے۔ چاہتے ہیں کہ کسی طرح دیوبندیوں کے کفر و اسلام کی بحث سے جان بچے اور مسئلہ علم غیب کے مباحث فرعیہ میں گفتگو آ پڑے۔ مگر خصم ایسا زبردست ہے کہ بفضلہ تعالیٰ بھاگنے نہیں دیتا۔ برابر پیچھے لگا ہوا ہے۔ میرے مخاطب کا عجز و فرار ایسا روشن ہے کہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ سارا مجمع رکھ رہا ہے۔

◆ آپ نے مجھ پر ہنسی اڑائی کہ بارگاہ رسالت سے گتے ذلت کے ساتھ نکال دیے جاتے ہیں۔ مولوی صاحب کیا ہر جگہ ہر لفظ کے حقیقی معنی مراد لینے ضروری ہیں۔ یہاں تو کتا

◆ آپ نے مجھ کو اپنے شاگرد سے عام و خاص کا فرق پوچھنے کے لیے کہا ہے۔ اس کی آپ سے کیا شکایت؟ آپ لوگوں کو بارگاہ الوہیت و سرکار رسالت میں بدگامی و دریدہ دینی اور مونہ زوری کی عادت پڑی ہوئی ہے۔ آپ کے پیشوا مولوی خلیل احمد انڈیٹھوی و مولوی رشید احمد گنگوہی صاحبان ”براہین قاطعہ“ صفحہ: ۲۶ پر لکھتے ہیں:-

”مدرسہ دیوبند کی عظمت حق تعالیٰ کی درگاہ پاک میں بہت ہے کہ صد ہا عالم یہاں سے پڑھ کر گئے اور خلق کثیر کو ظلماتِ ضلالت سے نکالا یہی سبب ہے کہ ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے۔ تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ تو عربی ہیں، آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی؟ فرمایا کہ جب سے علمائے مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی، سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا“

جدید ایڈیشن کے حوالے:-

(۱) ”براہین قاطعہ“، مطبوعہ کتب خانہ امدادیہ دیوبند۔ صفحہ: ۳۰

(۲) ”براہین قاطعہ“، مطبوعہ دارالکتب۔ دیوبند۔ صفحہ: ۶۳

جب آپ لوگ حضور اقدس ﷺ کو اردو زبان میں دیوبندی مولویوں کا شاگرد بنانے سے نہ چوکے، تو میں تو ایک سگ آستانہ مصطفیٰ ہوں۔ علیہ الصلاۃ والسلام۔ مجھے اگر آپ اپنے شاگردوں سے سبق پڑھنے کو کہیں، تو مجھے کیا شکایت ہو سکتی ہے؟

مجازی معنی میں بولا گیا ہے۔ آپ کو معلوم نہ ہو تو میں بتاؤں کتے کے مجازی معنی ہیں، آقا کا وفادار غلام۔ جو اس کے دشمنوں پر رد کرے اور اس کے نام لیوں کو دشمنوں سے بچائے۔ اس کی طرف میں نے اپنی تقریر میں اشارہ بھی کر دیا تھا لیکن اگر آپ کو ہر جگہ حقیقی معنی ہی مراد لینے کا شوق ہے۔ تو سنئیے:-

◎ آپ لوگ مرتضیٰ حسن در بھنگی کو ”شیر خدا“ کہتے ہیں۔ آپ نے اپنے آپ کو روداد مناظرہ سنبھل میں ”شیر نستان“ مناظرہ لکھا ہے۔ تو کیا آپ اور در بھنگی جی دونوں چاروں ہاتھ پیروں سے چلتے ہیں؟ اور کیا آپ دونوں برہنہ مادر زاد رہتے ہیں؟ اور کیا آپ دونوں نرکل کی جھاڑیوں میں بسیرا لیتے ہیں؟ اور کیا آپ دونوں دُم دار شیر ہیں؟ یا لنڈورے، بے دُمے ہیں؟

◎ شیر کے بچے بغیر نکاح کے پیدا ہوتے ہیں، تو آپ بھی کیا اپنی زوجہ کو بغیر نکاح کے تصرف میں لاتے ہیں؟ کیا آپ کی اور در بھنگی جی کی اولاد بے نکاح اولاد ہے؟ شیر کے ماں باپ کا بھی باہم نکاح نہیں ہوتا۔ تو آپ اور در بھنگی جی دونوں بغیر نکاح کے پیدا ہوئے ہیں؟ کچھ تو سمجھ کر کہی ہوتی۔

◎ اتنا اور سن لیجیے آپ کے پیشوا بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی نے قصائد قاسمی صفحہ: ۹ میں لکھا ہے:-

امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید ہے یہ ÷ کہ ہوسگانِ مدینہ میں میرا نام شمار

کہیے نانوتوی صاحب نے بارگاہ رسالت کا اپنے آپ کو کتا کہا یا نہیں؟ پھر وہ بارگاہ رسالت سے ذلت و رسوائی کے ساتھ نکال دیئے گئے یا نہیں؟ اور وہ بارگاہ نبوت کے مردود اور راندہ درگاہ ہوئے یا نہیں؟

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کو حکم بنانے کی تجویز
(از: شیرپٹہ اہلسنت)

آپ نے مسئلہ علم غیب کے مباحث کے فیصلہ کی ایک نہایت آسان صورت پیش کی، جسے ہم بھی منظور کرتے ہیں۔ آئیے ایک تحریر لکھ دیجیے کہ حضرت شیخ محقق و محدث شاہ عبدالحق صاحب دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسئلہ علم غیب میں ہم دونوں فریق اپنا حکم بناتے ہیں۔ اس مسئلہ میں جو کچھ ان کا مذہب ہوگا، وہی ہم دونوں تسلیم کر لیں گے اور اس تحریر پر ہم آپ دونوں دستخط کر دیں۔ پھر یہ مناظرہ تو بعونہ تعالیٰ ختم ہو ہی جائے گا۔ سنیے حضرت شیخ محقق قدس سرہ ”مدارج النبوة شریف“ جلد اول صفحہ: ۱۶۵ پر فرماتے ہیں:-

”ہرچہ در دنیاست از زمان آدم تا او ان فقہ اولی بروئے منکشف ساختند تا ہمہ احوال را از اول تا آخر معلوم کرد و یاران خود را نیز از بعضی ازاں احوال خبر داد“

مندرجہ بالا فارسی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:-

”مدارج النبوة شریف“ مطبوعہ مرکز اہلسنت برکات رضا، امام احمد رضا روڈ، میمن واڑ، پور بندر، گجرات۔ جلد اول، صفحہ: ۱۲۴

ترجمہ: ”آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانے سے صورت پھونکے جانے کے وقت تک، دنیا میں جو کچھ ہے، سب حضور پر منکشف فرمادیا۔ تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اول سے آخر تک تمام مخلوقات کے احوال کو معلوم کر لیا اور اپنے صحابہ کو بھی ان احوال میں سے بعض کی خبر دی۔“

بتائیے اس عبارت میں روشن تصریح ہے یا نہیں کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو دنیا بھر کے شریف و رذیل پاک و ناپاک دینی اور دنیوی تمام واقعات کا تفصیلی علم محیط وقت وقوع قیامت کا علم، جملہ ماکان و مایکون کا علم، تمام جزئیات خمس کا علم، سب کچھ ان کے رب عزوجل نے عطا فرمادیا۔ کہیے آپ حضرت شیخ کو حکم مانتے ہوئے ان کے اس فیصلہ کو مانتے ہیں یا نہیں؟

■ یہی حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ”مدارج النبوة شریف“ جلد اول صفحہ: ۳ پر وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ کی تفسیر اس طرح فرماتے ہیں:-

”وہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم داناست برہمہ چیز از شیونات ذات الہی واحکام صفات حق واسماء افعال و آثار و کججمع علوم ظاہر و باطن و اول و آخر احاطہ نموده و مصداق فَوْق کُلِّ ذی عِلْمٍ عَلِيمٌ شدہ“

مندرجہ بالا فارسی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:-

”مدارج النبوة شریف“ مطبوعہ مرکز اہلسنت برکات رضا، امام احمد رضا روڈ، میمن واڑ، پور بندر، گجرات۔ جلد اول، صفحہ: ۲

ترجمہ: ”حضور اقدس ﷺ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی شانوں اور اس کے ناموں اور اس کے افعال اور نشانوں کو سب کو جانتے ہیں اور حضور نے ظاہر و باطن، اول و آخر، تمام علوم کا احاطہ فرمایا ہے اور حضور اس آیت کریمہ کے مصداق ہیں و فوق کل ذی علم علیم یعنی حضور ہر علم والے سے بڑھ کر جاننے والے ہیں۔“

کہیے آپ کے حکم مسلم حضرت شیخ محقق قدس سرہ کا یہ فیصلہ آپ کو تسلیم ہے یا نہیں؟

◆ آپ نے پھر وہی کہہ دیا کہ رذیل علوم انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے لیے ماننا ان کی توہین ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

”وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا“ (پارہ: ۱، سورۃ البقرہ، آیت: ۳۱)

ترجمہ: ”ہم نے آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو تمام چیزوں کے سب نام سکھادیے“

○ بتائیے ”الْأَسْمَاءُ“ میں اچھی بُری، شریف و رذیل، تمام چیزوں کے نام داخل ہیں یا نہیں؟

○ اگر آپ ان تمام چیزوں کے ناموں کا علم آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے مانتے ہیں، تو اپنے قول سے آدم علیہ السلام کی توہین کر کے آپ کافر ہو گئے اور اگر نہیں مانتے تو آیت قرآنی کا انکار کر کے کافر ہو گئے۔ بہر حال آپ کے دونوں راستے بند ہیں۔

تفسیر خازن و تفسیر کبیر کا آپ کیوں نام لیتے ہیں؟ میں نے ”تفسیر خازن“ سے حضور اکرم ﷺ کے لیے تمام ماکان و مایکون کا علم ثابت کیا۔ ”تفسیر کبیر“ سے اللہ کے پسندیدہ رسولوں کے لیے وقت وقوع قیامت کا علم ثابت کیا۔

○ اگر آپ ان تفسیروں کو مانتے ہیں، تو ان ارشادات پر کیوں ایمان نہیں لاتے؟۔ درحقیقت مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے آپ اسلامی کتابوں کا نام لیا کرتے ہیں۔

○ ابن صیاد بھی زمان آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے قیامت تک اسی درمیان کی ایک مخلوق ہے یا نہیں؟

○ اگر ہے تو میری سنائی ہوئی عبارات ”مدارج شریف“ سے اس کے احوال کا علم بھی حضور کے لیے ثابت ہوا یا نہیں؟

عبارت ”احیاء الممات“ کا مفاد صرف اس قدر ہے کہ ہم پر ابن صیاد کا حال مبہم

ہے۔ حضور اکرم ﷺ پر اس کے متعلق کوئی وحی نازل نہیں ہوئی۔ مگر اس سے صرف علم بالوحی کی نفی ہوئی۔ یہ بات ہرگز ثابت نہ ہوئی کہ حضور کو کسی اور ذریعہ سے ابن صیاد کے حال کا علم اللہ عزوجل نے نہ دیا۔ ایک ذریعہ علم کی نفی کل ذرائع علم کی نفی تو نہیں ہو سکتی بلکہ اللہ عزوجل نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو جو عظیم قوت مشاہدہ عطا فرمائی ہے، جس کے سامنے کوئی چیز مخفی نہیں، اس کے ذریعہ سے اس کا حال مشاہدہ فرمایا۔ ”حال وے مبہم و اہمیت“ کا مطلب تو صرف اس قدر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حال مبہم رکھا۔ اس کا یہ مطلب کیوں کر ہوا کہ حضور پر بھی مبہم رکھا۔ بلکہ اس کا حال بیان کرنے کے متعلق کوئی وحی حضور پر نہ ہوئی۔ تو حضور نے اس کا حال ظاہر نہ فرمایا۔ اس طرح اللہ عزوجل نے عوام پر ابن صیاد کا حال مخفی رکھا۔ عبارت ”احیاء الممات“ کا یہی مطلب متعین ہے کہ یہ مطلب مراد لینے میں حضرت شیخ قدس سرہ کے کلام میں متخالف نہیں ہوتا۔

حدیث ضعیف فضائل میں مقبول ہے

آپ نے حدیث شریف فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ پر یہ اعتراض کیا کہ تفسیر خازن میں لکھا ہے ”رُؤِيَ بِطُرُقٍ عَدِيدَةٍ كُلُّهَا ضِعَافٌ“ (یعنی:- یہ حدیث ایسے متعدد طریقوں سے روایت کی گئی ہے جو تمام کے تمام ضعیف ہیں۔) مگر آپ کو اتنا بھی معلوم نہیں، یا جان بوجھ کر حضور محمد رسول اللہ ﷺ کی عداوت کے نشہ میں جاہل بن رہے ہیں کہ باب فضائل میں ضعیف بھی مقبول ہیں۔ حضور اقدس ﷺ کے لیے علم ماکان و مایکون کا اثبات باب فضائل ہی کا تو ایک مسئلہ ہے اور حضور کی ایک فضیلت ہی تو ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے حبیب علیہ الصلاۃ والسلام کو جملہ ماکان و مایکون کا تفصیلی علم محیط عطا فرمادیا۔ تو اس بارے میں اگر کوئی ضعیف حدیث بھی ہوگی، وہ اثبات مدعا کے لیے کافی ہوگی۔ پھر آپ کو اصول حدیث کا

یہ مسئلہ بھی نہیں معلوم کہ:-

”کوئی حدیث اگر متعدد طرق سے مروی ہوں اور وہ طرق سب کے سب ضعیف ہوں، تو تعدد طرق اس حدیث کو ”صحیح لغیرہ“ ”یا حسن“ کے درجے تک پہنچا دیتا ہے۔“

تو صاحب تفسیر خازن نے یہ جملہ لکھ کر بتا دیا کہ یہ حدیث علی الاقل حسن ہے مگر افسوس حضور محمد مصطفیٰ ﷺ کی عداوت آپ کو کچھ دیکھنے نہیں دیتی۔ اس حدیث شریف کی شرح کی عبارت کہ ”عبارت ست از حصول تملکہ علوم جزوی و کلی و احاطہ آں“ اس سے ماکان وما یكون کا علم مراد ہونے کا قرینہ خود حدیث شریف کے لفظ ”فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ“ (ترجمہ:- تو میں نے جان لیا جو کچھ زمینوں اور آسمانوں میں ہے) ہیں۔ حدیث شریف بتا رہی ہے کہ عبارت شرح کا مطلب یہی ہے کہ زمین و آسمان کے متعلق جس قدر جزوی و کلی علوم ہیں، سب حضور کو حاصل ہو گئے اور حضور نے ان سب کا احاطہ فرمایا۔

حدیث معراج شریف پر اعتراض کا جواب

حدیث معراج شریف پر آپ نے یہ اعتراض کیا کہ جب شب معراج میں تمام علوم حضور کو حاصل ہو گئے، تو پھر وہ کونسے علوم ہیں جو وقت تمامی نزول قرآن تک حضور کو حاصل ہوتے رہے۔ تو کیا آپ کے نزدیک تکرار افادہ باطل ہے۔ کیا قرآن عظیم کی متعدد سورتیں اور کثیر آیتیں بار بار نازل نہ ہوئیں؟ کیا ان کا دوبارہ نازل ہونا، آپ کے نزدیک لغو و فضول تھا؟ (و العیاذ باللہ تعالیٰ)

غیب پر بخیل نہ ہونے والی آیت کی وضاحت

آیت کریمہ ”وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٌ“ میں اگر ”لام“ عہدہ ذہنی کا مانا جائے، تو اس سے یہ مراد ہوگا کہ ماسکان و مایکون کے غیب پر حضور بخیل نہیں۔ اور اگر ”لام“ عہدہ خارجی کا مانا جائے، تو معنی یہ ہوں گے کہ جس غیب کا دوسری آیات کریمہ میں حضور کو عطا

ہونا بیان کیا گیا ہے، اس پر بخیل نہیں۔ اب وہ کونسا غیب ہے جس کا حصول دوسری آیات کریمہ میں حضور کے لیے بتایا گیا ہے۔ تو سُنِّیَ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

﴿ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ﴾ (پارہ: ۱۳، سورۃ النحل، آیت: ۸۹)

ترجمہ:- ”اے محبوب! ہم نے تم پر کتاب نازل فرمائی جو ہر شے کا روشن بیان ہے“

﴿ مَا فَرَطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ﴾ (پارہ: ۷، سورۃ الانعام، آیت: ۳۸)

ترجمہ:- ”ہم نے اس کتاب میں کوئی چیز اٹھانہ رکھی۔“ یعنی ہر چیز کا بیان کر دیا ہے

﴿ مَا كَانَ حَدِيثًا يَفْتَرِي وَلَكِنْ تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ ﴾ (پارہ: ۱۳، سورۃ یوسف، آیت: ۱۱۱)

ترجمہ:- ”یہ کتاب کوئی گڑھی ہوئی چیز نہیں بلکہ اگلی کتابوں کی تصدیق اور ہر چیز کی تفصیل ہے۔“

تو اب متعین ہو گیا کہ اس ”الغیب“ سے مراد ماکان وما یكون کا تفصیلی علم ہے اور اگر

”لام“ استغراق مانا جائے تو یہ معنی ہوں گے کہ حضور اکرم ﷺ تمام غیبوں پر بخیل نہیں۔ تو یہ

”سلب الكل“ ہوا۔ سلب کلی نہ ہوا۔ اور سلب الكل ایجاب جزئی کا منافی نہیں۔ تو معنی یہ ہوئے

کہ تمام غیبوں پر حضور نے بخل نہ فرمایا بلکہ جس قدر غیب کے علم کے غلامان سرکار متحمل ہو سکتے

تھے، وہ سب تعلیم فرمادیے اور وہ غیب جن کا علم حضور کے سوا کوئی برداشت نہیں کر سکتا، وہ کسی

کو نہ سکھائے۔ رہا یہ کہ کل غیب کو آپ نے عام بتایا اور ماکان وما یكون کو خاص کہا۔ یہ منطق

سے آپ کی ناواقفگی کی دلیل ہے۔ ”کل“ کا صدق خاص ہے اور ”بعض“ کا صدق عام ہے۔

موجبہ کلیہ کے صدق کو موجبہ جزئیہ کا صدق لازم ہے اور موجبہ جزئیہ کے صدق کو موجبہ کلیہ کا

صدق لازم نہیں۔ کُلُّ اِنْسَانٍ حَيَوَانٌ كَوِ بَعْضِ الْاِنْسَانِ حَيَوَانٌ“ لازم ہے لیکن

”بَعْضُ الْحَيَوَانِ اِنْسَانٌ كَوِ كُلُّ حَيَوَانٍ اِنْسَانٌ“ لازم نہیں۔

تو جب ماسکان و مایکون بھی بعض غیب ہے تو علم ماکان وما یكون کا حاصل

موجِبُ جزئیہ ہوا کہ بَعْضُ الْغُيُوبِ مَعْلُومٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ تو اس قضیہ کو کُلُّ الْغُيُوبِ مَعْلُومٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ سے کیونکر منافات ہوگئی۔ یہ آپ کی جدید منطق ہے کہ موجِبُ جزئیہ کو موجب کلیہ کا نفیض ٹھہرا دیا۔

◆ آپ نے جملہ معلوماتِ الہیہ کو مَا مَضَى مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَا هُوَ كَائِنْ بَعْدَكُمْ میں داخل کر لیا۔ حالاں کہ معلوماتِ الہیہ میں ذات و صفاتِ الہیہ بھی تو اپنی ذات و صفاتِ الہیہ کو بھی معاذ اللہ ماضیہ و کائنہ ٹھہرا دیا۔ ہمارے نزدیک تو اللہ عزوجل ”مَضَى وَكَوْنُ“ سے پاک ہے۔ کیوں کہ گزشتگی و آئندگی حوادث کی صفت ہے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کو معاذ اللہ حادث ٹھہرایا۔ یہ آپ کا جدید کفر ہوا۔ پھر معلوماتِ الہیہ میں جملہ معدومات و ممتنعات بھی داخل ہیں۔ مثلاً شریک باری عزوجل کو بھی علم الہی محیط ہے۔ تو آپ نے جملہ معلوماتِ الہیہ کو ماضیہ و کائنہ بنا کر شریک الباری کو بھی معاذ اللہ حادث و موجود ٹھہرایا۔ یہ آپ کا اور جدید کفر ہوا۔ اب تو آپ سمجھ گئے ہونگے کہ مَا مَضَى مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَا هُوَ كَائِنْ بَعْدَكُمْ سے صرف حادث کائنات ہی مراد ہیں۔ ذات و صفاتِ الہیہ حدوث و کون سے پاک و منزہ ہے اور معدومات محضہ و ممتنعات اس میں داخل ہی نہیں۔

◆ ”عَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمْ“ میں ”مَا“ سے مراد کائنات یا حادثات یا مخلوقا ہے اور اگر ہم آپ کی ہی مان لیں کہ اس سے مراد ”شیئا“ ہے، تو یہاں ”شی“ کے وہی معنی ہیں جو آیہ کریمہ ”خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ“ میں ہیں۔ اس قدر سے آپ سمجھ گئے ہوں گے اور اگر نہ سمجھے ہوں تو مجھ سے کہیے، میں دوبارہ واضح کر کے آپ کو سمجھا دوں گا۔

◆ آپ نے کہا کہ ”مَا“ ہرگز عموم کے لیے نہیں ہوتا۔ میں کہتا ہوں یہ بدحواسی کا کرشمہ ہے کہ بات بات پر کفر بکتے چلے جا رہے ہیں۔ سنیے رب عزوجل فرماتا ہے ”لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ“ (پارہ: ۳، سورۃ البقرہ، آیت نمبر: ۲۸۴) ہمارے ایمان میں تو

اس کے یہ معنی ہیں کہ ”آسمان وزمین میں جو کچھ ہے سب اللہ ہی کی ملک ہے“ مگر آپ نے اس کے یہ معنی ٹھہرائے کہ آسمان وزمین کی بعض چیزوں کا تو اللہ مالک ہے اور معاذ اللہ بعض چیزوں کا وہ مالک نہیں۔ اب آپ کو معلوم ہوا کہ شریعت مطہرہ میں ”مَا“ کلیہ کا سور ہے۔ لیجیے آپ کا ایک اور کفر ثابت ہوا۔ کاش آپ کو توبہ کی توفیق ہو۔

تفسیر سے دیوبندی مناظر کی جہالت

افسوس آپ نے اپنی نادانی و جہالت سے یا عناد و عداوت سے آیہ کریمہ:-

”وَعَلَّمْتُمْ مَا لَمْ تَعْلَمُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ“

(پارہ: ۷، سورۃ الانعام، آیت نمبر: ۹۱)

ترجمہ: ”اور تمہیں وہ سکھایا جاتا ہے جو نہ تم کو معلوم تھا نہ تمہارے باپ دادا کو۔“ (کنز الایمان)

اس آیت کو آپ نے یہودیوں کی شان میں بتا دیا۔ حالانکہ آیت کریمہ کا یہ ٹکڑا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں نازل ہوا ہے۔ سنیے! یہ میرے ہاتھ میں امام ابن جریر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ”تفسیر طبری“ کی ساتویں جلد ہے اس کے صفحہ: ۱۶۴ پر فرماتے ہیں:-

”الْقَوْلُ فِي تَأْوِيلِ قَوْلِهِ (وَعَلَّمْتُمْ مَا لَمْ تَعْلَمُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ قُلِ اللَّهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِي خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ) قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: يَقُولُ تَعَالَى ذِكْرُهُ: وَعَلَّمَكُمْ اللَّهُ جَلَّ ثَنَاؤُهُ بِالْكِتَابِ الَّذِي أَنْزَلَهُ إِلَيْكُمْ، مَا لَمْ تَعْلَمُوا أَنْتُمْ مِنْ أَخْبَارٍ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنْ أَنْبَاءٍ مِنْ بَعْدِكُمْ، وَمَا هُوَ كَائِنْ فِي مَعَادِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (وَلَا آبَاؤُكُمْ) يَقُولُ: وَلَمْ يَعْلَمْهُ آبَاؤُكُمْ، أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ مِنَ الْعَرَبِ وَبِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَالَّذِي:

حَدَّثَنِي الْمُنْثَبِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ قَالَ حَدَّثَنَا
حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُجَاهِدٍ: "وَعَلَّمْتُمْ" مَعَشَرَ الْعَرَبِ "مَا لَمْ
تَعْلَمُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ. حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ
قَالَ حَدَّثَنِي حَجَّاجٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
كَثِيرٍ: إِنَّهُ سَمِعَ مُجَاهِدًا يَقُولُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: (وَعَلَّمْتُمْ مَا لَمْ
تَعْلَمُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ) قَالَ: هَذِهِ لِلْمُسْلِمِينَ"

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:-

(جامع البيان في تأويل القرآن (تفسير الطبري)، امام محمد بن جرير طبري
، المتوفى: ٣١٠هـ، مطبوعه: مؤسسة الرسالة، سن طباعت: ١٣٢٥هـ، ٢٠٠٤ء،
جلد نمبر: ١١، حدیث نمبر: ١٣٥٣٨ و ١٣٥٣٩، صفحہ نمبر: ٥٢٨/٥٢٤

ترجمہ:

”اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو عرب میں سے
مجھ پر اور میرے حبیب ﷺ پر ایمان لائے ہو، اللہ تعالیٰ نے اس کتاب
کے ذریعہ سے جو اس نے تمہاری طرف نازل فرمائی، تم کو تم سے پہلے
کے لوگوں کی خبریں اور تمہارے بعد والوں کے حالات اور جو کچھ تمہاری
حیات اخروی میں قیامت کے دن ہونے والا ہے، سب کا علم سکھایا۔
اس تفسیر کے ثبوت میں امام جریر طبري رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام مجاہد تابعی
شاگرد خاص حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دو حدیثیں
لائے۔ ایک کا مضمون تو یہ ہے کہ آیت کریمہ کے اس ٹکڑے کے مخاطب

عرب ہیں۔ دوسری حدیث کا مضمون یہ ہے کہ آیت کریمہ کا یہ ٹکڑا
مسلمانوں کی شان میں نازل ہوا ہے۔“

- اب بتائیے! آپ نے معاذ اللہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو یہودی بتایا۔ یہ آپ
کا جدید کفر ہوا یا نہیں؟ آپ نے تو میرا کفر ثابت کرنا چاہا تھا مگر آپ ہی کا کفر ثابت ہو گیا۔
- کہیے اس آیت کریمہ سے عرب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لیے بھی ماکان
وما یكون کا علم ثابت ہوا یا نہیں؟

رہی مساوات و برابری، تو اس کا وہم کسی مسلمان کو تو ہونہیں سکتا۔ کوئی استاد اپنے کسی
شاگرد خاص کو اپنا سارا علم سکھا دے، تو کسی بے ادب ہی کو یہ وہم گزرے گا کہ استاد و شاگرد
دونوں برابر ہو گئے۔ سینے حدیث شریف میں ہے۔

◆ یہ دیکھیے میرے ہاتھ میں ”مشکوٰۃ شریف“ ہے اس کا صفحہ ۵۰۶ ہے:-

”عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا، فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدَأِ الْخَلْقِ
حَتَّى دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ، حَفِظَ
ذَلِكَ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ“

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:-

”مشكاة المصابيح“، علامہ محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی، المتوفى
٤٠٥هـ، کتاب احوال القیامت و بدء الخلق، باب بدء الخلق و ذکر الانبیاء
علیہم الصلوٰۃ والسلام، مطبوعه: المکتب الاسلامی، بیروت، جلد نمبر: ٣،
فصل نمبر: ١، حدیث نمبر: ٥٢٩٩، صفحہ نمبر: ١٥٨٨

ترجمہ:

”سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ہم میں کھڑے ہو کر ابتدائے آفرینش سے لے کر جنیتوں اور دوزخیوں کے اپنی اپنی منزلوں میں داخل ہونے تک کی خبر دی۔ یاد رکھا اس کو جس نے یاد رکھا۔ اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا اس کو۔ امام بخاری نے روایت کیا۔“

◆ اسی مشکوٰۃ شریف کا باب المعجزات ہے۔ یہ دیکھیے صفحہ ۵۴۳ ہے:-

”عَنْ عَمْرِو بْنِ الْأَخْطَبِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا الْفَجْرَ وَصَعِدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَخَطَبَنَا، حَتَّى حَضَرَتِ الظُّهْرُ، فَنَزَلَ فَصَلَّى، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَخَطَبَنَا، حَتَّى حَضَرَتِ الْعَصْرُ، ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ، حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَأَخْبَرَنَا بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (قَالَ) فَأَعْلَمْنَا أَحْفَظْنَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ“

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:-

”مشكاة المصابيح“، علامہ محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی، البتوفی ۷۴۰ھ، کتاب الفضائل والشمال، باب فی المعجزات، مطبوعہ: الملکب الاسلامی، بیروت، جلد نمبر: ۳، فصل نمبر: ۳، حدیث نمبر:

۵۹۳۶، صفحہ نمبر: ۱۶۷۰

ترجمہ:

”سیدنا عمرو بن الخطاب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا کہ ایک دن جناب رسول اللہ ﷺ نے ہم کو فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر تشریف لے گئے۔ تو ہمارے سامنے خطبہ پڑھا۔ یہاں تک کہ ظہر کا وقت آ گیا۔ تو حضور منبر سے نیچے تشریف لائے اور نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف لے گئے اور ہم کو خطبہ سنایا۔ یہاں تک کہ عصر کا وقت آ گیا۔ پھر حضور منبر سے نیچے تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔ پھر منبر پر تشریف لے گئے اور ہم کو خطبہ دیا۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ تو حضور نے اس خطبہ میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا، سب کی ہم کو خبر دے دی۔ حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تو ہم لوگوں میں سب سے زائد علم والا وہ ہے، جس نے اس روز کے بیان کو زیادہ یاد رکھا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔“

بخاری و مسلم کی ان دونوں حدیثوں نے ”وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ“ کی تفسیر بھی فرمادی اور ”عَلِمْتُمْ مَا لَمْ تَعْلَمُوا“ اور ”يُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُ تَعْلَمُونَ“ دونوں آیتوں کا صحیح مطلب بھی فرمادیا۔ یعنی حضور اکرم ﷺ نے تو ماکان و ما یكون کا علم عطا فرمانے میں کچھ بخل نہ فرمایا۔ تمام ماکان و ما یكون مفصل بیان فرمادیا۔ لیکن سننے والے حضرات میں سے ہر شخص کو اسی قدر یاد رہا، جتنا اس کا حافظہ تھا۔

○ کہیے اب بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم ماکان و ما یكون پر ایمان لائیں گے یا نہیں؟

- آیت کریمہ ”عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ“ میں ”الْإِنْسَانَ“ مطلق فرمایا گیا ہے یا نہیں؟
- اور لفظ جب مطلق بولا جائے تو اس سے فرد کامل مراد ہوتا ہے یا نہیں۔
- نوع انسانی کے فرد کامل حضور اکرم ﷺ میں یا نہیں؟
- تو کیا یہ ثابت نہیں ہوا کہ آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ ”اللہ تعالیٰ نے انسان کامل محمد ﷺ کو سکھا دیا، جو کچھ وہ نہیں جانتے تھے۔“
- ◇ میں نے تفسیر خازن کی عبارت سنائی تھی کہ ”خَلَقَ الْإِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ“ میں ”الْإِنْسَانَ“ سے حضور اقدس ﷺ مراد ہیں۔ علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ”تفسیر روح البیان“ دسویں جلد، صفحہ: ۴۷۴ پر فرماتے ہیں:-

”اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ الْإِنْسَانَ عَلَىٰ صُورَتِهِ الْحَقِيقِيَّةِ خَلَقَهُ مِنْ عِلْقَةٍ تَجَلَّى الْأُولَى الْحَبِي الْمَشَارُ إِلَيْهِ بِقَوْلِهِ كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَاحْبَبْتُ أَنْ أُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ فَصَارَتِ الْمَحَبَّةُ الذَّاتِيَّةُ عِلْقَةً بِالْإِيحَادِ الْحَبِي وَهُوَ أَكْرَمُ الْأَكْرَمِينَ إِذْ هُوَ جَامِعٌ مُحِيطٌ لِجَمِيعِ الْأَسْمَاءِ الدَّالَّةِ عَلَى الْكَرَمِ كَالْجَوَادِ وَالْوَاهِبِ وَالْمُعْطَى وَالرَّازِقِ وَغَيْرِهَا (عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ) بَدَلٌ إِشْتِمَالٌ مِنْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ وَتَعْيِينٌ لِلْمَفْعُولِ أَيْ عَلَّمَهُ بِهِ وَبَدُونِهِ مِنَ الْأُمُورِ الْكُلِّيَّةِ وَالْجُزْئِيَّةِ وَالْجَلِيَّةِ وَالْخَفِيَّةِ مَا لَمْ يَخْطُرْ بِبَالِهِ أَصْلًا فَإِنْ قُلْتَ فَإِذَا كَانَ الْقَلَمُ وَالْخَطُّ مِنَ الْمِنَنِ الْإِلَهِيَّةِ فَمَا بَالُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَكْتُبْ؟“

قُلْتُ: لِأَنَّهُ لَوْ كَتَبَ لَقِيلَ قَرَأَ الْقُرْآنَ مِنْ صُحُفِ الْأَوْلِيَيْنِ وَمَنْ كَانَ الْقَلَمُ الْأَعْلَى يَخْدُمُهُ وَاللُّوْحُ الْمَحْفُوظُ مُصْحَفَهُ وَمَنْظَرُهُ لَا يَحْتَاجُ إِلَى تَصْوِيرِ الرُّسُومِ وَتَشْكِيلِ الْعُلُومِ بِآيَاتِ الْجِسْمَانِيَّةِ“

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:-

”تفسیر روح البیان“ علامہ اسماعیل حقی، المتوفی: ۱۳۱۳ھ، مطبوعہ: دار احیاء التراث، بیروت۔ لبنان، سن طباعت: ۱۴۲۱ھ، جلد نمبر: ۱۰، سورہ علق، آیت: ۱-۶، صفحہ نمبر: ۵۶۹،

ترجمہ:

”اللہ وہ ہے جس نے انسان کامل ﷺ کو اپنا حقیقی مظہر اتم بنا کر پیدا فرمایا اور حضور کو سب سے پہلی تجلی حقی کے علاقہ سے پیدا کیا۔ جس کی طرف اس قول الہی میں اشارہ ہے کہ میں پوشیدہ خزانہ تھا۔ تو میں نے محبوب رکھا، اس بات کو کہ میں پہچانا جاؤں۔ تو میں نے مخلوق کو پیدا کی۔ تو محبت ذاتیہ ایجاد حقی کی وجہ سے علاقہ بن گئی اور اللہ عزوجل سب کرم والوں سے بڑھ کر کرم والا ہے۔ کیونکہ وہ کرم پر دلالت کرنے والے تمام اسماء کا جامع و محیط ہے۔ جیسے ”جواد“ ”واہب“ ”معطی“ ”رازق“ اور ان کے سوا۔ ”عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ“ یعنی انسان کامل ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے وہ تمام امور کلیہ و جزئیہ ظاہرہ و باطنہ قلم کے ذریعہ سے اور بغیر واسطہ قلم کے سکھا دیئے۔ جن کا خطرہ بھی حضور کے قلب مبارک پر ہرگز

نہ گزرا تھا۔ تو اگر تو کہے کہ جب قلم اور خط اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ہے، تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی کیا شان ہے کہ حضور نے کبھی نہ لکھا۔ تو میں جواب دوں گا کہ اس لیے کہ اگر حضور لکھتے، تو کفار کو کہنے کا موقع ملتا کہ معاذ اللہ اگلے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے صحیفوں سے قرآن پڑھ لیا ہے اور قلم اعلیٰ جس کی خدمت کرتا ہو اور لوح محفوظ جس کے پڑھنے کی کتاب اور آئینہ ہو، وہ اس کا محتاج نہیں کہ جسمانی نشانیوں سے حروف کے نقوش بنائے اور خطوط کی شکلیں کھینچے۔“

الحمد للہ کہ جو آیتیں آپ نفی میں پڑھتے ہیں، انہیں سے حضور کا علم ماکان وما یکون ثابت ہوتا جا رہا ہے۔ آپ نے آیت کریمہ ”قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ“ پڑھی۔ اسکی تفسیر ”تفسیر خازن“ و ”تفسیر جمل“ میں یہ ہے کہ بغیر خدا کے بتائے میں غیب کا علم نہیں رکھتا یعنی مجھے ذاتی علم غیب نہیں۔“ تفسیر کبیر“ میں اس کی تفسیر کی کہ جمیع غیب کا علم محیط خدا کے برابر مجھے حاصل نہیں۔ اور علامہ نیشاپوری ”تفسیر غائب الفرقان“ جلد: ۷، صفحہ: ۱۲۷ پر اس کی تفسیر یوں فرماتے ہیں:-

”قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ لَمْ يَقُلْ لِيَسْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ لِيَعْلَمَ أَنَّ خَزَائِنَ اللَّهِ وَهِيَ الْعِلْمُ بِحَقَائِقِ الْأَشْيَاءِ وَمَاهِيَاتِهَا عِنْدَهُ (بِرَأْيِ سَنَرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْأَفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ) وَبِاسْتِجَابَةِ دُعَائِهِ فِي قَوْلِهِ ((أَرِنَا الْأَشْيَاءَ كَمَا هِيَ)) وَلَكِنَّهُ يُكَلِّمُ النَّاسَ عَلَى قَدْرِ عَقُولِهِمْ. (وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ) أَيْ لَا أَقُولُ لَكُمْ هَذَا مَعَ أَنَّهُ كَانَ يُخْبِرُهُمْ عَمَّا مَضَى وَعَمَّا سَيَكُونُ بِإِعْلَامِ الْحَقِّ،

وَقَدْ قَالَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قِصَّةِ لَيْلَةِ الْمُعْرَاجِ : نَظَرْتُ خَلْفِي نَظْرَةً عَلِمْتُ مَا كَانَ وَمَا سَيَكُونُ“

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:-

”غرائب القرآن و رغائب الفرقان“، علامہ نظام الدین حسن بن محمد نیشاپوری، المتوفی: ۸۵۰ھ، مطبوعہ: دارالکتب العلمیہ، بیروت۔ لبنان، سن طباعت: ۱۴۱۶ھ، جلد نمبر: ۳، سورۃ النعام، آیت: ۳۸ تا ۵۰، صفحہ نمبر: ۸۳

ترجمہ:

”اے محبوب! تم فرما دو کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ یہ نہیں فرمایا کہ اللہ کے خزانے میرے پاس نہیں بلکہ یہ فرمایا کہ تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس ہیں۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ اللہ کے خزانے حضور اقدس ﷺ کے پاس ہیں مگر حضور لوگوں سے ان کی سمجھ کے قابل باتیں بیان فرماتے ہیں اور وہ خزانے کیا ہیں؟ تمام اشیاء کی ماہیت و حقیقت کا علم۔ حضور نے اس کے ملنے کی دعا کی اور اللہ عزوجل نے قبول فرمائی۔ پھر فرمایا اور نہ یہ کہ میں غیب جانتا ہوں یعنی تم سے نہیں کہتا کہ مجھے غیب کا علم ہے۔ ورنہ حضور تو اللہ تعالیٰ کی عطا سے صحابہ کرام کو وہ سب کچھ بتاتے تھے جو کچھ ہو گیا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے اور خود شب معراج کے واقعہ کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ میں نے پیچھے ایک نظر دیکھا تو مجھے ماکان وما یکون کا علم ملا یعنی جو کچھ ہو گزرا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب میں نے جان لیا۔“

○ تو آیت کریمہ کا مطلب یہ ہوا کہ اے کافرو! میں تم سے نہیں کہتا کہ مجھے غیب کا علم ہے۔ اس لیے کہ تم ان باتوں کے اہل نہیں ہو۔ ورنہ واقع میں مجھے ماکان و مایکون کا علم ملا ہے۔ کہیے یہ تفسیر آپ کے نزدیک صحیح ہے یا نہیں؟

○ آپ ہی کی پیش کی ہوئی آیت کریمہ نے حضور اقدس ﷺ کے لیے بعطاء الہی ماکان و مایکون کا علم ثابت فرمادیا یا نہیں؟

اچھی اور بری باتوں کا علم

آپ نے پھر ذیل چیزوں کے علم کو مرسلین عظام علیہم الصلاۃ والسلام کے لیے ماننا، ان کی توہین بتادیا۔ میں نے اس پر جو رد کیے، آپ نے ان سب کو ہضم کر لیا۔

○ اچھا اب بتائیے! اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا میکائیل علیہ الصلاۃ والسلام کے ذمہ تمام مخلوقات کو روزی پہنچانے اور پانی برسانے کی خدمت سپرد فرمائی ہے یا نہیں؟

○ بتائیے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے مقاربت کے وقت کوئی مقوی باہ غذا تھانوی صاحب کے بہشتی گوہر کے کسی نسخہ سے بنا کر کھائے، تو اُس میں حضرت میکائیل علیہ الصلاۃ والسلام کا تصرف شامل ہوگا یا نہیں؟

○ اگر کوئی شخص ایسے وقت کہ ہلکی ہلکی پھوہار پڑ رہی ہو، اپنی بیوی سے مجامعت کرے، تو سیدنا میکائیل علیہ الصلاۃ والسلام اُس کی برہنگی و حالتِ جماع کا مشاہدہ فرمائیں گے یا نہیں؟

○ حضرت سیدنا عزرائیل علیہ الصلاۃ والسلام قابض الارواح ہیں، تو جو لوگ پانخانوں، غسل خانوں، شراب خانوں میں یا حالتِ جماع میں مرتے ہیں، ان کی روہیں قبض فرمانے کے وقت، ان لوگوں کی برہنگی اور دوسرے واقعات و کیفیات کا مشاہدہ فرماتے ہیں یا نہیں؟

○ حضرت سیدنا میکائیل و حضرت سیدنا عزرائیل علیہما الصلاۃ والسلام رسل ملائکہ میں ہیں یا نہیں؟

ملا علی قاری کی کتاب کے متعلق دیوبندی مناظر کی کذب بیانی

آپ نے ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت میں ایک ”لا“ بڑھا دیا۔ افسوس فریب اور دھوکے دیتے ہوئے آپ کو شرم نہیں آئی۔ شرافت کے ساتھ آپ کا یہ برتاؤ ہے۔ ”شرح شفا“ کا چھپا ہوا نسخہ میرے پاس بھی موجود ہے۔ آپ کے پاس بھی موجود ہے۔ دنیا بھر میں اس کے قلمی و مطبوعہ نسخے شائع ہیں۔ اس ڈھٹائی کی کچھ حد بھی ہے کہ جب اس واضح و روشن ایمان افروز شیطان سوز عبارت کا جواب نہیں بن پڑا، تو ان سب کتابوں کو غلط ٹھہرا کر اُس قلمی نسخہ کا حوالہ دے دیا، جو فرنگی محل کی کتابوں کی کٹھری میں مولوی عبدالحی صاحب کی الماری کے اندر رکھا ہوا ہے۔ جس کو آج تک کسی نے دیکھا بھی نہیں۔ جب وہ قلمی نادرا لوجود نسخہ ہے اور دنیا بھر کے قلمی و مطبوعہ نسخوں کو غلط بتا کر اسی قلمی مستور و مخفی نسخے پر آپ مدار رکھتے ہیں، تو کیا یہ ممکن نہیں کہ خود آپ نے یا اور کسی وہابی نے یہ کارروائی کی ہو کہ آپ نے ہاتھ سے قلم پکڑ کر اس میں ایک ”لا“ بنا دیا ہو اور بالفرض اگر یہ عبارت یوں ہی ہو، تو مطلب یہ ہوا کہ جب گھروں میں جاؤ، تو حضور پر سلام عرض کرو۔ اس لیے کہ حضور گھر میں تشریف فرما نہیں ہیں۔ جیسے کوئی کہے کہ مولوی منظور حسین صاحب سنبھلی کو کھانا کھلا دو، اس لیے کہ مولوی صاحب بھوکے نہیں ہیں۔ مگر اس سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ عبارت کے مہمل ہو جانے کی آپ کو پرواہ نہیں۔ مطلب خبط ہو جائے، اس سے آپ کو غرض نہیں۔ مگر کسی طرح حضور کی فضیلت جلیہ مٹ جائے، اسی کی آپ کو کوشش ہے۔ کیا ایسی کارروائی کرنے والا حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ایسی عداوت رکھنے والا کافر نہیں ہے؟ کیا آپ کی تقریروں سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ لوگ قرآن پاک و احادیث صاحب لولاک کی صرف اسی لیے تلاوت کرتے ہیں کہ اپنے گمان ناپاک میں حضور کی توہینیں اور تنقیصیں ڈھونڈیں۔

براہین قاطعہ کی عبارت کی تاویل میں تضاد

آپ نے براہین کی عبارت میں شیطان و ملک الموت کے لیے علم عطائی کا اثبات اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے علم ذاتی کا انکار بتایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کی اگلی تاویل علوم شریفہ و رذیلہ والی، خود آپ کے نزدیک باطل ہے اور اُس سے گنگوہی کا کفر نہیں اُٹھتا۔ اسی لیے اب آپ نے یہ دوسری پیش کی۔ مگر عبارت ”براہین“ میں نہ ذاتی و عطائی کا لفظ ہے، نہ شریف و رذیل کا۔ اُس کی عبارت تو صاف یہ ہے کہ:-

”شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت (یعنی علم کی زیادتی) نص (یعنی قرآن و حدیث) سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم (یعنی علم کی زیادتی) کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔“

- اگر یہاں علم ذاتی مراد ہوتا، تو صاف کہنا چاہئے تھا کہ علم ذاتی مطلقاً غیر خدا کے لیے باطل و محال ہے۔ لفظ وسعت کی کیا ضرورت تھی؟
- کیا اگر کوئی شخص غیر خدا کے لیے ذاتی علم وسیع مانے جبھی مشرک ہوگا؟
- لیکن اگر غیر وسیع علم ذاتی غیر خدا کے لیے مانے تو مشرک نہ ہوگا؟
- پھر ”نص قطعی“ طلب کرنے کے کیا معنی؟
- کیا اُبڑھوی صاحب کے نزدیک اگر معاذ اللہ نص قطعی سے غیر خدا کے لیے ذاتی علم ثابت ہو جائے، تو وہ ماننے کے لیے تیار ہو جائیں گے؟
- کیا نص غیر قطعی سے غیر خدا کے لیے ذاتی علم ثابت ہے؟
- یہ کس علم کو کہہ رہے ہیں کہ ”عقائد میں قطعیات کا اعتبار ہے۔ یہاں آحاد صحابہ بھی

معتبر نہیں۔“ کیا صحاح ستہ کی احادیث آحاد سے حضور اکرم ﷺ کے لیے معاذ اللہ ذاتی علم ثابت ہوتا ہے؟

غرض یہ تاویل عبارت ”براہین“ کی ہرگز تاویل نہیں بلکہ تحریف و تحویل ہے۔ ہمارا تو مجہدہ تعالیٰ ایمان ہے کہ جو شخص کسی غیر خدا کے لیے ذرہ کے کروڑوں حصہ کا ذاتی علم، بے عطائے خداوندی ثابت کرے، وہ قطعاً یقیناً ایسا کافر ہے کہ جو شخص اس کے کافر ہونے میں شک کرے، وہ بھی کافر مشرک مرتد ہے۔ مگر آپ کے گنگوہی صاحب نے ”فتاویٰ رشیدیہ“ حصہ اول، صفحہ: ۷۹، پر لکھا ہے کہ:-

”جو یہ عقیدہ ہے کہ خود بخود آپ کو علم تھا بدون اطلاع حق تعالیٰ کے تو اندیشہ کفر کا ہے۔ لہذا امام نہ بنانا چاہئے اگرچہ کافر کہنے سے بھی زبان کو روکے اور تاویل کرے“

مندرجہ بالا اردو عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالے:-

- (۱) ”فتاویٰ رشیدیہ“ (کامل)، مطبوعہ: مکتبہ تھانوی۔ دیوبند۔ سن طباعت: ۱۹۸۷ء، صفحہ: ۱۰۱
- (۲) ”فتاویٰ رشیدیہ“ (مبوب بطرز جدید)، مطبوعہ: ثاقب بکڈپو۔ دیوبند۔ صفحہ: ۱۰۱
- (۳) ”فتاویٰ رشیدیہ“ (کامل و مدلل)، مطبوعہ: مکتبہ فقیہ الامت۔ دیوبند۔ جلد اول، صفحہ: ۱۳۸

◆ فتوائے تکذیب باری عزوجل و براہین قاطعہ کے علاوہ گنگوہی صاحب کا یہ ایک اور قطعی یقینی اجماعی کفر و ارتداد ہے۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ)

◆ دیکھیے جو شخص حضور اقدس ﷺ کے لیے بے عطائے خداوندی ذاتی علم غیب ثابت کرے، گنگوہی صاحب نے اس پر کفر کا اندیشہ بتایا مگر کافر کہنے سے روکا۔ تکفیر سے منع کیا۔ اس کے اس کفر ملعون میں تاویل کرنے کا حکم دیا۔

○ بتائیے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی ایسا کہہ کر، کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟

○ تم ان کو مسلمان کہہ کر، اپنا پیشوا مان کر، خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟

بہر حال مسئلہ علم ماکان وما یکون بحمدہ تعالیٰ واضح ہو چکا۔ گنگوہی وانیٹھوی و تھانوی و دہلوی صاحبان کے کفریات بھی واضح ہو چکے۔ اب یا تو کفریات سے توبہ کیجیے، کلمہ طیبہ صدق دل سے پڑھ کر اسلام لائیے، ورنہ ان کفریات کا ایسا مطلب بتائیے، جو ان کے قائلین کو کفر و ارتداد سے بچا سکے۔ بغیر اس کے آپ کا پیچھا نہیں چھوٹ سکتا۔ میں نے آپ کی اجازت سے وقت زائد اس مرتبہ بھی صرف کیا اور میری اجازت ہے کہ آپ بھی میری اس تقریر کے جواب میں جس قدر چاہیں وقت صرف کریں لیکن میرے ہر ایک سوال، ہر ایک مطالبہ کا صاف جواب دیں۔

اب بعد ظہر پھر مناظرہ ہوگا۔ اتنا وقت آپ کو سوچنے، سمجھنے، ڈیڑھ سو دیوبندی وغیر مقلد مولویوں سے مشورہ لینے کے لیے آپ کو مل گیا ہے۔ اس کو غنیمت سمجھیے اور سہ پہر کو اچھی طرح تیار ہو کر آئیے۔

نوٹ:- حضرت شیر بیشہ اہلسنت، مظہر اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا حشمت علی خاں صاحب لکھنوی ثم پبلی بھیتی کے دلائل قاہرہ سے دیوبندی مناظر مولوی منظور نعمانی بالکل بوکھلا گیا تھا اور اسکی حالت قابل دید تھی، مارے ڈر کے پسینے چھوٹ رہے تھے اور چہرے پر ہوائیاں اُڑ رہی تھیں۔

مناظرہ کے دوسرے دن کی بعد نماز ظہر کی نشست

(کارروائی مناظرہ، دوشنبہ، ۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ، Monday، 10-11-1933)

دیوبندی مولوی منظور نعمانی

الحمد للہ ساری پبلک پرواضح ہو چکا ہے کہ آپ میرے دلائل کا جواب دینے سے عاجز ہیں۔ میں ”براہین قاطعہ“ صفحہ: ۵۱ والی عبارت کی مکمل توضیح کر چکا ہوں۔ اس کے متعلق اب میں ایک لفظ نہیں بولوں گا۔ جو کچھ کہہ چکا ہوں وہی کافی ہے۔ آپ نے ”براہین قاطعہ“ صفحہ: ۲۶ کی عبارت پیش کر کے مسلمانوں کو مغالطہ دیا ہے کہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب اٹیٹھوی رحمۃ اللہ علیہ نے رسول خدا ﷺ کو مدرسہ دیوبند کا شاگرد بتایا۔ مگر آپ اس کا مطلب نہیں سمجھے۔ سنیے اسکا مطلب صرف یہ ہے کہ جب سے مدرسہ دیوبند قائم ہوا، اس وقت سے میری حدیثیں اردو زبان میں شائع ہوئیں اور لوگ میرا کلام سمجھنے لگے۔ گویا مجھ کو اردو زبان آگئی۔ افسوس واضح عبارت کو آپ تو بین پر ڈھال رہے ہیں۔

حدیث کی بے تکی تصریح

آپ نے حدیث پڑھی ہے ”قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ“ اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس وعظ میں تمام ماکان وما یکون بتلا دیا۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ حضور نے یہ تو بیان کیا ہی نہ ہوگا کہ شراب اس طرح بنائی جاتی ہے، جو ایوں کھیلا جاتا ہے، فلاں وقت زید غسل خانے میں جائے گا، فلاں وقت پاخانے میں جائیگا، فلاں وقت کلکتے کے بازار میں گندم کا یہ نرخ ہوگا، جو کا یہ نرخ ہوگا۔ ہندوستان میں ایک شہر بریلی ہوگا، اس میں فلاں فلاں پاگل ہونگے۔ الغرض میرے نزدیک کوئی عقلمند اس کو گوارا نہیں کرے گا کہ آن حضرت ﷺ نے منبر پر دنیا بھر کے اس خرافات کو بیان کیا ہو۔ بلکہ یہ کہنا ایک درجہ میں شان

نبوت کی توہین کرنا ہے۔ آنحضرت ﷺ اس کام کے لیے تشریف نہیں لائے تھے بلکہ بعثت کی غرض دین الہی کی تعلیم تھی۔ لہذا اس کا مطلب یہی ہوگا کہ آنحضرت ﷺ نے اس وعظ میں بدء الخلق سے لے کر دخول جنت و دوزخ تک کی تمام وہ باتیں بیان فرمادیں، جو دین سے متعلق تھیں اور اس کے بھی کلیات، نہ کے ہر ہر جزئیات۔

حفظ الایمان کی عبارت کی بے وقوفانہ تاویل

آپ نے حضرت مولانا تھانوی دام فیضہ پر بھی کفر کا الزام لگایا ہے۔ حالانکہ اس عبارت میں ان لوگوں سے مخاطبہ ہے، جو یہ کہتے ہیں کہ جس کو بعض غیبوں کا علم ہو، اسی کو عالم الغیب کہنا جائز ہے۔ اسی بنا پر وہ لوگ جناب رسول اللہ ﷺ کو عالم الغیب کہتے ہیں۔ حضرت مولانا تھانوی دام مجہد ان لوگوں سے فرما رہے ہیں کہ عقل کے دشمنوں! ذرا یہ تو بتلا دو کہ تم جو رسول اللہ ﷺ کی ذات پر عالم الغیب کا اطلاق کرتے ہو اور آپ پر اس لفظ کا بولنا جائز جانتے ہو، اس سے تمہاری کیا مراد ہے؟ بعض غیب یا کل غیب؟ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں، تو اس میں آنحضرت ﷺ کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب یعنی اس قدر اور اتنا علم غیب کہ جس کے حاصل ہونے کے سبب سے تم آنحضرت ﷺ کو عالم الغیب کہتے ہو اور جتنے علم غیب کے حاصل ہونے کی وجہ سے آپ کو عالم الغیب کہنا جائز کہتے ہو، اس قدر اور اتنا علم غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ کہیے اس میں کفر کی کونسی بات ہے؟ یہ آپ لوگوں کے بے ہودہ اصول کا رد کیا گیا ہے۔ آپ لوگوں کا اصول یہ ہے کہ جس کو مطلق بعض مغیبات کا علم ہو، اس پر عالم الغیب کا اطلاق کرنا جائز ہے کہ اس اصول پر یہ لازم آتا ہے کہ جانوروں، پانگلوں کا علم غیب بھی آنحضرت کے علم کے برابر ہو جائے اور جب یہ برابری باطل ہے، تو آپ کا یہ اصول بھی باطل ہوا۔ حضرت مولانا کے نزدیک تو یہ برابری ایسی

باطل ہے کہ اس کے ابطال سے آپ کے اصول کا ابطال کر رہے ہیں۔ مولوی احمد رضا خان صاحب نے مولانا اشرف علی صاحب کی یہی عبارت اس کا ما قبل و ما بعد حذف کر کے، اسی طرح علمائے حریمین شریفین کے سامنے پیش کی۔ جس طرح آپ اپنی گذشتہ تقریر میں پیش کر چکے ہیں۔ بلکہ انہوں نے ایک یہ کمال بھی کیا کہ حضرت مولانا تھانوی کی اس عبارت کے لکھنے سے پہلے ہی اس کا مطلب بھی ان الفاظ میں بیان کر دیا کہ ”اُس میں یعنی حفظ الایمان میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ ﷺ کو ہے، ایسا تو ہر بچہ، ہر پاگل اور ہر جانور اور ہر چارپائے کو بھی حاصل ہے۔“

● حریمین شریفین کے علمائے کرام کو کیا خبر تھی کہ اس عبارت میں کیا کیا قطع برید کی گئی ہے۔ انہوں نے اتنی ہی عبارت کا وہی مطلب سمجھا، جو خان صاحب بریلوی نے سوال میں لکھا تھا اور حضرت مولانا تھانوی پر کفر و ارتداد کا فتویٰ دے دیا اور مولوی احمد رضا خان صاحب کے فتوئے کفر کی تصدیق کر دی۔ یہ ہے اُس فتویٰ کی حقیقت۔ جس کا حوالہ آپ نے دیا ہے۔ اگر میرے سامنے بھی وہ فتویٰ پیش کیا جاتا اور حقیقت حال مجھے معلوم نہ ہوتی، تو میں بھی حضرت مولانا تھانوی پر کفر کا فتویٰ دے دیتا اور اُس فتویٰ کی تصدیق کر دیتا۔ لائیے ہم ابھی لکھنے کو تیار ہیں کہ حفظ الایمان کی اس قدر عبارت ضرور کفر ہے، جیسے یہ عبارت کہ ”لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ“ ضرور کفر ہے۔ مگر سیاق و سباق دیکھنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس عبارت کو کفر سے کوئی تعلق نہیں۔ تو علمائے حریمین نے جو کچھ لکھا، خوب سوچ سمجھ کر لکھا۔ لیکن سوال میں اُن کو دھوکا دیا گیا۔ اصل عبارت کی قطع برید کی گئی۔ نہ اُس سے اگلی عبارت پیش کی گئی۔ نہ اُس سے پچھلی عبارت پیش کی گئی اور اُس کا مطلب اپنی طرف سے گڑھ کر بیان کر دیا۔ میری اس تقریر سے ثابت ہو گیا کہ عبارت حفظ الایمان بے غبار ہے۔

شیرِ رضا مولانا حشمت علی خاں

◆ الحمد للہ! براہین گنگوہی کے متعلق اقرار کر لیا کہ آئندہ اس کے متعلق آپ کچھ نہیں بولیں گے یعنی گنگوہی وانیٹھوی صاحبان کے کفر و ارتداد کی تاویل و تحویل کرنے میں آپ کا سارا مصالحوں ختم ہو چکا اور عبارت پر میرے اعتراضات و سوالات و مطالبات کا آپ بالکل جواب نہیں دے سکتے۔ اللہ الحمد! یہ اہل سنت کی فتح ممین ہے۔

◆ براہین صفحہ ۲۶ کی عبارت کفریہ کا آپ نے یہ مطلب گڑھا کہ دیوبند سے اردو زبان میں حدیثیں شائع ہوئیں۔ تو یہ تاویل آپ کو اجازت دے رہی ہے کہ آپ ایک اور خواب گڑھ کر چھاپے کہ ”اللہ تعالیٰ کو اردو بولتے دیکھ کر پوچھا کہ تجھ کو یہ کلام کہاں سے آگئی۔ فرمایا جب سے علمائے مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا، ہم کہ یہ زبان آگئی۔“

○ پھر جب کوئی مسلمان اس پر اعتراض کرے کہ اللہ عزوجل کو معاذ اللہ اردو زبان میں دیوبندی مولویوں کا شاگرد بتایا، تو اُس کا مطلب بھی ایسا ہی گڑھ کر سنا دیجئے گا کہ مدرسہ دیوبند سے قرآن پاک کے بکثرت اردو ترجمے شائع ہوئے۔ کہیے ان دونوں تاویلوں میں کیا فرق ہے؟

○ آپ تو حفظ الایمان کی عبارت کی تاویل کر رہے ہیں مگر آپ کا امام الوہابیہ اسمعیل دہلوی تو بے ادبی آمیز کلام اور توہین آمیز عبارت کی تاویل کرنے سے منع کر چکا ہے۔ یہ دیکھیے ”تقویۃ الایمان“ مطبوعہ مرکبائے پرٹنگ دہلی کے صفحہ ۶۴ پر لکھتا ہے:-

”یہ بات محض بے جا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولے اور اس سے کچھ اور معنی مراد لے کہ معنی اور پہیلی بولنے کی اور بہت جگہ ہیں کچھ اللہ کی

جناب میں ضرور نہیں کوئی شخص اپنے بادشاہ سے یا اپنے باپ سے ٹھٹھا نہیں کرتا اور جگت نہیں بولتا اس کام کے واسطے دوست آشنا ہیں نہ باپ اور بادشاہ“

مندرجہ بالا اردو عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:-

”تقویۃ الایمان“ مصنف:- مولوی اسمعیل دہلوی

ناشر:- دارالتلخیص- بمبئی- سن طباعت جون ۲۰۰۸ء، صفحہ نمبر: ۹۴

◆ اور یہ تقویۃ الایمان وہ ہے، جس کی تعریف آپ کے رشید احمد گنگوہی صاحب یوں لکھتے ہیں ”کہ اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام اور موجب اجر کا ہے“ فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول، مطبوعہ ہندوستان پرٹنگ دہلی، صفحہ: ۱۱۵ (نیا ایڈیشن:- صفحہ: ۸۷، جیمس بکڈ پو، جامع مسجد، دہلی)۔

○ قرآن عظیم کا ماننا اور اُس پر ایمان لانا عین اسلام ہے مگر اُس کا گھر میں رکھنا اور اس کو پڑھنا عین اسلام نہیں۔ لیکن گنگوہی صاحب نے تقویۃ الایمان کو گھر میں رکھنے اور اس کے پڑھنے کو عین اسلام بتا دیا۔ اب بتائیے گنگوہی صاحب تقویۃ الایمان کو قرآن پاک سے زائد مرتبہ والی بتا کر اور آپ ان کو مسلمان کہہ کر کافر مرتد ہوئے یا نہیں؟

○ عین اسلام کے یہی معنی ہیں کہ وہ اگر ہو، تو اسلام ہے اور اگر وہ نہیں تو اسلام ہی نہیں۔ تو جن لوگوں کے گھروں میں تقویۃ الایمان نہیں اور جو لوگ تقویۃ الایمان نہیں پڑھ سکتے، وہ سب کے سب گنگوہی کے فتوے سے کافر مرتد ہوئے۔ (ولا حول ولا قوۃ الا باللہ) یہ ہے دیوبند کی کفری مشین۔

♦ آپ کے عین اسلام کا فتویٰ یہ ہے کہ جن عبارتوں میں توہین کا پہلو ظاہر، ان کی تاویل کرنا محض بے جا ہے۔ آپ نے عبارت تھانوی کی تاویل گڑھی تو تقویۃ الایمان پر آپ نے عمل نہ کیا اور گنگوہی فتویٰ سے اس پر عمل کرنا بھی عین اسلام ہے۔ اب بتائیے آپ عین اسلام کو چھوڑ کر گنگوہی کے فتوے سے کافر مرتد ہوئے یا نہیں؟ آپ کو عبارت حفظ الایمان میں توہین نظر نہیں آتی۔

♦ سنیے میں کہتا ہوں ”مولوی اشرف علی تھانوی کی ذات پر علم کا حکم کیا جانا، اگر بقول زید صحیح ہو، تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس سے مراد بعض علم ہے یا کل علم۔ اگر بعض علوم مراد ہیں، تو اس میں تھانوی صاحب کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم تو ہر گدھے، کتے، اٹو، سور، کو بھی حاصل ہے۔“ بتائیے اس میں تھانوی صاحب کی توہین ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اشرف علی صاحب نے بھی حضور کی توہین کی یا نہیں؟ اور اگر نہیں تو تھانوی صاحب کی شان میں یہ عبارت لکھ کر، اپنے دستخط اس پر کر کے ہمیں دے دیجئے۔

♦ اگر کسی مجسٹریٹ ضلع کے متعلق یہ کہا جائے کہ ”مجسٹریٹ کی ذات پر حکومت کا حکم کیا جانا، اگر بقول گورنمنٹ صحیح ہو، تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس سے مراد بعض حصص زمین پر حکومت ہے یا کل زمین پر۔ اگر بعض پر حکومت مراد ہے تو اس میں مجسٹریٹ کی کیا تخصیص ہے۔ ایسی حکومت تو ہر چوہے کو اپنے سوراخ پر، ہر اٹو کو اپنے گھونسلے پر، ہر لومڑی کو اپنے بھٹے پر حاصل ہے۔“ بتائیے اس میں مجسٹریٹ کی توہین ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو تھانوی نے بھی ایسی ہی عبارت حضور کی شان میں لکھ کر حضور اقدس علیہ الصلاۃ والسلام کی توہین کی یا نہیں؟ اور اگر نہیں تو کم از کم ضلع اعظم گڑھ کے مجسٹریٹ کا نام لے کر ایسی عبارت لکھ کر، اپنے دستخطوں سے اسے شائع کیجئے۔ پھر دیکھیے اگر ڈاکٹر نے پاس کر دیا تو پاگل خانہ نصیب ہوگا، ورنہ جیل خانہ۔

♦ اگر خود آپ کو کہا جائے کہ ”منظور سنبھلی کی ذات پر آنکھوں والا ہونے کا حکم کیا جانا،

اگر بقول دیوبند یہ صحیح ہو، تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس سے مراد تمام آنکھیں ہیں یا بعض۔ اگر بعض آنکھیں مراد ہیں، تو اس میں سنبھلی کی کیا تخصیص ہے، ایسی آنکھیں تو ہر کتے، سور، بیل، گدھے، بچو، اٹو، سب کو حاصل ہیں۔“ کہیے اس میں آپ کی توہین ہوگی یا نہیں؟

آپ نے ہمارا یہ اصول یہ بتایا کہ جس کو بعض غیبوں کا بھی علم ہوا، گرچہ ایک غیب کا، اس کو عالم الغیب کہا جائے گا۔ بتائیے یہ عقیدہ کس کا ہے؟ کس عالم نے کس کتاب میں اس کی تصریح کی ہے؟ اور جب آپ نہیں بتا سکتے، اور ہرگز نہیں بتا سکتے تو اپنے کذب و افترا کا اقرار کیجئے۔

دیوبندی مناظر کا تھانوی کے کفر کا اقرار

■ آپ نے جوش تقریر میں اس کا اقرار بھی کر لیا کہ حفظ الایمان کی جس قدر عبارت پر حسام الحرمین شریف میں کفر کا فتویٰ دیا گیا ہے، اس پر فتویٰ کفر ضرور صحیح ہے۔ ہمت اور جرأت اگر ہے اور آپ اپنی بات کے سچے ہیں، تو مردانگی سے کام لے کر اس مضمون کی تحریر لکھ کر، اس پر دستخط کر کے ہم کو دے دیجئے اور قدرت خداوندی کا تماشا دیکھیے۔ ماشاء اللہ آپ نے تو مناظرہ ختم ہی کر دیا۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ عبارت کفر ہے۔ آپ نے بھی اس قدر مان لیا کہ اتنی عبارت ضرور کفر ہے۔ البتہ اتنا اور آپ کہتے ہیں کہ اس عبارت کے آگے اور پیچھے جو عبارتیں ہیں۔ انہوں نے اس کفر کو اسلام بنا دیا۔ اس کا ثبوت آپ کے ذمہ ہے اور آپ بلکہ آپ کا سارا گروہ قیامت تک اس کا ثبوت نہیں دے سکتا۔

■ آپ نے یہ کہا کہ اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ نے عبارت حفظ الایمان کا مطلب پہلے لکھ دیا اور یہ بھی کہا کہ علمائے حرمین طہیین نے خوب سوچ سمجھ کر فتویٰ لکھا۔ تو آپ نے اس کا اقرار کر لیا کہ علمائے حرمین محترمین کے نزدیک اس عبارت کا وہی مطلب ہے، جو حضور اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے تحریر فرمایا۔ اب آپ کا اور درہنگی و کاکوروی صاحبان کا وہ شور مچانا کہ

عبارت حفظ الایمان کا غلط مطلب بتا کر اس پر فتوائے کفر لیا گیا، سب ”پادر ہوا“ (بے بنیاد) ہو گیا اور پادر ہوا تو پہلے بھی تھا کہ جو مطلب حضور اعلیٰ حضرت قبلہ نے پیش کیا، وہ بھی عربی زبان میں تھا اور عبارت تھانویہ کا ترجمہ بھی عربی زبان میں تھا۔ اگر وہ مطلب اس عبارت سے کسی طرح نکل ہی نہیں سکتا تھا، تو علمائے حریمین شریفین نے کیونکر کفر کا فتویٰ دے دیا؟ کیا ان پر لازم نہ تھا کہ وہ صاف لکھ دیتے کہ جو مطلب تم نے لکھا، وہ عبارت تھانوی سے کسی طرح مفہوم نہیں ہوتا اور جب ایسا نہ ہوا، تو کیا صاف ثابت نہ ہو گیا کہ تمام علمائے حریمین طہیین کے نزدیک عبارت حفظ الایمان کا وہی مطلب ہے، جو اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریر فرمایا۔ کسی عالم سے سوال کیا جائے کہ زید نے تصریح کی کہ خدا دو (۲) ہیں اور اُس کی عبارت یہ ہے کہ ”لا الہ الا اللہ“ تو زید کافر ہے یا نہیں؟ اس پر وہ عالم اس کا کیا یہ جواب نہ دے گا کہ اوسائل! تو جھوٹا ہے۔ تیرا سوال غلط ہے۔ زید کی عبارت کا ہرگز وہ مطلب نہیں، جو تو نے گڑھا۔ بلکہ اس کی عبارت صاف بتا رہی ہے کہ وہ اللہ عزوجل کے سوا کسی دوسرے کو ہرگز خدا نہیں مانتا۔ مگر خیر آپنے تو ان سوالوں کی ضرورت ہی نہ رکھی۔ آپ نے تو صاف اقرار کر لیا کہ یہ عبارت ضرور کفر ہے۔ اب آپ تھانوی جی کی وہ اگلی پچھلی دکھا دیجئے، جس نے اس کفر کو اسلام بنا دیا۔

حفظ الایمان کی عبارت کی تاویل پر گرفت

آپ نے کہا کہ عبارت حفظ الایمان اُن لوگوں کے رد میں ہے، جو یہ کہتے ہیں کہ جس کو بعض غیب کی خبر ہو، اگرچہ ایک غیب کی، اس کو بھی عالم الغیب کہنا جائز ہے۔ جلد بتائیے یہ کس کا عقیدہ ہے؟ اور کتاب میں کس عالم نے اس کی تصریح کی ہے؟ افسوس ہزاروں کے مجمع میں آپ کو سفید و سیاہ جھوٹ بولتے جیا نہیں آتی۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ تھانوی صاحب لفظ ”عالم الغیب“ کے اطلاق پر بحث کر رہے ہیں۔

◆ میں کہتا ہوں کہ جس سوال کے جواب میں حفظ الایمان لکھی گئی ہے، اس میں استدلال اور عقیدہ اور عمل تینوں سے سوال ہے۔ مسئلہ علم غیب کے متعلق زید کا استدلال تو پیش نہیں کیا گیا۔ البتہ اللہ عزوجل کے عطا فرمائے ہوئے علم غیب کی بنا پر حضور اقدس ﷺ کو عالم الغیب کہنے اور حضور اقدس ﷺ کے لیے بعطاء الہی علم غیب ثابت ماننے کو ذکر کیا گیا ہے۔

◆ پہلی بات عمل ہے اور دوسری عقیدہ۔ اگر تھانوی صاحب کی دونوں دلیلوں کو لفظ ”عالم الغیب“ کے اطلاق پر محمول کیا جائے، تو لازم آئے گا کہ تھانوی صاحب نے سوال کے صرف ایک جز کا جواب دیا اور دوسرا جز بالکل ہضم کر لیا۔ کیا آپ اس کو ماننے کے لیے تیار ہیں؟ بلکہ عبارت تھانوی میں پہلی دلیل کے الفاظ یہ ہیں ”عالم الغیب کا اطلاق جائز نہ ہوگا۔“ دوسری دلیل کے الفاظ یہ ہیں ”آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔“ ان دونوں دلیلوں پر نظر کرنے سے کیا صاف ثابت نہیں ہوتا کہ:-

◎ تھانوی نے پہلی دلیل سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی ذات پاک پر لفظ عالم الغیب کے اطلاق کا ابطال کیا ہے اور دوسری دلیل میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے ثبوت علم غیب کا انکار کیا ہے۔ اس دوسری دلیل کو بھی اطلاق لفظ عالم الغیب پر محمول کرنے کے یہ معنی ہیں کہ آپ کے نزدیک حکم اور اطلاق دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ یہ آپ کی جہالت فاحشہ ہے۔

◎ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ کسی ذات پر کسی شے کو ”ایجاباً“ یا ”سلباً“ حمل کرنے کا نام حکم ہے اور کسی ذات پر کسی لفظ کے بولنے کو اطلاق کہتے ہیں۔ کہیے یہ تعریف آپ کو مسلم ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو حکم کو اطلاق کے معنی میں لینا، کیسی بے تمیزی ہے؟

◎ آپ نے عبارت حفظ الایمان میں زید سے مراد اہلسنت کو بتایا اور واقعی ہے بھی ایسا ہی۔ اور یہ بھی معلوم ہے کہ ہم اہلسنت اپنے مالک و آقا ﷺ کے لیے بعطاء الہی تمام ماکان و مایکون کا تفصیلی محیط علم غیب مانتے ہیں۔ تو اگر تھانوی کا خانہ ساز سوال صحیح ہو اور زید

سُنی بالفرض حضور اقدس ﷺ کی ذات اقدس پر لفظ عالم الغیب کا اطلاق ہی کرتا ہو، تو اس کا منشا یہی تو ہوگا کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو جملہ ماکان و مایکون کا تفصیلی محیط علم غیب عطا فرمایا ہے۔ لہذا حضور عالم الغیب ہیں۔ تو زید سنی اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کو نہ کل علم غیب کے حصول کے سبب عالم الغیب کہے گا، نہ مطلق بعض علم غیب کے حصول کے سبب۔ بلکہ بعطائے خداوندی جملہ ماکان و مایکون کے تفصیلی محیط علم غیب کے حاصل ہونے کے سبب۔

○ اور آپ نے عبارت تھانوی کا مطلب یہ بتایا کہ حضور اقدس ﷺ کو جس قدر علوم غیبیہ حاصل ہونے کے سبب اہل سنت حضور کو عالم الغیب کہتے ہیں، اس قدر اور اتنا علم غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر بچے، ہر پاگل، ہر جانور، ہر چارپائے کو بھی حاصل ہے۔ تو معلوم ہو گیا کہ تھانوی کے نزدیک اور دیوبندی دھرم میں معاذ اللہ زید و عمر و بلکہ ہر بچے، ہر پاگل، ہر جانور، ہر چارپائے کو بھی جملہ ماکان و مایکون کا محیط تفصیلی علم غیب حاصل ہے۔ (انا لله وانا الیہ راجعون) اس تاویل باطل نے آپ لوگوں کا کفر و ارتداد اور زندقہ واضح کر دیا۔

◆ فراراً عن المبحث پھر حضور اقدس ﷺ کے علم ماکان و مایکون پر تمسخر اڑایا ہے اور افسوس یہ ہے کہ آپ محض اپنی اندھی اور اندھی عقل میں حدیث شریف کا مضمون نہ آنے کے سبب فرمان مصطفیٰ ﷺ میں تاویل کر رہے ہیں ”بَلْ كَذَّبْتُمْ بِمَا لَمْ تُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمْ يَأْتِكُمْ نَوَائِلُهُ“۔ ہاں ہاں ہمارا ایمان ہے کہ بے شک حضور اکرم ﷺ نے بدء الخلق سے لے کر دخول جنت و نار تک کے جملہ ماکان و مایکون کے ہر ہر ذرے، ہر ہر قطرے، ہر ہر پتے پر، ہر ہر بیزے کا تفصیلی حال اپنی مجلس شریف میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سامنے بیان فرما دیا اور یہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا معجزہ قاہرہ ہے۔ تو اس میں صدیقین و شہداء و صالحین کے تمام اعمال صالحہ اور فساق و فجار و کفار و مرتدین کے جملہ اعمال سیئہ و خبیثہ سبھی کچھ آگئے۔ گندم و جو کا نرغ، آٹے دال کا بھاؤ، سب اس میں شامل ہے۔ اس میں یہ بھی آگیا کہ

ہندوستان میں ایک شہر بریلی ہوگا، اسی میں ایک پاگل خانہ ہوگا، جس میں ہر جگہ کے پاگلوں کی مرمت کر کے ان کی پگلیت کا علاج کیا جائے گا۔ اس میں دیوبند و تھانہ بھون و سننجل کے فلاں فلاں پاگل لاکر بند کیے جائے گے اور ان کی چاندیوری مار مار کر ان کا دماغ درست کیا جائے گا اور اس میں اللہ عزوجل کی یہ حکمت ہوگی۔ فلاں بات میں قدرت الہیہ کا یہ ظہور ہوگا۔ فلاں وقت آٹے دال کے فلاں بھاؤ میں حکمت الہیہ کی یہ شان ظاہر ہوگی۔ غرض اہل اللہ اور خاصان حق کے لیے ہر شے کا علم شیونات الہیہ کا آئینہ ہے۔

وفی کل شیء لہ شاهدٌ ÷ یدل علیٰ انہ واحد

دیوبندی مولوی منظور نعمانی

الحمد للہ! ہمارے فاضل مخاطب کی ایک طول طویل تقریر سن کر آپ نے یہ نتیجہ تو نکال لیا ہوگا کہ مولانا کا ہاتھ دلائل سے خالی ہے۔ ہاں گالیاں دینا خوب آتا ہے۔ حضرت مولانا تھانوی دام مجدہ کے علم کو جانوروں کے علم سے تشبیہ دے دی۔ میری آنکھوں کو کتے سور کی سی آنکھیں بتا دیا۔ ہم ان گالیوں کے جواب میں صرف یہ شعر سنائے دیتے ہیں۔

”بدم گفتی وخرسندم عفاک اللہ لگوگفتی ÷ جواب تلخی زبید لب لعل شکر خارا“

■ حضرت مولانا تھانوی صاحب پر جو فوٹو بنا کر آپ نے پیش کیا۔ اس میں یقیناً حضرت مولانا کی توہین ہے اور عبارت حفظ الایمان میں رسول خدا ﷺ کی کوئی توہین نہیں۔ فرق یہ ہے کہ حضرت مولانا کو ہم نہ کل علوم کی بنا پر عالم کہتے ہیں۔ نہ ایک دو باتوں کے جاننے کی بنا پر۔ بلکہ علوم شرعیہ کثیرہ کے جاننے کی بنا پر مولانا تھانوی کو ہم عالم کہتے ہیں اور شریعت نے علوم شرعیہ کثیرہ کے جاننے والے پر لفظ عالم کا اطلاق جائز رکھا ہے اور لفظ عالم الغیب کا اطلاق بوجہ ایہام شرک کسی مخلوق پر کسی طرح جائز نہیں۔

■ اسی طرح مجسٹر بیٹ صاحب کے فوٹو میں مجسٹر بیٹ صاحب کی توہین ہے۔ کیونکہ

مجسٹریٹ صاحب کو نہ اس وجہ سے حاکم کہا جاتا ہے کہ ان کو کل زمین پر حکومت حاصل ہے۔ نہ اس وجہ سے کہ ان کو بعض حصہ زمین پر حکومت حاصل ہے اگرچہ وہ حصہ تھوڑا ہی سا ہے بلکہ ایک معتد (زیادہ مقدار میں) بہ خطہ ملک پر حکومت حاصل ہونے کے سبب ان کو حاکم کہا جاتا ہے اور اس کو شریعت نے جائز رکھا ہے۔

■ اسی طرح آپ نے میری آنکھوں کا جو فوٹو پیش کیا۔ اس میں میری توہین ہے۔ کیونکہ جس کے پاس دو آنکھیں ہوں، اس کو بصیر کہنا شریعت میں وارد ہے اور کسی مخلوق کو عالم الغیب کہنا ہرگز کسی طرح جائز نہیں۔ افسوس آپ نے حضرت مولانا تھانوی پر توہین کا الزام لگایا ہے۔ حضرت مولانا کی وہ ذات ہے کہ خود ”بسط البنان“ میں اس کی تصریح فرما رہے ہیں کہ جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحتاً یا اشارتاً یہ کہے کہ جیسا علم غیب رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہے، ایسا علم غیب ہر بچے، ہر پاگل، ہر جانور، ہر چارپائے کو بھی حاصل ہے، وہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے حضور سرور عالم ﷺ کی۔ پھر جو شخص خود ایسا کہنے والے پر کفر کا فتویٰ دے رہا ہے، اسی پر ایسا کہنے کا الزام لگانا کیسا ظلم عظیم ہے۔

حسام الحرمین کی صداقت پر اعتراض

آپ نے ”حسام الحرمین“ کو اپنے استدلال میں پیش کیا ہے۔ یہ وہی ”حسام الحرمین“ ہے، جس میں ایسی خیانت اور فریب دہی کی گئی ہے کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کی ”تخذیر الناس“ سے ● پہلے صفحہ ۱۴ کی عبارت نقل کی، ● پھر صفحہ ۲۸ کی عبارت نقل کی، ● پھر صفحہ ۳۰ والی عبارت نقل کی اور ● تینوں عبارتوں کے درمیان نہ کوئی ایسا نشان دیا، جس سے پتہ چلتا کہ یہ عبارتیں الگ الگ ہیں۔ ● نہ صفحوں کا حوالہ دیا۔ اس طرح تین عبارتیں تین مقام سے لے کر، ان کو الٹ پلٹ کر لکھا اور یوں ”تخذیر الناس“ میں کفر بتایا۔

یوں جس کتاب سے کہیے میں علاحدہ علاحدہ مقامات سے مختلف فقرے لے کر، ایک مسلسل عبارت بنا کر کفری مضمون بنا دوں۔ بلکہ ایک آریہ کہہ سکتا ہے کہ دیکھو قرآن شریف میں آیا ہے ”إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ“ پھر کیا اس کا یہ اعتراض صحیح ہے؟ ہرگز نہیں۔ اسی طرح مولوی احمد رضا خاں صاحب کا اعتراض ”تخذیر الناس“ پر محض عناد ہے۔

■ پھر سُن لیجیے حضرت مولانا اشرف علی صاحب عالم الغیب ہونے کی کسی شق کو حضور کے لیے تسلیم نہیں کرتے یعنی حضور کے لیے نہ کل مغیبات کا علم مانتے ہیں، نہ بعض کا۔ تو جس صفت کو ہم رسول اللہ ﷺ کے لیے مانتے ہی نہیں، اس کی کسی شق کو ذیل چیزوں سے تشبیہ دینا ہرگز توہین نہیں اور مولوی اشرف علی صاحب کے لیے ہم علوم شرعیہ کثیرہ مانتے ہیں۔

■ مجسٹریٹ صاحب کے لیے ہم بعض حصہ زمین پر حکومت مانتے ہیں۔ اس لیے مولانا تھانوی اور مجسٹریٹ صاحب کے فوٹوؤں میں ان صاحبوں کی توہین ہے۔ تو آپ کی یہ دونوں عبارتیں عبارت حفظ الایمان کا فوٹو نہیں۔

■ اس کا فوٹو مجھ سے سینے کوئی شخص کسی گاؤں کے مکھی یا زمیندار کو یوں کہے کہ وہ رازق ہیں۔ اس کے جواب میں اگر یوں کہا جائے کہ زمیندار صاحب کو اگر تم اس بنا پر رازق کہتے ہو کہ وہ ساری دنیا کو کھلاتے پلاتے ہیں، تو یہ عقلاً و نقلاً باطل ہے اور اگر اس وجہ سے ان کو رازق کہتے ہو کہ وہ بعض لوگوں کو کھلا دیتے ہیں۔ تو اس میں زمیندار صاحب کی کیا تخصیص ہے۔ ایسے تو ہر چار اور ہر بھنگی بھی اپنی بیوی اور اپنے بچوں کو کھلاتا پلاتا ہے۔ تو اس میں ان زمیندار صاحب کی کوئی توہین نہ ہوگی۔

■ اتنی گزارش اور ہے کہ ”حسام الحرمین“ میں علمائے حریم کو دھوکا دے کر فتویٰ لیا گیا۔ مگر جب اُن کو اس دھوکے کی خبر ہوئی، تو ان کو بہت افسوس ہوا اور انہوں نے حضرت مولانا

خلیل احمد صاحب انیٹھوی کی خدمت میں چھبیس (۲۶) سوال بھیجے۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جوابات میں اصل حقیقت سے ان حضرات کو آگاہ کیا اور اصل حقیقت سے واقف ہونے کے بعد علمائے حرمین نے فتویٰ دیا کہ حضرت علمائے دیوبند ہرگز کافر مرتد نہیں اور تحذیر الناس وبراہین قاطعہ و حفظ الایمان کی عبارت کے سبب سے ان پر کفر کا فتویٰ دینا یقیناً غلط و باطل ہے۔

■ افسوس آپ لوگ حضرات دیوبند کو کافر بنانے کے درپے ہیں۔ آج دنیا میں خدمت حدیث کی علمبردار صرف جماعت دیوبند ہے۔ مدرسہ دیوبند میں ایک ہزار طالب علم دونوں وقت کھانا کھاتے ہیں، حدیث پڑھتے ہیں اور سال بھر کے بعد سو ڈیڑھ سو طلباء عالم فاضل ہو کر سند فضیلت لے کر نکلتے ہیں۔ اگر یہی مقدس گروہ کافر ہے، تو میں کہتا ہوں واللہ دنیا میں کوئی مسلمان نہیں۔ سارا جہان کافر ہے۔

شیر رضا مولانا حشمت علی خاں

تمام حاضرین کو معلوم ہے کہ مناظرہ اس وقت اس بات پر تھا کہ عبارت ”حفظ الایمان“ میں حضور اقدس ﷺ کی توہین ہے یا نہیں؟ میرا دعویٰ یہ تھا کہ اس میں توہین سرکار رسالت ہے۔ مولوی منظور صاحب اس کے منکر تھے۔

◆ میں نے اسی عبارت تھانوی کے تین فوٹو بنا کر تھانوی صاحب کے علم پر، مجسٹریٹ صاحب کی حکومت اور سنبھلی صاحب کی آنکھوں پر پیش کیے، آپ نے بہت کچھ ضبط کرنا چاہا مگر نہ ہوسکا اور یہ کہنا ہی پڑا کہ یہ تینوں فوٹو تھانوی و مجسٹریٹ و سنبھلی صاحبان کے حق میں گالیاں ہیں۔ بس فیصلہ ہو گیا کہ جیسی عبارت تھانوی نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے متعلق لکھی، بالکل ویسی ہی تین عبارتیں میں نے آپ تینوں کے حق میں کہیں۔ جب میری عبارتیں آپ تینوں کے حق میں گالیاں ہیں، تو آپ کے منہ سے ثابت ہوا کہ تھانوی کی عبارت بھی

بارگاہ رسالت میں گالی ہے۔ الحمد للہ! یہ میری فتح مبین ہے۔ میرے مدعا کا آپ نے اپنی زبان سے اقرار کر لیا۔ میں اپنی اس فتح کا اعلان کرتا ہوں۔

◆ البتہ آپ نے تھانوی کی عبارت کو توہین سے خالی بتایا اور میری عبارت کو تھانوی کے حق میں توہین کہہ دیا۔ کیا اس سے یہ ثابت نہ ہوا کہ آپ کے دل میں حضور اکرم محمد رسول اللہ سے تھانوی کی عظمت زائد ہے۔ اسی لیے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں گالی آپ کے لیے آنکھوں کا سٹکھ، کلیجے کی ٹھنڈک ہے۔ مگر آپ کے مذہبی پیشوا کیلئے جب بالکل ویسی ہی عبارت کہی جاتی ہے، تو آپ کہتے ہیں یہ گالی ہے اور توہین ہے۔ کہیے اب بھی آپ کے کافر و مرتد ہونے میں شبہ باقی ہے؟

◆ آپ نے مجسٹریٹ والے فوٹو کو بھی توہین بتا دیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ ایک دنیوی مجسٹریٹ کا تو آپ کو خوف ہے۔ جس کی وجہ سے آپ نے اقرار کر لیا کہ مجسٹریٹ کو ایسا کہنا توہین ہے۔ مگر آپ کے دل میں نہ اللہ کا ڈر ہے، نہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا خوف ہے۔ اسی لیے توہین مصطفیٰ ﷺ آپ کو ناگوار نہیں معلوم ہوتی۔ بتائیے یہ آپ کے کافر و مرتد ہونے کا واضح و روشن ثبوت ہوا یا نہیں؟

◆ میں نے عبارت تھانوی کا فوٹو جو خود آپ کی آنکھوں پر منطبق کر کے دکھایا، اس سے آپ کی آنکھیں چُندھیا گئیں اور اتنا کہنا ہی پڑا کہ ایسا کہنا آپ کے حق میں گالی ہے۔ یعنی معاذ اللہ آپ کے دل میں خود آپ کی عظمت، حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی عظمت سے بدرجہا زائد ہے کہ ایک عبارت حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں تھانوی لکھتا ہے، وہ آپ کو مقبول و منظور ہوتی ہے مگر جب ویسی ہی عبارت خود آپ کو کہی جاتی ہے، تو آپ کو ناگوار ہوتی اور اس میں آپ کو اپنی توہین نظر آتی ہے۔ کہیے کیا آپ کے کافر و مرتد ہونے میں اب بھی کسی ایمان دار کو کچھ شک ہو سکتا ہے؟

حفظ الایمان کی عبارت کی تاویل کی دہجیاں

◆ پہلے آپ نے یہ کہا تھا کہ تھانوی صاحب اطلاق لفظ عالم الغیب پر بحث کر رہے ہیں۔ لہذا یہ عبارت تو بین نہیں اور جب میں نے اس پر ردقاہر نازل کیا اور آپ اس کے جواب سے عاجز ہو گئے، تو اب یہ سوچھی کہ تھانوی صاحب حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم غیب سے مطلقاً منکر ہیں۔ یہ تاویل آپ کی نہیں بلکہ آپ کے استاد مولوی عبدالشکور صاحب کا کوروی کی ہے۔ جن کے یہاں آپ ملازم ہیں۔ یہ تاویل انہوں نے ”نصرت آسمانی“ کتاب میں پیش کی ہے۔

○ پہلے تو یہی بتائیے کہ ان دونوں تاویلوں میں آپ کی اگلی سچی ہے یا پچھلی؟

○ پھر یہ بتائیے کہ اس تاویل کی بنا پر آپ اور تھانوی و کاکوروی صاحب حضور اکرم ﷺ کے علم غیب سے مطلقاً انکار کر کے کافر مرتد ہوئے یا نہیں؟

○ اس تاویل کی بنا پر عبارت تھانوی کا مطلب یہ ہوا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو تو غیب کا مطلقاً علم نہیں۔ نہ کل کا، نہ بعض کا، مگر بچوں، پاگلوں، جانوروں کو ضرور بعض غیبوں کا علم ہے۔ تھانوی نے تو تشبیہ دی تھی۔ یہ بچوں، پاگلوں، جانوروں کی حضور علیہ الصلاۃ والسلام پر معاذ اللہ تفصیل ہوگی۔ اس سے بڑھ کر اور ڈبل کفر و ارتداد کیا ہوگا؟

◆ آپ نے کہا کہ تھانوی صاحب نے خود ایسا اعتقاد رکھنے یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً ایسا کہنے والے کو کافر کہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ان کی ”حفظ الایمان“ موجود ہے۔ دیکھ لیجیے انہوں نے اس عبارت میں علم غیب کی دو قسمیں کیں۔ ”کل علم غیب“ جس سے ایک فرد بھی خارج نہ رہے اور ”بعض علم غیب“ تھوڑا ہو یا بہت۔ ● پہلی قسم کو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے عقلاً و نقلاً باطل بتایا۔ ● اب حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے نہ رہا مگر بعض علم

غیب۔ اس کو وہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے مانتا ہے چنانچہ وہ کہتا ہے ”عموم واستغراق اضافی مراد ہے یعنی باعتبار بعض علوم ہے۔“ تو بعض علوم غیبیہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے مان کر کہتا ہے ”اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے“ یعنی معاذ اللہ حضور کی کچھ تخصیص نہیں۔ ایسا علم غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر بچے، ہر پاگل، ہر جانور، ہر چار پائے کو بھی حاصل ہے۔

◆ تو اس کا مطلب یہی ہوا یا نہیں کہ جیسا علم غیب واقع میں رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہے ایسا علم غیب ہر بچے، ہر پاگل، ہر چار پائے کو بھی ہے اور ”بسط البنان“ میں اس مضمون کے لکھنے والے کو کافر کہا۔ تو تھانوی صاحب نے خود اپنے ہی اوپر کفر کا فتویٰ دیا یا نہیں؟

◆ کوئی شخص بت کی پوجا کرے اور مسلمان اس پر اعتراض کریں، تو وہ اپنا پچھا چھڑانے کے لیے کہہ دے کہ بت پوجنے والا کافر ہے۔ تو یہ کہنا اس کا خود اپنے ہی اوپر کفر کا فتویٰ ہوا یا نہیں؟

◆ میری اس تقریر سے بھی ثابت ہو گیا کہ عبارت تھانوی کی یہ تاویل کہ چونکہ قائل کو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم غیب سے مطلقاً انکار ہے لہذا یہ تشبیہ تو بین نہیں۔ یہ تاویل باطل اور ”تَوَجِيهَةُ الْقَوْلِ بِمَا لَا يَرْضَى بِهِ قَائِلُهُ“ (ترجمہ:۔ بات کی ایسی وضاحت کرنا کہ جس سے خود اس کا کہنے والا ایسی وضاحت سے راضی نہ ہو) ہے۔

◆ آپ نے کہا کہ لفظ عالم کا اطلاق انسانوں پر جائز ہے اور لفظ عالم الغیب کا اطلاق بوجہ ایہام شرک کسی مخلوق پر کسی طرح جائز نہیں۔

مہربانم! یہ تو وہی پہلی دلیل ہے، اگر دوسری دلیل کا بھی خلاصہ یہی ہو کہ بوجہ ایہام شرک عالم الغیب کا اطلاق جائز نہیں، تو علم غیب کی دو قسم بیان کرنے کی کیا ضرورت اور اس سے کیا فائدہ؟ صرف اتنا کہہ دینا کافی تھا کہ بوجہ ایہام شرک حضور علیہ الصلاۃ والسلام پر لفظ عالم الغیب کا اطلاق جائز نہیں اور اتنی بات تھانوی صاحب پہلی دلیل میں بہت تفصیل کے

ساتھ کہہ چکے ہیں۔ تو دوسری دلیل سراپا مہمل و لغو ہو جائے گی۔

نہیں نہیں پہلی دلیل میں اس لفظ کے اطلاق کو منع کیا ہے اور دوسری دلیل میں یہ بتایا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کو جو علم غیب حاصل ہے، یہ کوئی فضل و کمال نہیں۔ ایسا علم غیب تو پاگلوں، جانوروں کو بھی حاصل ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جس طرح انسانوں پر عالم کا اطلاق اس طرح کیا جائے کہ ایہام شرک باقی نہ رہے، تو یہ بھی جائز ہے۔ مثلاً یوں کہا جائے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام بالواسطہ یا بعطائے الہی یا بتعلیم خداوندی عالم الغیب ہیں۔ شریعت مطہرہ سے اس کی ممانعت پر ہرگز کوئی دلیل نہیں اور سوال میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو بالواسطہ عالم الغیب کہا گیا ہے۔ اب تو عبارت تھانوی اور اس کے نوٹوں کے درمیان آپ کا نکالا ہوا فرق باطل ہو گیا۔

◎ اب بتائیے عبارت تھانوی میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی توہین ہے یا نہیں؟

اب آپ کی سمجھ میں آیا کہ وہ جو آپ نے کہا تھا کہ تھانوی صاحب کو نہ کل علوم کی بنا پر عالم کہا جاتا ہے، نہ مطلق بعض علوم کی بنا پر۔ بلکہ علوم شرعیہ کثیرہ کے جاننے کی بنا پر۔ لہذا تھانوی صاحب کے لیے یہ تشبیہ ضرور توہین ہے۔

مہربان من! حضور اقدس ﷺ کو بھی جو اہل سنت باعلام اللہ تعالیٰ عالم الغیب کہیں گے، وہ بھی نہ کل غیب کے علم کی بنا پر کہیں گے، نہ مطلق بعض علم غیب کی بنا پر، بلکہ علوم غیبیہ کثیرہ کی بنا پر اپنے آقا کی یوں مدح و ثنا کریں گے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام باذن ربہ تعالیٰ عالم الغیب ہیں۔

◎ جب تھانوی کے لیے وہ تشبیہ توہین ہوگئی، تو حضور اکرم ﷺ کے لیے تھانوی کی تشبیہ کیونکر توہین نہ ہوگی؟

◆ آپ نے گاؤں کے کھیا کو رازق کہنے کا نوٹو پیش کیا ہے، مگر یہ نوٹو اصل پر منطبق

(موافق) نہیں۔ رازق کا اطلاق شرعاً غیر خدا پر ممنوع ہے مگر عالم الغیب باعلام ربہ تعالیٰ کا اطلاق ہرگز ممنوع نہیں۔ اس کا صحیح نوٹو ہم سے سنیے۔ ایک زمیندار صاحب نے لنگر جاری کر دیا ہو۔ گاؤں کے رہنے والوں اور آنے جانے والوں کو کھانا کھلاتے، صدقات و خیرات بانٹتے ہوں۔ ان کو کوئی شخص کہے کہ زمیندار صاحب سخی ہیں۔ اس پر کوئی بے تمیز کہے کہ ”زمیندار صاحب کی ذات پر سخاوت کا حکم کیا جانا، اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس سے مراد تمام دنیا کے لیے سخاوت کرنا ہے یا بعض لوگوں پر، اگر بعض لوگوں پر سخاوت کرنا اور بعض کو کھانا کھلانا مراد ہے، تو اس میں زمیندار صاحب کی کیا تخصیص ہے۔ ایسی سخاوت تو ہر کتیا، سوڑ، گائے، بھینس کو بھی حاصل ہے۔ جانوروں کی ہر ایک مادہ اپنے بچوں کی پرورش کرتی، اُن کا پیٹ بھرتی ہے۔“

◎ اب بتائیے اس عبارت میں زمیندار صاحب کی توہین ہوگی یا نہیں؟ اگر ہوگی تو یہ عبارت تھانوی کی عبارت کا بالکل مطابق نوٹو ہے یا نہیں؟

◎ اگر ہے تو عبارت تھانوی کا توہین ہونا ثابت ہوا یا نہیں؟ معہذا (اس کے ساتھ) پھر کہتا ہوں کہ جو تصویر آپ نے گڑھ کر پیش کی ہے، اس میں بھی توہین ہوگی۔

آپ نہ مانیں تو سنیے۔ شرعاً اللہ عزوجل کی ذات پاک پر مبداء فیاض کا اطلاق جائز نہیں کیونکہ اسمائے الہیہ ”توقیضیہ“ ہیں۔ تو اب اگر کوئی ناواقف اپنے رب عزوجل کی یوں مدح کرے کہ اللہ تعالیٰ مبداء فیاض ہے۔ کیونکہ ہر چیز کی ابتدا اُسی سے ہے۔

اُس پر ایک بے دین یوں کہے کہ اللہ عزوجل کی ذات پر مبدئیت فیض کا حکم کیا جانا، اگر بقول اُس ناواقف کے صحیح ہو، تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس سے مراد کل اشیاء کی مبدئیت (آغاز) ہے یا بعض کی۔ اللہ تعالیٰ کا مبداء (شروع کرنے والا) کل اشیاء ہونا تو عقلاً نقلاً باطل ہے کہ وہ خود اپنی ذات کا مبداء نہیں اور اگر بعض اشیاء کی مبدئیت مراد ہے، تو اس

میں اللہ تعالیٰ کی کیا تخصیص ہے۔ ایسی مبدییت تو جانوروں اور کافروں کے لیے بھی حاصل ہے، جو نج (ذاتی، گھریلو) بنانے کی ابتدائی سے ہے۔ بتوں کے نام پر نجار (موٹا تازہ نیل، سائڈ) چھوڑنے کی ابتدا عمرو بن لُحی سے ہے۔ اہل بیت اطہر پر ظلم و ستم ڈھانے کی ابتدا یزید پلید سے ہے۔

⊙ اب یہ بتائیے کہ وہ بے دین اپنی اس تقریر کی وجہ سے کافر ہو گیا نہیں؟

⊙ کیا اُس کا یہ کہنا کہ شرعاً ذاتِ الہی پر مبداءِ فیاض کا اطلاق جائز نہیں۔ اس کی اس توہین پر پردہ ڈالے گا؟

⊙ کیا یہ بہانہ اُس کو کفر سے بچالے گا؟ اب آپ سمجھے؟

جس کھیا پر آپ نے وہ نوٹو پیش کیا ہے، اگر وہ سمجھ دار ہوگا، تو آپ کے دماغ کا علاج کرانے کے لیے آپ کو بریلی بھجوائے گا اور آپ کو بتائے گا کہ اگر تجھے اتنی ہی بات بتانی منظور تھی، تو صرف یہ کہہ دینا کافی تھا کہ غیر خدا پر رازق کا اطلاق شرعاً ممنوع ہے۔ تو نے یہ تشبیہ کیوں دی؟ تیرا مقصد ہی یہ تھا کہ تو مجھے چمار بھنگی سے تشبیہ دے کر میری توہین کرے۔ کیا اسی طرح تھانوی سے نہیں کہا جائے گا کہ اگر تجھے اتنی ہی بات کہنی تھی تو پہلی دلیل میں تو یہ بات کہہ چکا ہے۔ پھر دوسری دلیل بے کار کیوں دی؟ نہیں نہیں بلکہ تیرا مقصود ہی یہ تھا کہ پاگلوں جانوروں کے ساتھ تشبیہ دے کر سرکار رسالت کو گالی دے۔ کہیے اب آپ کی سمجھ میں آیا یا نہیں؟

حسام الحرمین پر اعتراض کا دندان شکن جواب

مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ سے وہاں کے علمائے کرام و مفتیان اعلام کا قادیانیوں دیوبندیوں پر کفر و ارتداد کا جو متفقہ فتویٰ ”حسام الحرمین شریفین“ سا لہا سال سے ہندوستان میں شائع ہو رہا ہے، اُس سے اپنے پیشواؤں کا پیچھا چھڑانے کے لیے آپ نے اس فتاویٰ

مبارکہ کو بے اعتبار بنانے کی کوشش کی ہے۔ کہتے ہیں اس میں قاسم نانوتوی کی تین عبارتیں صفحہ: ۱۴، صفحہ: ۲۸، صفحہ: ۳ کی نقل کی گئی عبارتوں کو اُلٹ پلٹ کر دیا۔ صفحوں کا حوالہ بھی نہیں دیا۔ درمیان میں خط فصل بھی نہیں دیا۔ مگر آپ کا یہ اعتراض اُس وقت صحیح ہوتا کہ تینوں عبارتوں کو اُلٹ پلٹ کر لکھ دینے سے نانوتوی کا کفر ثابت کیا جاتا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ختم نبوت کے متعلق تین مسئلے، ضروریات دین سے ہیں۔

(۱) پہلا یہ کہ آیت کریمہ میں و خاتم النبیین کے صرف یہی معنی ہیں کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں۔

(۲) دوسرا یہ کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانہ میں بھی کسی کو نبوت ملنا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے ختم نبوت کے خلاف ہے۔

(۳) تیسرا یہ کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے بعد کسی کو نبوت ملنا ختم نبوت کا منافی ہے۔

● نانوتوی صاحب نے ”تحذیر الناس“ صفحہ: ۳ پر لکھا ”عوام کے خیال میں رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں وَلَکِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیْنَ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے“ اس عبارت میں صاف لکھ دیا کہ خاتم النبیین کے یہ معنی سمجھنا کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں، یہ جاہلوں کا خیال ہے۔ سمجھدار لوگوں کے نزدیک یہ معنی صحیح نہیں۔ بلکہ اگر یہ معنی ہوں تو کلامِ الہی صحیح نہ رہے گا۔ یہ پہلے مسئلہ کا انکار ہوا۔

● صفحہ: ۱۴ پر لکھا ”بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو تو بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے“ اس عبارت میں صاف کہہ دیا کہ حضور کے زمانہ

میں کسی اور نبی کا پیدا ہونا ختم نبوت کے خلاف نہیں۔ یہ دوسرے مسئلہ کا انکار ہوا۔
 ● صفحہ: ۲۸ پر لکھا ”بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہوا تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔“ اس عبارت میں صاف کہہ دیا کہ حضور کے بعد کسی نئے نبی کا پیدا ہونا حضور کے وصف ختم النبیین کا مزاحم و منافی نہیں۔ یہ تیسرے مسئلہ کا انکار ہوا۔

◆ تو تین عبارتوں میں تین مستقل کفر ہیں۔ اگر تینوں عبارتیں بالترتیب نقل کی جاتیں، تو بھی تین کفر ہوتے۔ بے ترتیب نقل کر دی گئیں، اب بھی تین ہی کفر ہیں۔ کیا آپ میں یہ ہمت و جرأت ہے کہ ان تینوں میں سے دو کو اٹھا کر نانو توئی صاحب پر صرف ایک تیسرا ہی قائم رکھیں۔

کتاب ”المہند“ کا جھوٹی اور جعلی ہونا

آپ نے ”حسام الحرمین“ شریف کے مقابلہ میں خلیل احمد صاحب انیٹھوی کی جعلی جھوٹی بناوٹی کتاب ”المہند“ پیش کی۔ تعجب ہے آپ کو اس ناپاک کتاب کا نام لیتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ بفضلہ تعالیٰ میں نے اپنے رسالے ”زَادُ الْمُہِنْدِ عَلٰی النَّہِیْقِ الْاَنبِیْہِی الْمُفْنَدِّ“ میں اس کو ذبح کر ڈالا ہے۔ اس کے پر نچے اڑا دیے ہیں۔ آپ کی پارٹی پر لازم تھا کہ ”المہند“ کا نام لینے سے پہلے ”راد المہند“ کے اعتراضات قاہرہ کے جواب دے کر اُن سے عہدہ براہو لیتے۔ جس کتاب کی دھجیاں اڑا دی گئیں ہوں، اس کے رد کا ذکر زبان پر نہ لانا اور اسی مردودہ، مذبوہ کو پیش کرنا، کتنی بڑی ڈھٹائی اور حیا و شرافت کے ساتھ آپ کا کیسا سلوک ہے؟

◆ آپ نے ”المہند“ کا مقصود یہ بتایا کہ ”حسام الحرمین شریف“ میں معاذ اللہ علمائے حرمین کو دھوکا دے کر فتویٰ لیا گیا تھا۔ اس لیے ”المہند“ میں علمائے حرمین شریفین کو اصل

حقیقت سے آگاہ کیا گیا اور انہوں نے اصلی عبارتوں پر واقف ہو کر فتویٰ دیا کہ وہابیہ دیوبندیہ ان عبارتوں کے سبب کافر و مرتد نہیں ہیں۔ لیکن اس مقصد کے لیے لازم و ضروری تھا کہ گنگوہی و نانوتوی و انیٹھوی و تھانوی صاحبان کی اصل عبارت کے صحیح اور مطابق اصل ترجمے کر کے علمائے حرمین کے سامنے پیش کیے جاتے۔ مگر المہند میں ایسا نہیں کیا گیا۔ بلکہ جن عبارات کفریہ پر حسام الحرمین شریف میں فتوئے کفر ہے، ان میں سے کسی ایک کا بھی ترجمہ نہیں پیش کیا۔ بلکہ اپنی طرف سے اردو عبارتیں گڑھیں۔ جو دنیا بھر کی تحذیر الناس و براہین قاطعہ و حفظ الایمان میں موجود نہیں اور انہیں کے ترجمے کیے اور بزعم خود انہیں پر فتوے لیے۔ کیا اس سے بڑھ کر ”المہند“ کی جعلی، جھوٹی، فریبی، بناوٹی ہونے کا اور ثبوت درکار ہے؟

◆ مگر کیا انیٹھوی صاحب کی اس شرمناک کارروائی سے یہ ثابت نہ ہو گیا کہ خود انیٹھوی صاحب بھی جانتے تھے اور یقیناً جانتے تھے کہ نانو توئی و گنگوہی و تھانوی صاحبان کی عبارات یقیناً کفریات سے بھری ہوئی ہیں اور وہ ڈرتے تھے کہ اگر ہم انہیں عبارتوں کے ترجمے پیش کر دیں گے، تو پھر وہی کفر کے فتوے ملیں گے، جو ”حسام الحرمین شریف“ میں مل چکے ہیں۔

◆ کیا خود انیٹھوی صاحب کے اقرار سے ثابت نہ ہوا کہ یقیناً نانو توئی و گنگوہی و انیٹھوی و تھانوی کافر مرتد ہیں۔ ورنہ اُن کی اصل عبارات کفریہ کو چھپانے، اپنی طرف سے نئی عبارتیں گڑھنے اور اپنی گڑھی ہوئی عبارتیں پیش کرنے کی وجہ کیا ہے؟

◆ اتنا اور سُن لیجیے کہ ہم نانو توئی گنگوہی انیٹھوی تھانوی صاحبان کو اُن عبارتوں کی وجہ سے کافر کہتے ہیں، جو انہوں نے تحذیر الناس و براہین قاطعہ و حفظ الایمان میں لکھیں اور انیٹھوی صاحب نے اُن عبارتوں پر فتویٰ نہیں لیا۔ بلکہ اپنی گڑھی ہوئی عبارتوں پر بزعم خود فتوے لیا تو بالفرض المہند پر علمائے کرام حرمین شریفین کی اصل مہریں بھی ہوتیں، تو بھی یہ فتویٰ

تخذیر و براہین و حفظ الایمان کی عبارتوں پر نہ ہوا۔ تو اس سے حسام الحرمین شریف کی دھار پر کیا حرف آیا؟

◆ بلکہ انیٹھوی صاحب نے عبارت تھانوی کی تاویل میں تو یہ غضب ڈھایا کہ اپنی طرف سے یہ عبارت گڑھی ”حضرت کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا اطلاق اگر بقول سائل صحیح ہو تو ہم اُسی سے دریافت کرتے ہیں کہ اس غیب سے مراد کیا ہے؟ یعنی غیب کا ہر ہر فرد یا بعض۔ غیب کوئی غیب کیوں نہ ہو، پس اگر بعض غیب مراد ہے تو رسالت مآب ﷺ کی تخصیص نہ رہی کیونکہ بعض غیب کا علم اگرچہ تھوڑا سا ہو، زید و عمر و بلکہ ہر بچہ اور دیوانہ بلکہ جملہ حیوانات اور چوپاؤں کو بھی حاصل ہے۔ کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے کہ دوسرے کو نہیں۔ تو اگر سائل کسی پر لفظ عالم الغیب کا اطلاق بعض غیب کے جاننے کی وجہ سے جائز رکھتا ہے، تو لازم آتا ہے کہ مذکورہ بالا تمام حیوانات پر جائز سمجھے اور اگر سائل نے اس کو مان لیا تو یہ اطلاق کمالات نبوت میں سے نہ رہا۔ کیونکہ سب شریک ہو گئے اور اگر اس کو نہ مانے تو وجہ فرق پوچھی جائے گی اور وہ ہرگز بیان نہ ہو سکے گی۔“

◆ تذخیر الناس و براہین قاطعہ کی عبارتوں میں تو انیٹھوی جی نے اتنی ہی بے ایمانی کی تھی کہ نئی عبارتیں لکھ کر کہہ دیا کہ یہ تذخیر الناس و براہین قاطعہ کی عبارتوں کے خلاصے ہیں۔ جس سے ایک سمجھدار سمجھ سکتا تھا کہ یہ اصل کفری عبارتیں نہیں مگر یہاں تو انیٹھوی جی کی مکاری و عیاری کے جو بن اُبھار پر ہیں۔ اس گڑھی ہوئی عبارت کو لکھ کر صاف لکھ دیا کہ ”مولانا تھانوی کا کلام ختم ہوا۔ خدا تم پر رحم فرمائے۔ ذرا مولانا کا کلام ملاحظہ فرماؤ۔ بدعتیوں کے جھوٹ کا کہیں پتہ بھی نہ پاؤ گے“ یعنی لعنتِ الہی کے پھٹکے اڑا کر صاف کہہ دیا کہ یہ عبارت بعینہا (حرف بحرف) تھانوی کا کلام ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ آپ نے دیکھا خیانت اور دغا بازی اس کا نام ہے۔ کیا اب بھی المہند کا نام لیتے شرم نہ آئے گی؟

◆ اتنا اور سن لیجئے تذخیر الناس کی عبارات پیش کرنے پر آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ ایک بے دین کہہ سکتا ہے کہ قرآن شریف میں ہے ”إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَ الْمُشْرِكِينَ أُولَئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ“ ترجمہ:- ”بے شک جتنے کافر ہیں کتابی اور مشرک وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں۔ بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہی تمام مخلوق میں بدتر ہیں۔“ (پارہ: ۳۰، سورۃ الہینۃ، آیت نمبر: ۷۶/۷) کیونکہ اس بے دین نے قرآن پاک کے دو آیتوں کے دو ٹکڑے کر ڈالے۔ ● پہلی آیت کے پہلے ٹکڑے کو دوسری آیت کے دوسرے ٹکڑے سے ملا دیا۔ ● اور دوسری آیت کے پہلے ٹکڑے کو پہلی آیت کے دوسرے ٹکڑے سے ملا دیا یوں معنی کفری پیدا ہو گئے۔

◆ بخلاف عبارات تذخیر الناس کہ تینوں عبارتیں تین مستقل جملے ہیں اور مستقل جملوں کو بے ترتیب لکھ دینے سے ہرگز معنی نہیں بدلتے۔

◆ قرآن پاک میں اس ترتیب سے فرمایا گیا ہے ”إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَ الْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أُولَئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ“ (پارہ: ۳۰، سورۃ الہینۃ، آیت نمبر: ۷۶/۷) ترجمہ:- ”بے شک جتنے کافر ہیں کتابی اور مشرک سب جہنم کی آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے وہی تمام مخلوق میں بدتر ہیں۔ بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں“ (کنز الایمان) لیکن اگر کوئی شخص غلطی سے پہلی آیت کریمہ پیچھے اور دوسری آیت کریمہ پہلے پڑھ جائے، تو ہرگز نماز فاسد نہ ہوگی۔ نہ معنی بگڑیں گے۔

آخر میں آپ نے مدرسہ دیوبند کی تعریف کا خطبہ پڑھا ہے۔ مگر اسی طرح قادیانی بھی کہتے ہیں کہ خدمت اسلام ہم کر رہے ہیں۔ یورپ کی مختلف مقامات پر لاکھوں روپے خرچ کر کے اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ جس کا عشر عشر بھی دیوبندیوں کو نصیب نہیں۔ تو کیا ان کا یہ کہنا ان کو کفر سے بچالے گا؟ مہربانم! پہلے دیوبندی وہابیوں کا اسلام ثابت کر لیجیے پھر ان کی تعریف کے گیت گائیے۔ ورنہ ہم اس کے جواب میں صرف یہ آیت کریمہ تلاوت کر دیں گے۔ ”وَقَدْ مَنَّآ اِلَى مَاعْمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنْثُوْرًا“ (پارہ: ۱۹، سورۃ الفرقان، آیت نمبر: ۲۳) ترجمہ: ”ہم نے قصد فرما کر انہیں باریک باریک غبار کے ٹکڑے ہوئے ڈڑے کر دیا کہ روزن کی دھوپ میں نظر آتے ہیں۔“ (کنز الایمان)

◆ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر دیوبندی کافر ہیں، تو ساری دنیا کافر ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ قضیہ متصلہ لزومیہ ہے؟ یا اتفاقیہ لزومیہ ہے؟ تو اس کے مقدم و تالی کے درمیان لزوم کیسا ہے؟ یا یہ بات ہے کہ ساری دنیا صرف انہیں چار شخصوں نانوتوی، گنگوہی، انبٹھوی، تھانوی کا نام ہے؟ اور اب ان میں کے تین مرچکے ہیں، تو آپ کے نزدیک کل دنیا کا صرف ایک چوتھائی حصہ زندہ ہے؟ اور جب تھانوی صاحب بھی مر کڑی میں مل جائیں گے، تو آپ کے نزدیک ساری دنیا مر جائیگی؟ افسوس گستاخان بارگاہ رسالت کی محبت آپ سے کیسے کیسے کفریات کہلو رہی ہے؟ خدا آپ کو توبہ کی توفیق دے۔ اتنا اور سن لیجیے کہ ہندو سندھ و پنجاب و بنگال و مدراس و کن و کوکن و گجرات و کاٹھیاواڑ کے دو سو اڑسٹھ علمائے کرام و مفتیان اعلام و مشائخ عظام نے حسام الحرمین شریف کی تصدیق میں فتوے دیے ہیں کہ مرزائیہ قادیانیہ و وہابیہ دیوبندیہ سب کافر مرتد ہیں ملاحظہ ہو ”الصوارم الہندیہ“۔

آپ لوگوں نے ہمارے فاضل مولانا حشمت علی صاحب کی ایک لمبی تقریر دیر تک سنی۔ جس کو سنتے سنتے آپ لوگ گھبرا گئے ہونگے۔ آپ لوگوں کا وقت بھی بے کار ضائع ہوا۔ مگر اس کی ذمہ داری مجھ پر نہیں بلکہ ہمارے دوست کا یہ فعل ہے کہ میرا اور آپ لوگوں کا اتنا وقت ضائع کیا اور کام کی بات کوئی نہ کی۔ کاش بجائے اس کے کہ آپ حضرات علمائے دیوبند کو کافر بنا رہے ہیں، اتنا وقت کافروں کو مسلمان بنانے میں صرف کرتے، تو کیا خوب ہوتا۔ افسوس آج نمازیوں، روزہ داروں، حاجیوں، عالموں اور محدثوں کی جماعت مقدسہ کو بے دریغ کافر بنایا جا رہا ہے۔ ساری پبلک نے فیصلہ کر لیا ہوگا کہ میں تو علمائے اسلام کے مقدس گروہ کو مسلمان ثابت کرنا چاہتا ہوں اور ہمارے مولانا علمائے اسلام کو کافر بنا رہے ہیں۔

■ آپ نے بڑے زور سے حضرت مولانا خلیل احمد صاحب پر اعتراض کیا ہے کہ انہوں نے ”المہند“ میں ”حفظ الایمان“ کی اصل عبارت نہیں لکھی۔ میں کہتا ہوں کہ ”حفظ الایمان“ اردو میں ہے اور ”المہند“ و ”حسام الحرمین“ دونوں عربی میں ہیں۔ تو اصل عبارت نہ حسام الحرمین میں ہے، نہ المہند میں۔ البتہ دونوں میں ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔ تو آپ کے اعلیٰ حضرت نے حسام الحرمین میں عبارت حفظ الایمان کا لفظی ترجمہ پیش کر دیا۔ اسی لفظی ترجمہ کی وجہ سے یہ مصیبت پیش آگئی کہ علمائے حرمین نے کفر کا فتویٰ دے دیا اور حضرت مولانا انبٹھوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد یہ تھا کہ علمائے حرمین حفظ الایمان کی عبارت کا پورا صحیح مطلب سمجھ کر ”علی وجہ البصیرۃ“ فتویٰ دیں۔ اس لیے مولانا تھانوی کے کلام کا خلاصہ اور مطلب اپنے لفظوں میں لکھ کر اس پر فتویٰ لیا۔ آپ کے اعلیٰ حضرت کا پیش کیا ہوا ترجمہ بے شک صحیح اور مطابق اصل ہے مگر ایسا جیسے کوئی عربی یوں بولے ”كَانَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ

مُحَمَّدٍ تَحْتَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ“۔ اس پر کوئی بریلوی اس کا ترجمہ یوں کرے کہ ”محمد کی بیٹی فاطمہ ابی طالب کے بیٹے علی کے نیچے تھی“ اور یہی عبارت لکھ کر ہندوستان کے علمائے کرام کے سامنے استفتا پیش کرے کہ اس عربی نے حضور کی توہین کی یا نہیں؟ اس پر دیوبند کا ایک فاضل کہے کہ تم نے لفظی ترجمہ کیا ہے۔ جس کی وجہ سے توہین پیدا ہوگئی۔ بھائی اس عربی کے کلام کا صحیح با محاورہ ترجمہ یوں ہے، ”محمد ﷺ کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا ابو طالب کے بیٹے علی کرم اللہ وجہہ کی زوجہ مطہرہ تھیں“۔ تو دونوں ترجموں میں کچھ بھی فرق نہیں۔ البتہ پہلا ترجمہ لفظی ہونے کی وجہ سے توہین آمیز ہو گیا ہے اور دوسرا ترجمہ با محاورہ ہونے کے سبب تعظیم بن گیا۔ اسی طرح ”حسام الحرمین“ میں پیش کیا ہوا ترجمہ لفظی ہونے کی وجہ سے توہین ہو گیا اور ”المہند“ میں پیش کیا ہوا ترجمہ با محاورہ ہے۔ اس لیے توہین نہیں۔

■ اس ”المہند“ پر پچاس علمائے کرام حرمین شریفین کی مہریں ہیں۔ ”حسام الحرمین“ میں کل پینتیس (۳۵) علما کی مہریں ہیں۔ پینتیس (۳۵) عالموں کا فتویٰ زیادہ معتبر ہوگا یا پچاس علماء کا؟ بہر حال اس وقت کل سے جو تقریریں ہو رہی ہیں، ان سے تمام حاضرین نے یہ نتیجہ نکال لیا ہے کہ مولوی حشمت علی خاں صاحب عاجز ہو چکے ہیں۔ دلائل سے ان کا ہاتھ خالی ہے۔ حضرات علمائے دیوبند کا اسلام میں پورے طور پر ثابت کر چکا ہوں۔ میرے دلائل کا مولوی صاحب کچھ جواب نہیں دے سکے۔ دنیا نے دیکھ لیا کہ ایک فرزند دیوبند کے مقابلہ میں رضا خانیوں کے شیر پیشہ سنت کا کیا حال ہے۔

■ آپ نے ”الصورم الہندیہ“ کو بھی پیش کیا ہے۔ میں کہتا ہوں آپ نے اپنے گروہ کے علماء سے فتوے لے کر شائع کر دیے۔ یہ ضابطہ کے علماء نہیں، اگر آپ کہیں تو میں صرف ضلع اعظم گڑھ کے ضابطہ والے علماء سے فتویٰ لے کر چھپوا دوں۔ وہ دوسواڑ سٹھ سے زائد ہونگے کہ حضرات علمائے دیوبند کا فرو مرتد نہیں۔

■ اب آج تو وقت ختم ہونے والا ہے۔ صرف ایک تقریر کا وقت باقی ہے، وہ آپ لے لیں گے۔ کل پھر صبح سے مناظرہ ہوگا۔ کل کے مناظرہ میں میں اپنا خاص میگزین کھولوں گا اور حضرات علمائے دیوبند بالخصوص حضرت مولانا تھانوی دام مجدہ کے اسلام و ایمان پر وہ اٹل دلائل پیش کروں گا کہ آپ سنتے ہی گھبرا اٹھیں گے، پریشان ہو جائیں گے۔ اتنا اور سن لیجیے کہ رسول اللہ کے علوم غیبیہ خواہ کتنے ہی زائد ہوں اور پاگلوں جانوروں کے علوم غیبیہ اگرچہ کتنے ہی تھوڑے ہوں، شریعت کے نزدیک اس بات میں دونوں یکساں ہیں کہ عالم الغیب کے اطلاق کی علت نہیں بن سکتے۔

شیر رضا مولانا حشمت علی خاں

”المہند“ پر میرے لاجواب اعتراضات کے جواب سے عاجز ہو کر مولوی سنبھلی صاحب نے یہ تو قبول کر لیا کہ ”حسام الحرمین شریف“ میں عبارت تھانوی کا جو ترجمہ پیش کیا گیا ہے وہ صحیح اور مطابق اصل ہے۔ مگر اتنے ہی پر اکتفا کرتے تو ہمارا اُن کا اتفاق ہو جاتا۔ لیکن افسوس کہ اتنا کہنے کے بعد پھر احبار (یہودی علماء) پرستی کی رگ پھڑک اٹھتی ہے، تو تھانوی صاحب کے کفر پر پردہ ڈالنے کے لیے یوں کہتے ہیں کہ یہ با محاورہ نہیں، لفظی ترجمہ ہے۔ اسی وجہ سے یہ مصیبت تھانوی صاحب پر آگئی کہ ان پر خدا اور رسول جل جلالہ ﷺ کے گھروں سے کفر کا فتویٰ لگ گیا۔ ”الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالْحَقُّ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْأَعْدَاءُ“ ع

☆ مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری ☆

◆ اب میں آپ کو چیلنج دیتا ہوں کہ آپ اس بات کا ثبوت دیں کہ وہ ترجمہ عربی محاورے کے خلاف ہے۔ اور وہ کونسی بات ہے، جس پر اصل عبارت تھانوی دلالت نہیں کرتی، مگر ترجمہ اس پر دلالت کر رہا ہے۔ آپ نے جو جملہ ”كَانَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ عَلَيْهَا وَبَارَكَ وَ سَلَّمَ تَحْتَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ كَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَى

وَجَهْلُهُ“ پیش کیا ہے، اس پر قیاس مع الفارق ہے۔ عربی میں کسی معظّم کے لیے واحد کی ضمیر بولنا تو ہین نہیں۔ اردو میں واحد کی ضمیر سے اگر مقصود اظہار عظمت و محبت نہ ہو، تو تو ہین ہے۔ عربی میں ”كَانَتْ فُلَانَةٌ تَحْتِ فُلَانٍ“ کے یہی معنی ہوتے ہیں کہ ”فلاں عورت فلاں مرد کی بیوی تھی“۔ اردو اس رشتہ کو یوں نہیں بتاتے کہ فلاں عورت فلاں کے نیچے تھی بلکہ یہی کہتے ہیں کہ ”فلاں عورت فلاں مرد کی بیوی تھی“۔ ان وجوہ سے اس جملہ کا لفظی ترجمہ تو ہین ہو گیا۔

لیکن.....

◆ عبارت ”حفظ الایمان“ میں یہ لفظ ہے ”اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔“ اس کا ترجمہ عربی میں صرف یہی ہے ”أَيُّ خُصُوصِيَّةٍ فِيهِ لِحَضْرَةِ الرَّسَالَةِ“ عبارت تھانوی میں یہ ہے ”ایسا علم غیب“۔ عربی میں اس کا ترجمہ اس کے سوا کچھ اور ہو ہی نہیں سکتا کہ ”مَثَلِ هَذَا الْعِلْمِ بِالْغَيْبِ“۔ پھر اب آپ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ترجمہ با محاورہ نہیں۔ پہلے آپ یہ بتادیتے کہ عربی محاورے میں اس کا ترجمہ یوں ہونا چاہئے تھا اور اس پر کلام عرب سے دلائل پیش کرتے۔ اس کے بعد یہ کہنا کچھ زیبا تھا کہ ترجمہ با محاورہ نہیں۔

◆ رہا آپ کا ترجمہ ”المہند“ کو با محاورہ بتانا، تو یہ آپ کا ایسا سفید جھوٹ ہے، جس کے بولنے کی انہٹھوی صاحب کو بھی ہمت نہ ہو سکی۔ ورنہ وہ اپنی گڑھی ہوئی عربی عبارت کے مقابل اصل عبارت حفظ الایمان لکھ دیتے۔ کوئی ان کا کیا کر لیتا؟ یہی نا کہ اہل انصاف اس کذب و فریب پر لعنت الہی کا تحفہ بھیجتے۔ تو وہ اب کیا کر لیں گے۔ آپ نے بزور زبان یہ کہہ دیا کہ المہند اور حفظ الایمان دونوں کی عبارتوں کے مطلب میں کچھ فرق نہیں۔

○ سنیے حفظ الایمان میں ہے ”آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا“ اور المہند میں ہے ”علم غیب کا اطلاق کہیے“ ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہوا یا نہیں؟ حکم اور

اطلاق دونوں کے درمیان فرق عظیم ہے یا نہیں؟

○ حفظ الایمان میں ہے ”ایسا علم غیب تو حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے“ المہند میں ہے ”بعض غیب کا علم اگرچہ تھوڑا سا ہوزید و عمر و بلکہ ہر بچہ اور دیوانہ بلکہ جملہ حیوانات اور چوپاؤں کو بھی حاصل ہے۔“ حفظ الایمان میں لفظ ایسا حرف تشبیہ تھا۔ المہند کی عبارت میں تشبیہ پر دلالت کرنے والا کونسا لفظ ہے؟ جو اصل کفر تھا، اسی کو اڑا دیا۔ کہیے فرق ہوا یا نہیں؟

حفظ الایمان میں تھانوی صاحب نے حضور ﷺ کی سخت توہین کی ہے

◆ آپ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو جو علوم غیبیہ کثیرہ حاصل ہیں، ان میں اور پاگلوں جانوروں کے علوم غیبیہ قلیلہ میں اس بات کا کچھ فرق نہیں کہ شریعت نے حضور پر عالم الغیب کا اطلاق جائز رکھا ہو اور پاگلوں جانوروں پر اس کے اطلاق سے منع کیا ہو، بلکہ اس بات میں دونوں ایک سے ہیں کہ نہ ان کی وجہ سے حضور پر عالم الغیب کا اطلاق جائز ہے۔ نہ انکی وجہ سے پاگلوں جانوروں پر عالم الغیب کا اطلاق جائز ہے۔ اس کا مطلب یہی تو ہوا کہ آپ کے دھرم میں پاگلوں جانوروں کو جو ایک آدھ بات غیب کی معلوم ہے اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو جو علوم غیبیہ کثیرہ جلیلہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے، ان دونوں میں شریعت مطہرہ نے کچھ فرق نہیں کیا۔ پاگلوں جانوروں کے علوم حسیہ قلیلہ (تنگ اور کم) اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علوم غیبیہ کثیرہ عظیمہ (بہت اور عظمت والا) مورث مدح و سبب تعریف نہ ہونے کے اندر شریعت مطہرہ کی نگاہ میں دونوں یکساں (برابر) ہیں یعنی شریعت کے نزدیک جس طرح پاگلوں جانوروں کے علوم حسیہ اس قابل نہیں کہ ان کے سبب پاگلوں جانوروں کی مدح کی جائے، اسی طرح حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علوم غیبیہ عظیمہ جلیلہ کثیرہ کو بھی شریعت

مطہرہ نے کچھ قدر کی نگاہ سے نہ دیکھا اور یہ جائز نہ رکھا کہ ان کی وجہ سے حضور کی یوں مدح و ثنا کی جائے کہ حضور ﷺ اپنے رب جل جلالہ کی عطا سے عالم الغیب ہیں۔ کہیے یہ آپ کا کھلا ہوا کفر و ارتداد ہے یا نہیں؟

المہند میں ایٹھوی کی فریب کاری

”المہند“ والے ترجمہ کے متعلق ایک بات اور سن لیجئے۔ اگر ایٹھوی صاحب کو یہی مقصود ہوتا کہ علمائے حرمین محترمین تھانوی کی عبارت کا پورا مطلب بخوبی سمجھ کر ”علی وجہ البصیرۃ“ (دانائی سے، سوچ کر) فتویٰ دیں، تو ان پر لازم تھا کہ پہلے اصلی عبارت تھانوی کا صحیح ترجمہ پیش کرتے۔ اس کے بعد جو چاہتے اُس کا مطلب لکھتے اور یوں پوچھتے کہ ہم اس عبارت کا یہ مطلب سمجھتے ہیں۔ آپ کے نزدیک یہ مطلب اس عبارت سے نکلتا ہے یا نہیں؟ اور اس عبارت کا لکھنے والا کافر ہے یا نہیں؟ مگر ایٹھوی صاحب نے ایسا نہ کیا۔ بلکہ عبارت تھانوی کا مطلب اور خلاصہ اپنے جی سے گڑھا اور اُسی کو عبارت تھانوی بتا دیا۔ مطلب بھی وہ گڑھا جس کو عبارت ”حفظ الایمان“ سے کچھ بھی نسبت نہیں۔ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ایٹھوی کے نزدیک تھانوی صاحب کی عبارت یقیناً کفر و ارتداد ہے۔ اسی لیے مجبور ہو کر انہوں نے یہ فریب کیا۔

◆ آپ نے پھر ”المہند“ کی تعریف کا خطبہ پڑھا ہے۔ سنی ”المہند“ میں علامہ برزنجی کے رسالہ ”تشیف الکلام“ کے اول سے ایک عبارت نقل کی اور ایک عبارت بیچ میں سے نقل کی اور ایک عبارت آخر میں سے نقل کی اور باقی رسالہ پورے کا پورا ہضم کر لیا اور اُس کو ”المہند“ کی تقریظ (کتاب اور مصنف کی تعریف) بتایا۔ کہیے! یہ کھلا ہوا فریب اور دھوکا ہے یا نہیں؟ برزنجی صاحب کے اُس رسالہ پر تینیس (۲۳) مہریں تھیں، وہ تینیس (۲۳) مہریں

سب کی سب ”المہند“ پر اتار لیں۔ کیا یہ ایٹھوی صاحب کا ڈبل فریب نہیں؟ کیا ہر شخص اس طرح اپنی کتاب پر دنیا بھر کی کتابوں سے مہریں نہیں اتار سکتا؟

◆ اسی ”المہند“ کے صفحہ: ۶۶ و ۶۷ پر مفتی مالکیہ اور ان کے بھائی صاحب کی تقریظیں چھاپی ہیں اور بمصداق ”چہ دلا و راست دزدے کہ بکف چراغ دارد“ (چور کتنا دلیر ہے کہ ہاتھ میں چراغ لئے ہوئے ہے) یہ بھی لکھ دیا کہ ”مفتی مالکیہ اور ان کے بھائی صاحب نے بعد اس کے کہ تصدیق کر دی تھی، مخالفین کی سعی کی وجہ سے بحیلہ تقویت کلمات واپس لے لیا اور پھر واپس نہ کیا۔ اتفاق سے ان کی نقل کر لی گئی تھی۔ سو ہدیہ ناظرین ہے“ کیا ایٹھوی صاحب سے سیکھ کر اسی طرح ایک شخص اپنی تحریر پر دنیا بھر کے موافق و مخالف تمام علماء کی تقریظیں چھاپ کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ ”ان حضرات نے بعد اس کے کہ تصدیق کر دی تھی، مخالفین کی سعی کی وجہ سے اپنی تصدیقات کو بحیلہ تقویت کلمات واپس لے لیا اور پھر واپس نہ کیا۔ اتفاق سے ان کی نقلیں کر لی گئیں تھیں۔ سو ہدیہ ناظرین ہیں۔“

◆ پھر یہ بات بھی قابل ملاحظہ ہے کہ اگر مفتی مالکیہ اور ان کے بھائی صاحب نے ایٹھوی صاحب کا مکرو فریب معلوم کرنے کے بعد اپنی تقریظوں کو واپس لیا تو وہ ”المہند“ کے مقرظ و مصدق (تقریظ کرنے والے اور تصدیق کرنے والے) ہی نہیں رہے۔ پھر ان کی تصدیق چھاپنا، کتنی بڑی بے ایمانی ہے؟

◆ اور اگر مخالفین کی خوشامد کی وجہ سے انہوں نے حق کو چھپایا، تو وہ حضرات معاذ اللہ حق پوش، باطل کوش ٹھہرے۔ پھر بھی ان کی تقریظ کو چھاپنا، کتنی بڑی بددیانتی ہے۔ اسی ”المہند“ کے صفحہ: ۶۰ پر علمائے مکرمہ کی تصدیقات نقل کیں۔ جن کا عنوان یہ ہے ”هَذِهِ خُلَاصَةُ تَصَدِيقَاتِ السَّادَةِ الْعُلَمَاءِ بِمَكَّةِ الْمُكْرَمَةِ“ جس کا ترجمہ یہ لکھا ”یہ مکرمہ کے علماء کی تصدیقات کا خلاصہ ہے۔“ سوال یہ ہے کہ ایٹھوی صاحب اپنا کونسا نقصان دیکھ کر علمائے

مکہ کی تصدیقات کا خلاصہ کرنے پر مجبور ہوئے۔ اُن کی پوری عبارتیں کیوں نہ چھاپیں؟ ان کی تحریرات میں وہ کونسی عبارات تھیں، جن کو انہیٹھوی صاحب نے اپنے لیے مضرو مخالف سمجھ کر حذف کر دیا۔ کیا اب بھی کوئی دیوبندی ”المہند“ کا نام لیتے نہ شرمائے گا؟ کیا اسی پر آپ کو ناز تھا کہ ”المہند“ پر علمائے حرمین طیبین کی پچاس (۵۰) مہریں ہیں۔ (انا لله وانا الیہ راجعون)
 ◆ یہاں پر مجھے ایک ہندو، بت پرست کا شعر یاد آ گیا۔ کاکا پرشاد ایک ہندو ہے۔ وہ میرے مالک و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یوں تعریف کرتا ہے:-

اگر شمس و قمر کو کوئی دامن میں چھپالے ÷ اور دولتِ دارین کو ہاتھوں میں اٹھالے
 پھر کاکا پرشاد سے پوچھے کہ تو کیا لے ÷ نعلین محمد کو وہ آنکھوں سے لگا لے

افسوس ایک ہندو، دھوتی باندھنے والا، بت کا پجاری، میرے آقا ﷺ کی یوں تعریف کرے اور گنگوہی و انہیٹھوی و تھانوی صاحبان نمازی، حاجی، روزہ دار ہو کر، لمبی داڑھیاں رکھ کر، ماتھے پر کالے ٹیکے بنا کر، یوں گالیاں دیں کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے زائد شیطان کو علم ہے۔ شیطان معاذ اللہ خدائے پاک جل جلالہ کی صفت خاصہ میں اس کا شریک ہے۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا سا علم غیب تو بچوں پاگلوں جانوروں چارپاؤں کو بھی حاصل ہے۔ کہیے گنگوہی و انہیٹھوی و تھانوی صاحبان اس کا کاکا پرشاد سے بھی بدتر کافر و مرتد ثابت ہوئے یا نہیں؟

الصوارم الہندیہ کا مستند ہونا

آپ نے ”الصوارم الہندیہ“ پر یہ کہا کہ تم نے اپنے گروہ کے علماء سے فتوے لے لیے۔ اس اپنے گروہ سے کیا مراد ہے؟ اگر حضور پر نور، مرشد برحق، امام اہل سنت، مجدد دین و

ملت، سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدین و متوسلین مراد ہیں، تو یہ غلط ہے۔ ”الصوارم الہندیہ“ میں بہت سے ایسے علمائے کرام کے فتوے ہیں جو حضور اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ کے نہ مرید ہیں، نہ تلمیذ اور اگر اپنے گروہ سے آپ نے گروہ اہل سنت مراد لیا ہے، تو بے شک اس کتاب سے مجھے یہی بات دکھانی مقصود تھی کہ جس قدر علمائے اہل سنت ہیں، ہندو سندھ و پنجاب و بنگال و مدراس و دکن و کوکن و گجرات و کاتھیاواڑ میں، وہ سب مرزائیوں دیوبندیوں کے کافر مرتد ہونے پر اجماع و اتفاق رکھتے ہیں۔ کوئی سنی عالم کہیں کا ہو، اس مسئلہ میں ہرگز مخالف نہیں۔

◆ آپ نے ایک لفظ کہا ”ضابطہ کے علماء“۔ تو آپ کے ضابطہ والے علماء ایسے ہی ہونگے، جیسے اس وقت ڈیڑھ سو دیوبندی و غیر مقلد ”فضلائے قریر العین“ (آنکھوں کی ٹھنڈک پاخانہ) آپ کی پشت پر ہیں۔ کل سے پوچھ رہا ہوں ”مغیبات کونسا صیغہ ہے؟“ نہ آپ بتا سکے، نہ یہ آپ کے پشت پناہ مولوی صاحبان آپ کو بتا سکے۔ یا آپ کے نزدیک ضابطہ کے علماء وہ لوگ ہونگے، جن سے بقول گنگوہی و انہیٹھوی صاحبان حضور اقدس ﷺ نے معاذ اللہ اردو زبان سیکھی۔ (ولا حول ولا قوۃ الا باللہ)

اس وقت کا مناظرہ اسی تقریر پر ختم ہے۔ اس وقت سے کل صبح آٹھ بجے تک آپ کو سوچنے، مشورہ کرنے، اپنے استاد مولوی حبیب الرحمن منوی اور دوسرے پشت پناہ مولوی صاحبوں سے سمجھنے، کا کافی وقت ہے۔ کل آپ اپنا خاص میگزین کھولیں گے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آج کی طرح کل کا وقت بھی محض فضول مکابرہ معاندہ میں صرف نہ کریں گے بلکہ کم از کم کل صبح اپنے خاص میگزین سے ایسے گولے برسائیں گے، جن سے گنگوہی و انہیٹھوی و نانوتوی و تھانوی صاحبان کافر و ارتداد اڑ جائے۔

مناظرہ کا آخری اور تیسرا دن

کارروائی بروز منگل۔ ۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ

17-10-1933 - Tues Day

”مناظرہ بند کرانے کی دیوبندیوں کی ناکام کوشش“

یہ بات رات ہی کو وثوق کے ساتھ سنی جا چکی تھی کہ آج رات میں ”یا پولیس المدد“ اور ”یا تھانہ دارالغیاث“ کہہ کر مناظرہ بند کرانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ اس لیے کہ دیوبند کے منظور نظر، مادر و باہیہ کے لخت جگر، مولوی منظور صاحب سنبھلی کا سارا اسٹاک ختم ہو چکا تھا اور منو گو پا گنج و مبارک پور وادری وغیرہ مقامات کے ڈیڑھ سو غیر مقلد و دیوبندی مولویاں نے باہم مل کر جو مصالحہ تیار کر کے سنبھلی صاحب کے ہاتھ میں دیا، وہ سب خرچ ہو چکا اور مولوی منظور اور ان کے پشت سوار مولویوں کے ہاتھ خالی ہو چکے تھے اور ان سب کے پاس رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انپٹھوی و اشرف علی تھانوی و قاسم نانوتوی صاحبان کو مسلمان ثابت کرنے کے لیے کٹڑی کے جالے کے برابر بھی کوئی کمزوری کمزور، بودی سی بودی دلیل باقی نہ رہی تھی اور ہزاروں کے مجمع نے نکل ہی ان کی کمزوری و عاجزی کو مشاہدہ کر لیا تھا۔ مگر وقت ختم ہو جانے کے سبب دیوبندوں کو یہ کہہ کر اندھیری ڈالنے کا موقع ملا کہ وقت ہی ختم ہو گیا۔ اس لیے مناظرہ صاحب شیر پیشہ سنت مولانا حشمت علی خاں صاحب کے اعتراضات کا جواب نہ دے سکے۔ کل یوں تقریر کریں گے، ایسا جواب دیں گے، اشرف علی صاحب تھانوی کا کفر اٹھا دیں

♦ آپ نے اب تک عبارت حفظ الایمان کی تین (۳) متضاد (برعکس، اُلٹی سُلٹی) تاویلیں کی ہیں۔

- (۱) جس قدر عبارت حسام الحرمین شریف میں پیش کی گئی ہے، یہ ضرور کفر ہے مگر سیاق و سباق اس کفر کو مٹا دیتا ہے۔
 - (۲) عبارت حفظ الایمان میں علم غیب کے حکم کی بحث نہیں بلکہ لفظ عالم الغیب کے اطلاق کی بحث ہے۔ لہذا کفر نہیں۔
 - (۳) مولوی تھانوی صاحب حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم غیب سے مطلقاً منکر ہو کر یہ عبارت لکھ رہے ہیں۔ لہذا کفر نہیں۔ اگر حضور کے لیے علم غیب مان کر ایسا کہتے، تو بے شک کفر ہوتا۔
- یہ تینوں باہم ایک دوسری کارروا ابطال کر رہی ہیں۔ کل آپ سوچ کر آئیے اور اس کا جواب لائیے کہ ان تینوں تاویلوں میں سے صحیح کونسی ہے؟ اور باقی دو کونسی غلط ہیں؟

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

(دوسرے دن کا مناظرہ ختم ہوا)

مناظرہ شروع ہوا

دیوبندی مولوی منظور نعمانی

اللہ فرماتا ہے ”يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسِلُهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ ط تَقُلْتُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ط لَا تَاتِيكُمْ إِلَّا بَغْتَةً ط يَسْأَلُونَكَ كَانَتْكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ط قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ“ (پارہ: ۹، سورۃ الاعراف، آیت نمبر: ۱۸۷) اور تفسیر خازن و تفسیر کبیر و تفسیر بیضاوی و تفسیر جامع البیان کی بہت سی عبارتیں پڑھ کر اپنے زعم میں یہ ثابت کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قیامت کا علم اللہ عزوجل نے نہ دیا اور نہ کبھی دیگا۔

اسی تقریر میں ”خطیب شربنی“ کا نام لیا، تو ”مشرم بنی“ کہا۔ شیر پیشہ سنت نے پوچھا یہ کیا لفظ ہے؟ تو ”مشرم بنی“ کہا۔ جب اس پر بھی اعتراض کیا تو گھبرا گئے اور خطیب شربنی کی عبارت ہی پیش کرنا بھول گئے۔ غرض انھیں باتوں میں سارا وقت گزار دیا۔

نوٹ: خطیب الشربنی کا نام علامہ امام احمد بن محمد شربنی الشافعی المتوفی ۷۷۹ھ ہے۔ ان کی لکھی ہوئی تفسیر ”السراج المنیر“ کا شمار علمائے اسلام کے نزدیک معتبر، معتمد اور مستند تفسیر میں ہوتا ہے۔

شیر رضا مولانا حشمت علی خاں

(درد و شریف پڑھنے کے بعد)

میں تو اس خیال میں تھا کہ رات بھر کی مہلت میں آپ ڈیڑھ سو مولویان و ہابیہ غیر مقلدین و دیوبندیہ سے مشورہ لے کر کوئی ایسی دلیل پیش کریں گے، جس سے اشرف علی

گے، سنیوں کے مناظرہ کو بھگا دیں گے۔ خیر خدا خدا کر کے رات گزری۔

عوام اہلسنت حضرت مولانا حشمت علی کو لیکر میدان مناظرہ میں

اہل سنت نے فجر کی نماز ادا کی اور شیر پیشہ سنت مولانا حشمت علی خاں صاحب کو لے کر میدان مناظرہ میں پہنچے۔ وہاں جا کر یہ گل کھلا کہ مناظرہ گاہ سے علیحدہ چار پائیاں اور کچھ کرسیاں پڑی ہوئی ہیں۔ جن پر کچھ آدمی اور گوپا گنج کے نائب تھانہ دار (P.S.I.) اور ہیڈ محرر (Senior Writer) اور نمونوں کے تین چار دیوبندی مولوی بادستار و ریش دراز بیٹھے ہیں۔ یہ تذکرہ ہو رہا ہے کہ آج آخری دن ہے۔ یقیناً فساد کا قوی احتمال ہے۔ اس لیے آج مناظرہ ہرگز نہیں ہونا چاہئے۔ اس گفتگو کو سن کر کچھ اہل سنت بھی وہیں پہنچ گئے اور انہوں نے اطمینان دلایا کہ دو روز اس طرح خیر و خوبی کے ساتھ مناظرہ ہوا۔ دیوبندیوں نے تالیاں بھی بجائیں، شور بھی مچایا، اشتعال انگیز کلمات بھی بکے، مگر سنیوں کی طرف سے کوئی اشتعال نہ ہوا۔ وہابیوں نے قہقہے لگائے، تمسخر اڑائے مگر سنیوں نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا۔ صبر اور تحمل سے کام لیا اور اپنی امن پسندی و شرافت کا ثبوت دیا۔ آج بھی آپ مناظرہ ہو جانے دیں اور اہل سنت کے صبر و ضبط و تحمل کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ مگر نائب تھانہ دار کے سامنے وہابیہ ایسے ہولناک خطرے پیش کر چکے تھے کہ وہ کسی طرح تیار نہ ہوتے تھے۔ اہل سنت کا مناظرہ پر اصرار بسیار دیکھ کر دیوبندیوں نے بھی اپنا بھرم رکھنے کے لیے پہلے تو نائب تھانہ دار صاحب کو علیحدہ لے جا کر سرگوشیاں کیں اور پھر سب کے سامنے آ کر بظاہر خوشامدیں کرنے لگے کہ ہماری بھی خوشی ہے کہ مناظرہ ہو جانے دیجیے۔ اسی لیت و لعل (ٹال مٹول) میں ساڑھے دس بج گئے۔ بالآخر بعد اصرار بسیار نائب تھانہ دار صاحب نے کہا کہ میں صرف آج مناظرہ کی اجازت دیتا ہوں اور.....؟

صاحب تھانوی اور ان کے تبعین کا کفر اٹھ جائے گا۔ مگر معلوم ہوا کہ رات بھر کی مہلت نے بھی تمام وہابیہ دیوبندیہ وغیر مقلدین مٹو و گوپا گچ وغیرہ مقامات سے آئے ہوئے، آپ کی مشکل کشائی نہ کر سکے۔ آپ نے تو کل سیدہ ٹھونک کر کہا تھا کہ کل میں اپنا خاص میگزین کھولوں گا اور اس کے گولے میں کل چلاؤں گا۔ آج اپنا میگزین آپ کیوں نہیں کھولتے؟ کیا میری طرح آپ بھی یہی سمجھتے ہیں کہ وہابیہ دیوبندیہ وغیر مقلدین کے میگزین کے گولے ہوائی ہوا کرتے ہیں۔ جن کا نتیجہ بجز اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ فضا کو تھوڑی دیر کے لیے گندا اور بدبودار کر دیا جائے۔

◆ پرسوں میں نے رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انیسٹھوی صاحبان کا کفر و ارتداد واضح سے واضح کر دیا تھا۔ کل میں نے اشرف علی تھانوی صاحب اور ان کے تبعین کا مرتد و کافر ہونا بعونہ تعالیٰ آفتاب سے زائد روشن طور پر ثابت کر دیا ”المہند“ کا جعلی، جھوٹی، فریبی، بناوٹی کتاب ہونا آنکھوں سے دکھا دیا۔ ”حسام الحرمین شریف“ کی حقانیت کے چمکتے ہوئے آفتاب عالمتاب کے حضور خورشید فلک کو شرمادیا۔ آپ نے ان میں سے کسی کو ہاتھ نہ لگایا۔ بہتر ہے کہ پہلے اپنے اکابر کے اور اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت دیں۔ یا اپنا کفر قبول کر کے توبہ کریں۔ سچے دل سے کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمانی کے سایے میں آئیں۔ اس کے بعد علم قیامت و علم خمس وغیرہ جس مسئلہ پر چاہیں گفتگو فرمائیں۔

حضور ﷺ کو بطائے الہی تعین وقت قیامت کا علم حاصل ہے

اصولاً مجھے آپ کے استدلال کی طرف توجہ ہی نہیں کرنی چاہئے، لیکن تبرعاً عرض کیے دیتا ہوں کہ آیت کریمہ ہرگز اس امر کے منافی نہیں کہ حضور عالم غیب باذن ربہ تعالیٰ ﷺ کے لیے تعین وقت قیامت کا علم بطائے الہی حاصل ہے۔ چنانچہ حضرت علامہ اسماعیل حقی آفندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ”تفسیر روح البیان شریف“ جلد سوم کے صفحہ ۲۹۳ پر اسی آیت کریمہ کے تحت میں فرماتے ہیں:-

”قَدْ ذَهَبَ بَعْضُ الْمَشَايخِ إِلَى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْرِفُ وَقْتِ السَّاعَةِ بِأَعْلَامِ اللَّهِ تَعَالَى وَهُوَ لَا يُنَافِي الْحَصْرَ فِي الْآيَةِ كَمَا لَا يُخْفِي وَفِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَيَّ أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ“

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:-

”تفسیر روح البیان“ علامہ اسماعیل حقی، المتوفی: ۱۱۳ھ، مطبوعہ: دار احیاء التراث، بیروت۔ لبنان، سن طباعت: ۱۴۲۱ھ، جلد نمبر: ۳، سورہ اعراف، آیت: ۱۸۷-۱۸۸، صفحہ نمبر: ۳۷۳

ترجمہ:

”بیشک بعض مشایخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ نبی ﷺ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے قیامت کے وقت کو پہنچانتے تھے اور اس کو آیت کریمہ یسئلونک عن الساعة ایان مرسہا میں جو حصر فرمایا گیا، اس سے منافات نہیں۔ اور صحیح مسلم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت قائم ہونے تک جو کچھ ہونے والا ہے، حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو سب کی خبر دے دی۔“

منظور صاحب! اب تو میں نے آپ کی یہ بالک ہٹ بھی پوری کر دی۔ اب آپ براہ مہربانی عبارات حفظ الایمان و براہین قاطعہ و فتاویٰ رشیدیہ پر بحث کر کے، ان کے قائلین (کہنے والوں) کا کفر و ارتداد اٹھائیے۔

مناظرہ کے صدر صاحب:

(مضطر بانہ حالت میں کھڑے ہو کر)

میں دونوں طرف کے علمائے کرام سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ مناظرہ مسئلہ علم غیب پر مقرر ہوا ہے۔ کل اور پرسوں براہین قاطعہ اور حفظ الایمان کی عبارتوں پر بحث ہو چکی ہے۔ اس لئے آج صرف مسئلہ علم غیب پر گفتگو ہونا چاہئے۔

شیر رضا مولانا شمس علی خاں

جناب صدر! میں آپ کو توجہ دلاتا ہوں کہ یہ مباحثہ مسئلہ علم غیب سے باہر نہیں گیا ہے۔ مسئلہ علم غیب کے ماتحت تین قسم کے مسائل ہیں۔

اول

ضروریات دین مثلاً اللہ عزوجل کو تمام غیبوں کا علم محیط تفصیلی ذاتی حاصل ہے۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو بعض غیب کا علم اللہ عزوجل نے عطا فرمایا۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا علم غیب تمام مخلوقات سے یقیناً وسیع تر ہے۔ جانوروں پاگلوں کا علم حضور اقدس ﷺ کے علم اقدس کے مثل ہرگز نہیں۔ یہ چاروں مسئلے ضروریات دین میں سے ہیں۔ ان کا منکر بلکہ ان میں شک رکھنے والا بلکہ ان کے منکر کو، اس کے انکار پر مطلع ہونے کے بعد، کافر کہنے سے انکار کرنے والا بھی قطعاً کافر مرتد ہے۔

دوم

ضروریات مذہب اہلسنت مثلاً حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے جو شخص تمام ماکان و مایکون کا تفصیلی علم محیط بطنی الہی مانے، وہ یقیناً مسلمان ہے۔ ہرگز کافر مشرک نہیں۔ اللہ عزوجل نے اپنے محبوبوں کو بالخصوص حضور سید المرسلین ﷺ کو علوم خمسہ میں سے بہت جزئیات کا علم بخشا۔ اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی حضرات

مرسلین علیہ الصلاۃ والسلام کے واسطے سے کچھ علوم غیب عطا ہوتے ہیں۔ یہ مسائل ضروریات مذہب اہل سنت سے ہیں۔ ان کا منکر یا ان میں شک کرنے والا کافر نہیں بلکہ بدن مذہب گمراہ ہے۔

سوم

وہ مسائل جو خود علمائے اہل سنت میں مختلف فیہا (جن میں اختلاف ہے) ہیں مثلاً حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو تعیین وقت قیامت کا علم بھی عطا ہوا۔ بلا استثنا غیب خمسہ کے تمام جزئیات کا تفصیلی علم محیط بھی عطا ہوا۔ تمام ”ماکان من بدء الخلق وما یکون الی ان یدخل اهل الجنة منازلہم و اهل النار منازلہم“ کا تفصیلی محیط علم غیب عطا ہوا۔ حقیقت روح کا علم بھی عطا ہوا۔ جملہ مشابہات قرآنیہ کا علم بھی عطا ہوا۔ یہ مسائل وہ ہیں، جن میں خود علمائے اہل سنت کے درمیان اختلاف ہوا۔ ان میں جانبین سے کسی کی تکفیر و تضلیل معاذ اللہ درکنار منکر یا مثبت کو فاسق بھی نہیں کہہ سکتے۔ جبکہ وہ انکار بسبب مرض قلب نہ ہو۔ جیسا کہ اس زمانہ میں وہابیہ غیر مقلدین و دیوبندیہ کو ہے کہ فضائل حضور محمد رسول اللہ ﷺ سے جلتے ہیں اور جہاں تک ممکن ہوتا ہے، تنقیص کی راہ چلتے ہیں کہ ان کا یہ انکار یقیناً گمراہی و بدن مذہبی ہے۔ جیسا کہ اس مضمون کی تحریر لکھ کر میں ابتدائے مناظرہ ہی میں مولوی منظور کے سپرد کر چکا ہوں۔ تو میں چاہتا ہوں کہ اسی مسئلہ علم غیب میں جو اہل سنت اور دیوبندیوں کے درمیان زبردست اصولی شدید اختلافات ہیں، پہلے ان میں گفتگو ہو کر یہ مسائل صاف ہو جائیں۔ اس کے بعد جب ہم اپنے مقابل کو مسلمان سمجھ لیں گے، تو وہ جس ہلکے سے ہلکے مسئلہ پر چاہیں گے، گفتگو کر سکیں گے۔

مناظرہ کے صدر صاحب

(نہایت گہرائے ہوئے لہجہ میں)

آپ کی اس علمی بحث کا تو میں جواب نہیں دے سکتا مگر میں نہایت زور دے کر یہ کہتا ہوں کہ آپ حفظ الایمان و براہین قاطعہ کی بحث کو چھوڑیں۔ علم ماکان و مایکون پر بحث کریں۔

شیر رضا مولانا حشمت علی خاں

میں نہایت افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ مجھے اصول مناظرہ کے خلاف مشورہ دے رہے ہیں۔ الایم فالایم (جو ضروری ہے، اس کو اہمیت ہے) مناظرہ کے اصول موضوعہ میں سے ہے۔ لہذا میں آپ کی اس خلاف اصول فرمائش کی تعمیل کرنے سے مجبور ہوں۔

دیوبندی مولوی منظور نعمانی

جناب مولوی صاحب! یہ صدر صاحب ہمارے اور آپ کے دونوں کے مسلم ہیں۔ ان کے ہر حکم کی تعمیل فریقین پر ضروری ہے۔

شیر رضا مولانا حشمت علی خاں

صدر کے اختیارات میں یہ نہیں ہے کہ کسی فریق کو اصول مناظرہ کے خلاف کسی بات پر مجبور کرے۔

دیوبندی مولوی منظور نعمانی

شرائط مناظرہ کی پابندی فریقین سے کرنا صدر کے فرائض میں سے ہے۔

شیر رضا مولانا حشمت علی خاں

کیا شرائط مناظرہ میں سے یہ بھی ہے کہ ایک فریق اصولی اہم اختلافی مسئلہ پر چھڑی ہوئی بحث کو چھوڑ دے اور اس کا مقابل جس طرف بھاگے اسی طرف اپنی باگ موڑ دے؟

مناظرہ کے صدر صاحب:

(نائب تھانہ دار سے مخاطب ہو کر)

مناظرہ کا یہ حال دیکھتے ہوئے میرے خیال میں مناسب یہ ہے کہ آپ اپنے اختیارات کو کام میں لائیں اور مناظرہ کو بند کرادیں۔

نائب تھانہ دار (P.S.I.)

(شیر پیشہ سنت سے مخاطب ہو کر)

آپ اس مسئلہ پر گفتگو کیوں نہیں فرمانا چاہتے، جس پر مولوی منظور صاحب زور دے رہے ہیں۔

شیر رضا مولانا حشمت علی خاں

جناب من! بات یہ ہے کہ مسئلہ علم ماکان و مایکون کے متعلق خود مولوی منظور صاحب سنبھلی پرسوں اپنی دستخطی تحریر دے چکے ہیں کہ اس کا ماننے والا کافر نہیں، مسلمان ہے۔ تو اس مسئلہ میں ہمارا اور مولوی صاحب کا اختلاف ایک حد تک رفع ہو گیا۔

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے تمام ماکان و مایکون کا تفصیلی محیط علم غیب ماننے والا ہمارے نزدیک بھی مسلمان ہے اور مولوی صاحب کے نزدیک بھی مسلمان ہے۔

اب اختلاف صرف اتنی بات میں رہ گیا کہ یہ علم فی الواقع (واقعی، دراصل) حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا بھی تھا یا نہیں؟ بخلاف ان مسائل کے جن پر کل تک بحث ہوتی رہی کہ ہمارے نزدیک اُنکا انکار کرنے والا ایسا کافر ہے کہ جو اس کے کفر میں شک کرے، وہ بھی کافر ہے۔

اور مولوی صاحب ان مسائل کے منکروں کو مسلمان بلکہ اپنا پیشوا اور مقتدا سمجھتے

شیر رضا مولانا حشمت علی خاں

اچھا! ان لوگوں کے نام مت لکھیے۔ صرف اسی قدر لکھ دیجئے کہ فتاویٰ رشیدیہ، براہین قاطعہ و حفظ الایمان کی تینوں عبارتیں کفر و ارتداد ہیں۔

دیوبندی مولوی منظور نعمانی

(گھبرا کر)

واہ واہ! اگر میں کتابوں کا نام لے کر لکھنے پر مجبور کیا جاؤں گا، تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ کی ہر بات ماننا چلا جاؤں۔

شیر رضا مولانا حشمت علی خاں

اچھا کتابوں کے نام بھی مت لکھیے۔ میں ایک پرچے پر براہین قاطعہ و حفظ الایمان و فتاویٰ رشیدیہ کی صرف عبارتیں لکھے دیتا ہوں۔ آپ ان کے نیچے صرف اتنا لکھ دیجئے کہ یہ تینوں عبارتیں کفر ہیں۔

دیوبندی مولوی منظور نعمانی

میں لفظ کفر کس طرح لکھ سکتا ہوں۔

شیر رضا مولانا حشمت علی خاں

اچھا آپ لفظ کفر بھی نہ لکھیے۔ صرف اتنا لکھ دیجئے کہ میں ان عبارتوں کو نہیں مانتا ہوں۔ میرے نزدیک یہ عبارتیں منافی اسلام و ایمان ہیں۔

ہیں۔ تو ہمارے نزدیک مولوی سنبھلی اور ان کے اس عقیدہ میں ان کا ساتھ دینے والے سب وہابیہ دیوبندیہ وغیر مقلدین کافر مرتد ہیں۔ تو اس اہم مسئلہ کو چھوڑ کر بھاگنا اور ایک ہلکے فرعی اختلافی مسئلہ پر گفتگو کرنے کے لیے ضد کرنا فرار نہیں تو اور کیا ہے؟

دیوبندی مولوی منظور نعمانی

(بہت چمک کر)

ہم بھی ان مسائل کے منکر کو کافر کہتے ہیں۔

شیر رضا مولانا حشمت علی خاں

بسم اللہ! ابھی اسی بات کی تحریر دے دیجئے کہ براہین قاطعہ و حفظ الایمان و فتاویٰ رشیدیہ کے مصنفین رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبٹھوی و اشرف علی تھانوی اور ان کے مریدین و معتقدین و تابعین مولوی عبدالشکور کاکوروی، مولوی مرتضیٰ حسن در بھنگی، مولوی شبیر احمد دیوبندی، مولوی حسین احمد اجودھیا باشی، مولوی وصی اللہ مقیم گوپا گنج، مولوی حبیب الرحمن منوی، مولوی عبدالطیف منوی اور جملہ وہابیہ دیوبندیہ اور ان کے ان عقیدوں میں ان کا ساتھ دینے والے جملہ وہابیہ غیر مقلدین سب کے سب کافر مرتد ہیں۔

◆ اس تحریر کے وصول ہو جانے کے بعد میں آپ کو مسلمان اور اپنا دینی بھائی سمجھوں گا اور پھر جس مسئلہ پر آپ چاہیں گے، میں آپ کے ساتھ گفتگو کروں گا۔

دیوبندی مولوی منظور نعمانی

(شرماتی ہوئی ادا سے)

واہ! میں نے یہ کب کہا تھا کہ ان لوگوں کا نام لے کر کافر کہہ دوں گا۔

دیوبندی مولوی منظور نعمانی

میں یہ بھی نہیں لکھ سکتا۔ البتہ میں اتنی بات کا اقرار کرتا ہوں کہ ہمارے اور آپ کے درمیان اصول اسلام میں کوئی اختلاف نہیں۔

شیر رضا مولانا حشمت علی خاں

ظاہر ہے کہ ہم اہل سنت آپ کو اور آپ کے پیشواؤں کو، ان کی عبارات کفریہ کے سبب کافر و مرتد کہتے ہیں۔ آپ نے یہ سب کچھ جانتے ہوئے اس بات کا اقرار کیا کہ ہمارے آپ کے درمیان کوئی اصولی اختلاف نہیں لہذا آپ صرف اسی مضمون کی تحریر دے دیجئے کہ ”گنگوہی، انپٹھوی، نانوتوی، تھانوی کی تکفیر کلامی اصول اسلام کے خلاف نہیں۔“

دیوبندی مولوی منظور نعمانی

میں یہ بھی نہیں لکھ سکتا۔ اتنا لکھ دینا تو اپنے پیشواؤں کے کفر کا اقرار ہوگا۔

شیر رضا مولانا حشمت علی خاں

الحمد للہ! اب ظاہر ہو گیا کہ آپ کا وہ اقرار کہ میں بھی ان مسائل کے منکر کو کافر کہتا ہوں۔ اس مناظرہ سے محض اپنی جان بچانے کے لیے آپ کا تقیہ اور فریب تھا۔ آپ جس بات کا اقرار کرتے جاتے ہیں، اسی کا انکار بھی کرتے جاتے ہیں۔

خیر! صرف اتنی تحریر لکھ دیجئے کہ ”میں گنگوہی، انپٹھوی، تھانوی و نانوتوی کا کفر اٹھانے سے عاجز و مجبور ہوں۔“ اس کے بعد جس مسئلہ پر آپ چاہیں گے، میں آپ کے ساتھ گفتگو کروں گا۔

دیوبندی مولوی منظور نعمانی

اچھا! آپ اس بات کی تحریر دیجئے کہ میں علم ماکان و مایکون پر بحث کرنے سے عاجز ہوں۔ پھر میں حفظ الایمان کی عبارت پر بحث کروں گا۔

شیر رضا مولانا حشمت علی خاں

سبحان اللہ! خوب رہی میں نے کب علم ماکان و مایکون پر بحث کرنے سے عاجز ہونے کا اقرار کیا ہے۔ مگر جب ہمارے آپ کے درمیان ایک زبردست شدید اصولی اختلافی مسئلہ پر بحث ہو چکی ہے، جس کے طے ہو جانے پر آپ کے کفر و اسلام کا مدار ہے، تو بغیر اس کو طے کیے اور بغیر میرے اعتراضات و مطالبات کو حق و صحیح تسلیم کیے ہوئے اور بغیر میری تقریر کا رد کیے ہوئے اور بغیر میری تقریر کا جواب دینے سے عاجزی کا اقرار کیے ہوئے، اس بحث کو چھوڑ کر ایک فرعی مسئلہ پر بحث کے لیے آمادگی ظاہر کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ علم قیامت کی بحث پر یہ شورشوری اور اپنے بڑوں کے کفر و ارتداد پر یہ بے نمکی۔

نائب تھانہ دار (P.S.I.)

میں نے سنا ہے کہ کل اور پرسوں کی تقریر میں آپ کی طرف سے سخت الفاظ استعمال کیے گئے۔ مولانا اشرف علی صاحب کے علم کو پاگلوں جانوروں کے علم کے مانند اور مولانا منظور صاحب کی آنکھوں کو کتے سور کی آنکھوں کی طرح کہا گیا۔ ایسے تو ہین آمیز اور اشتعال انگیز کلمات سے نقص امن کا خطرہ ہے۔ جس کے آپ ذمہ دار ہونگے۔ آپ تحریر دے چکے ہیں کہ کسی قسم کے دل آزار کلمات استعمال نہ کروں گا۔

نائب تھانہ دار (P.S.I.)

(متحیر و پریشان ہو کر جانین کو خطاب کرتے ہوئے) آپ دونوں صاحبان میں سے کوئی صاحب اپنے مقابل کے پیش کردہ بحث پر مناظرہ کرنا نہیں چاہتے۔ آخر یہ مناظرہ کیونکر ہوگا؟

شیر رضا مولانا حشمت علی خاں

آپ خود اس بات پر غور فرمائیے کہ مسئلہ تکفیر تمام مسائل میں سب سے اہم ہے۔ اس پر گفتگو پرسوں سے کل تک ہو چکی ہے۔ میں دلائل سے مولوی منظور صاحب کے اکابر کا مرتد و کافر ہونا ثابت کر چکا ہوں اور مولوی صاحب کے تمام شبہات کا کافی ازالہ کر چکا ہوں۔ اب مولوی صاحب پر لازم ہے کہ میرے دلائل کا جواب دیں۔ میرے جوابات کا رد کریں اور اگر اس سے عاجز ہیں، تو اپنے اکابر کا کفر تسلیم کر کے دیوبندی دھرم سے توبہ کر کے مسلمان ہو جائیں اور اس کے بعد پھر جو مسئلہ چاہیں پیش فرمائیں۔ آخر اس وقت انکار کی کیا وجہ ہے؟ کل تک تو اقرار تھا۔

مولوی صاحب نے بڑی بلند آہنگی کے ساتھ اعلان کیا تھا کہ ابھی میرے پاس حفظ الایمان کی بحث میں میگزین بھرا ہوا ہے۔ آخر آج آپ اپنے میگزین کا استعمال کیوں نہیں فرماتے؟ دنیا دیکھ لے گی کہ آپ کے میگزین کے گولے محض ہوائی ہونگے۔

نائب تھانہ دار (P.S.I.)

میں چاہتا ہوں کہ اب مناظرہ ختم ہو جانا چاہئے۔ اس لیے کہ جانین میں سے کوئی مولوی صاحب بھی اپنے مخالف کی بات کا جواب دینا نہیں چاہتے۔

شیر رضا مولانا حشمت علی خاں

الحمد للہ! ان کلمات کے استعمال سے میرا مقصد نہ تو ہین تھی، نہ اشتعال انگیزی، نہ کسی کی دل آزاری بلکہ صرف یہ مقصد تھا کہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی عبارت حفظ الایمان کا بارگاہ رسالت میں سخت توہین اور شدید گالی ہونا موافق و مخالف ہر ایک کی سمجھ میں آجائے، اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اسی تحریر میں بڑھا دیا تھا کہ مسئلہ تکفیر دیوبندیہ کو سمجھانے کے لیے جن تمثیلات و بیانات کی ضرورت ہوگی، وہ مستثنیٰ رہیں گے۔

اس وقت خود آپ نے میری فتح مبین کا اعلان کر دیا۔ اس لیے کہ میرا اس مناظرہ سے مقصود اس بات کو ظاہر کرنا تھا کہ عبارت ”حفظ الایمان“ بارگاہ رسالت میں بدترین دشنام (گالی) ہے۔ جب یوں کہنا کہ مولوی اشرف علی کے علم کی کیا تخصیص، ایسا علم تو پاگلوں جانوروں گدھوں کٹوں سوروں کے لیے بھی حاصل ہے اور مولوی منظور سنبھلی کی آنکھوں کی کیا تخصیص، ایسی آنکھیں تو اُلٹے سور کی بھی ہیں، توہین کرنا اور اشتعال دلانا ہے۔ تو ثابت ہو گیا کہ عبارت حفظ الایمان کا یہ ناپاک کلام کہ ”اس میں حضور ﷺ کی کیا تخصیص، ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر بچہ اور پاگل بلکہ تمام جانوروں اور چارپایوں کو بھی حاصل ہے۔“ یہ بارگاہ رسالت میں گستاخی اور گالی ہے۔ بس اتنا ہی مقصود تھا۔ اس عبارت کا توہین و اشتعال انگیز و دل آزار ہونا ثابت ہو گیا اور بارگاہ رسالت کی توہین کرنے والا، حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو ایذا دینے والا، اتفاقاً و اجتماعاً کافر مرتد ہے۔

لہذا مولوی منظور صاحب کو آپ مجبور کیجیے کہ وہ اپنے اس کفر سے توبہ کریں یا اس کا جواب دیں یا اس کے جواب سے عاجز ہونے کی تحریر دیں۔ پھر اُس کے بعد کوئی اور مسئلہ چھیڑنے کا حق ان کو ہوگا۔

دیوبندی مولوی منظور نعمانی

(آپ سے باہر ہو کر)
میں اس مضمون کی تحریر بھی ہرگز نہیں دے سکتا۔

نائب تھانہ دار (P.S.I.)

(فیصلہ کرنے سے مجبور ہو کر)

آپ ان کی باتوں کو خلاف اصول سمجھتے ہوئے، ان کا جواب دینا نہیں چاہتے اور یہ (سنبھلی صاحب کی طرف اشارہ کر کے) اپنی کسی مصلحت کی بنا پر آپ کے مباحث پر گفتگو نہیں کرنا چاہتے، جن پر پرسوں اور کل بحث ہو چکی ہے۔

لہذا میں حکم دیتا ہوں کہ مناظرہ بند کر دیا جائے اور آئندہ اگر آپ لوگوں کو پھر مناظرہ کی خواہش ہو تو ضلع اعظم گڈھ کے مجسٹریٹ صاحب سے اجازت لے کر مناظرہ کیجیے۔

شیر رضا مولانا حشمت علی خاں

مولوی منظور صاحب! افسوس اس وقت نائب تھانہ دار صاحب نے آپ کی جان بچالی۔ ورنہ میں خوب جانتا ہوں کہ ان مباحث میں آپ کا سارا مصالح ختم ہو چکا ہے۔ اگر ایک گھنٹہ اور گفتگو جاری رہتی، تو بعون العزیز المتقدر خود آپ کے مونہ سے اقرار کر دیتا کہ طواغیت اربعہ دیوبندیت (چار دیوبندی جھنڈے یعنی سردار) نانوتوی، گنگوہی، انبٹھوی، تھانوی قطعاً یقیناً کافر و مرتد ہیں۔ ایسے کہ ان کے کفر و ارتداد میں شک کرنے والا بھی کافر و مرتد ہے۔ لیکن افسوس کہ نائب تھانہ دار صاحب نے اس سلسلے ہی کو منقطع کر دیا اور آپ کی بے کسی و عاجزی پر رحم کھا کر مناظرہ بند کر دیا۔

خون اس پر اس ہماری حسرت دیدار کا ÷ بند جس نے کردیا روز تری دیوار کا

دیوبندی مولوی منظور نعمانی

(بہت زائد پریشان اور مبہوت ہو کر) میری گزارش یہ ہے کہ مولوی حشمت علی خاں صاحب میرے اکابر کے کفر و ارتداد پر تقریر کرتے رہیں، دلائل پیش کرتے رہیں، میں مولوی صاحب کی کسی بات کا جواب نہ دوں گا اور ان کی کسی دلیل کو ہاتھ نہ لگاؤں گا۔ میں رسول اللہ ﷺ سے علم قیامت کی نفی ثابت کرتا رہوں گا اور اسی پر دلائل قائم کرتا رہوں گا۔ مولوی حشمت علی خاں صاحب میری کسی بات کا جواب نہ دیں اور میں ان کی کسی بات کا جواب نہ دوں۔

شیر رضا مولانا حشمت علی خاں

الحمد للہ! حق کا بول بالا ہوا۔ باطل کا مونہ کالا ہوا۔ سارے مجمع نے بجز اللہ تعالیٰ دیکھ لیا کہ ہمارا مقابل اپنے اور اپنے اکابر کے مسلمان ہونے کا ثبوت دینے سے بالکل عاجز و مجبور ہے اور اپنے اکابر کے کفر و ارتداد پر بحث کرنے سے گریزاں اور مفروز (بھاگنے والا) ہے۔ دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کا کافر و مرتد ہونا، ہر اس شخص پر واضح ہو گیا، جس کے دل میں ایمان و انصاف کا نور ہے۔ آج بجز اللہ تعالیٰ ”الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ“ (پارہ: ۲۳، سورۃ البیسین، آیت نمبر: ۶۵) ترجمہ: ”اور ہم ان کے مونہوں پر مہر کر دیں گے۔“ (کنز الایمان) کا ظہور ہے۔

اب نائب تھانہ دار صاحب اور جملہ حاضرین سے میری یہ گزارش ضرور ہے کہ مولوی منظور صاحب نے ابھی جو تقریر کی کہ تم ہمارا کفر و ارتداد ثابت کرتے رہو، ہم اُس کا جواب ہی نہ دیں گے۔ ہم علم قیامت ہی پر بحث کرتے رہیں گے۔ اسی مضمون کو لکھوا کر مولوی سنبھلی صاحب سے دستخط کرا کے مجھے دلوادیں۔ پھر مجھے ان کی یہ ہٹ بھی منظور ہے۔ اس تحریر کے مل جانے کے بعد اسی مسئلہ پر گفتگو کروں گا، جس پر مولوی منظور کو ضد و اصرار ہے۔

دہانی مولوی عبداللطیف

آپ اپنے کو کمزور اور ضعیف بتلا رہے ہیں۔ حالانکہ اس عمر اور اس حالت میں بھی ڈنڈا لے کر اپنے مذہب کی تبلیغ کے واسطے آپ چار چار کوس چلے جاتے ہیں۔

سستی مولوی احمد علی صاحب

مذہبی تبلیغ ہرگز کوئی جرم نہیں۔ اس سے بڑھ کر خوش نصیب کون؟ جس کی ساری عمر تبلیغ حق میں صرف ہو۔ لیکن یہ بات آپ نے بالکل جھوٹ کہی کہ میں ڈنڈا لے کر چار چار کوس تک اپنے مذہب کی تبلیغ کے واسطے چلا جاتا ہوں۔ اگر اس کو آپ ثابت کر دیں، تو میں آپ کی تکذیب سے توبہ کرتا ہوں، ورنہ آپ جھوٹ بولنے سے توبہ کر لیجیے۔ البتہ آپ ہی لوگ ہیں اور یہ غیر مقلد مولوی لوگ جو اس وقت آپ کے ساتھ ایک ہی پلیٹ فارم پر آپ کے دست و بازو بنے ہوئے بیٹھے ہیں۔ جنہوں نے مسو میں اور ضلع اعظم گڑھ کے گاؤں گاؤں میں فتنہ و فساد برپا کر رکھا ہے۔ تمام فسادات کے مبداء و منتہی (شروع کرنے والے) آپ ہی لوگ ہیں۔

اس بات کو سن کر مولوی عبداللطیف خاموش ہو گئے اور مولوی حبیب الرحمن و مولوی ایوب وغیرہ مسو کے دیوبندی مولویوں نے اس بات کو منظور کر لیا کہ مجسٹریٹ ضلع سے اجازت مناظرہ حاصل کرنا، ہمارا ہی کام ہے اور اسی گفتگو پر جلسہ ختم ہوا۔ ”سنیوں کا بول بالا ÷ دیوبندیوں کا مونہ کالا ہوا“۔ سچے سچے نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ دیوبندی دھرم سراپا کفر و باطل ہے۔ مجمع میں جو ہندو لوگ موجود تھے، انہوں نے بھی صاف طور پر کہہ دیا کہ آج ہم کو معلوم ہوا کہ جیسے ہمارے یہاں آریہ دینا نندی ہیں، اسی طرح مسلمانوں میں کے دیوبندی ہیں۔ اب تک شیر بیشہ سنت منتظر ہیں مگر مسو کے دیوبندیوں نے اپنا وعدہ وفا نہ کیا۔ کیا کسی دیوبندی میں کچھ دم ہے، کسی دہانی کے خون میں کچھ حرارت ہے، مادر دیوبندیت کے کسی

خیراب میں پھر پر زور الفاظ میں آپ کو اور آپ کے ان پشت سوار ڈیڑھ سو دیوبندی وغیر مقلد مولویوں کو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر اب بھی اکابر ملت دیوبندیہ نانوتوی و گنگوہی و انبیٹھوی و تھانوی کے کافر مرتد ہونے میں یا ان چاروں میں کسی کے کفر پر مطلع ہونے کے بعد اس کے کافر مرتد ہونے میں شک کرنے والے وہابیہ دیوبندیہ وغیر مقلدین کے کافر مرتد ہونے میں کچھ بھی شک، ذرا سا بھی شبہ ہو، تو آپ لوگ خود مسو میں مناظرے کی اجازت ضلع مجسٹریٹ صاحب سے حاصل کر کے مجھ کو مطلع کیجیے۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے گھر کے اندر گھس کر، آپ کی چھاتی پر چڑھ کر مونگ دلوں گا (آتش غیرت سے جلاؤں گا) اور وہیں پہنچ کر آپ کی ہوس پوری طرح مٹا دوں گا۔

دہانی مولوی عبداللطیف مسو

(اپنے گروہ کے حیا سوز فرار اور شرمناک عجز پر پردہ ڈالتے ہوئے، کانپتے ہوئے، بانسوں اُچھلتے ہوئے، کلیجے کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر) ہم بڑی خوشی سے اس کے لیے تیار ہیں۔ مسو کے مولوی احمد علی صاحب جو آپ کے ساتھ بیٹھے ہیں میرے ساتھ اعظم گڑھ چلیں۔ میں اپنے موٹر پر لے چلوں گا۔ ہم دونوں مل کر مجسٹریٹ ضلع سے اجازت حاصل کریں۔

سستی مولوی احمد علی صاحب

میں ایک ضعیف اور کمزور آدمی ہوں۔ آنکھوں سے بھی معذور ہوں۔ مجھے اس کام میں شامل کرنا ہرگز مناسب نہیں۔ اس مناظرے کے بانی آپ لوگ ہیں۔ محرک آپ لوگ ہیں۔ دعوت مناظرہ بھی آپ ہی لوگوں نے دی ہے۔ منتظم بھی آپ ہی لوگ ہیں۔ مسو کا مناظرہ بھی اسی مناظرہ کا تتمہ (بقیہ) اور تکملہ ہوگا۔ لہذا اس کی اجازت بھی جس طرح ہو سکے، آپ ہی لوگ حاصل کریں۔

فرزند کو کچھ عبرت ہے کہ منوں کے دیوبندیوں سے ان کے اس وعدہ کو پورا کرا کے اپنی حیا داری کا ثبوت دے۔ ہم پیش گوئی کرتے ہیں کہ کوئی دیوبندی اس کے لیے تیار نہیں ہو سکتا۔ ارے اٹھو جواب دو، تم میں کوئی زندہ ہے؟ گورستان و ہابیت میں سناٹا ہے۔

کچھ ایسا سونے ہیں سونے والے کہ جاگنا حشر تک قسم ہے۔

مناظرہ کے حالات دیکھ کر مسلمانان اداری و ہابیہ سے سخت متنفر ہوئے اور انہوں نے مولوی محمد امین پیش امام جامع مسجد کو جو کہ فاضل دیوبند تھا، امامت سے علیحدہ کر دیا اور کہا کہ تمہارا کفر ثابت ہو چکا۔ تو ہم تمہیں ہرگز امام نہ بنائیں گے۔ ہرگز تمہارے پیچھے نماز نہ پڑھیں گے۔

ایک دیوبندی فاضل کی توبہ

پیش امام نے ”ادری“ اور ”خالص پور“ گاؤں کے باشندوں کے سامنے توبہ کی کہ میں ایسے عقیدہ سے توبہ کرتا ہوں۔ تحریری توبہ نامہ لکھ کر سنیوں کو دے دیا۔ وہابیوں کے امام جامع مسجد کو توبہ کرنی پڑی۔ توبہ نامہ لکھ کر دے دیا۔ وہابی خود اپنے مناظر سے متنفر ہو گئے۔ مناظرہ کا انجام وہابیہ کی ذلت و خواری ہوئی۔ ہر شخص ان سے نفرت، ان پر ملامت کرتا تھا۔ ہندو تک کہنے لگے کہ وہابی بُری طرح ہارے۔ بعد توبہ کرنے امام موصوف کے دیوبندیہ کے گروہ کے چند سربراہ اور وہ نے امام موصوف سے جملہ اخراجات مناظرہ جو صرف ہوئے تھے، اس کا مطالبہ کیا۔ کہ تم نے وہابیت سے کیوں توبہ کی؟ لہذا ایک سو روپیہ جو مناظرہ وہابیہ کو فیس دیا ہے اور دو سو چھتیس روپیہ، سوادس آنے، دے دو۔

اس دباؤ میں نو مسلم امام کا رخ پلٹا اور اس کو وہابیہ دیوبندیہ کی خوشامد کرنی پڑی۔ وہابیہ نے یہ کہا کہ اس مناظرہ کا جو افسوسناک انجام ہوا تھا، وہی مدتوں کے لیے صدمہ جا نکاہ

تھا۔ تم نے توبہ کر کے زخم پر اور نمک پاشی کی اور دنیا کو یہ دکھا دیا کہ مناظرہ کا یہ نتیجہ ہوا کہ دیوبند کے فاضل بھی اپنے اکابر کا اور اپنا کفر تسلیم کر گئے اور مجمع عام میں توبہ کی۔ اب تمہیں اس بار سے اس شرط پر سبکدوش کیا جاسکتا ہے کہ واقعات مناظرہ کے متعلق جو کچھ مضمون ہم لکھ دیں اس کو تم اپنے نام سے چھپو دو۔ امام بے چارہ مجبور تھا۔ روپیہ نہیں دے سکتا تھا۔ اس نے یہ منظور کر لیا اور وہابیہ نے ایک سر تا پا غلط اشتہار لکھ کر اس کے نام سے شائع کر دیا۔

اس واقعہ سے اس کی اور ہوا خیزی ہوئی اور آج اداری اور اس کے نواح میں وہابی گروہ کو کمال حقارت سے دیکھا جاتا ہے۔ مولوی منظور سنبھلی تو پولیس کی پناہ لے کر بھاگے۔ وہابیہ نے ہر چند چاہا کہ ایک روز ٹھہر جائیں مگر کسی طرح نہ ٹھہرے۔ سنیوں کی طرف سے فتح کے شاندار جلسے ہوئے اور تیرہ روز تک اس نواح میں حضرت شیر پیوہ سنت مولانا ابوالفتح حافظ محمد حشمت علی خاں صاحب مدظلہ کی زبردست تقریریں ہوتی رہیں۔ بہ کثرت لوگ وہابیت سے تائب ہوئے۔ سنیت کا علم بلند ہوا اور وہابیت ذلیل و رسوا ہوئی۔ دیوبندیت کی دھجیاں اڑ گئیں۔ ولہ الحمد

دیوبندیہ وہابیہ کی بے حیائی حد سے گزر گئی

کہ ایک ایسی شرمناک شکست اور ایسی ذلت و خواری اور اتنی بڑی رسوائی کے بعد انہوں نے اپنی فتح کا اشتہار شائع کر دیا اور ذرا خیال نہ کیا کہ اداری اور اس کے نواح کے ہزار ہا مخلوق اس جھوٹے اشتہار کو دیکھیں گے، تو کس قدر ملامت کریں گے۔ اس اشتہار میں ایسی ایسی غلط بیانیوں سے کام لیا ہے، جن کو دیکھ کر دیکھنے والے وہابیہ کے دین کے بطلان اور ان

کے بیانات کے کذب پر یقین کر لیں۔ وہابیو ہمیشہ دنیا میں نہ رہو گے۔ جھوٹی کاغذ کی ناؤ تمہیں پار نہ لگا دے گی۔ کچھ تو خدا کا خوف کرو۔ تمہیں نہ کبھی مناظرہ میں کامیابی نصیب ہوئی ہے، نہ تمہارے کسی بڑے میں علمائے اہل سنت کے سامنے آنے کی جرأت ہے۔ کب تک تم دنیا کو اپنی بے چارگی کے تماشے دکھاؤ گے؟ یا سچی توبہ کرو یا گھر میں خاموش بیٹھو۔ میدان مناظرہ میں آنا تمہارا کام نہیں ہے۔ ”حلوا خوردن راروئے باید“ یعنی ”حلوا کھانے کے لئے منہ چاہئے“۔ یہ مثل ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ عزت کے لیے لیاقت ضروری ہے۔

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین والصلاة والسلام علی سید المرسلین والہ واصحابہ وابنہ الغوث الاعظم واحزابہ وسراج امتہ الامام الاعظم واحبابہ وعلی مجدد ملتہ وامام اہلسنتہ العالم بشریعتہ و کتابہ وعلینا وعلی جمیع اہل سنتہ وجماعة المتادیین بتعظیمہ وادابہ اجمعین۔
فقیر۔ ابوالظاہر محمد طیب قادری برکاتی نوری دانا پوری غفرلہ ذنبہ المعصومی والصوری

ڈیڑھ سو سوالات قاہرہ

اس مناظرہ میں بچہ تعالیٰ وہابیہ دیوبندیہ پر ڈیڑھ سو سے زائد سوالات قاہرہ و مطالبات باہرہ نازل ہوئے اور الحمد للہ کہ لا جواب رہے اور باوجود اس کے کہ مولوی منظور سنبھلی کی حمایت کے لیے ان کی پشت پر ڈیڑھ سو وہابیہ دیوبندیہ وغیر مقلدین کے مولوی صاحبان سوار تھے۔ جن میں مشہورین کے نام یہ ہیں۔ (۱) مولوی محمد شفیع گوپا گنجی (۲) مولوی احمد غیر مقلد منوی (۳) مولوی اسرائیل ساکن گھوسی، (۴) مولوی عبداللطیف منوی (۵) مولوی حبیب الرحمن منوی (۶) مولوی منیر الدین (۷) مولوی محمد صدیق (۸)

مولوی محمد (۹) مولوی سعد اللہ (۱۰) مولوی عبدالصمد گوپا گنجی (۱۱) مولوی عبدالرشید (۱۲) مولوی محمد آئین اداری (۱۳) مولوی عبدالجبار (۱۴) مولوی عبداللہ غیر مقلد (۱۵) مولوی تقی (۱۶) مولوی محمد زماں (۱۷) مولوی بدیع الزماں (۱۸) مولوی یار محمد (۱۹) مولوی یار محمد گھوسی (۲۰) مولوی حنیف گھوسی (۲۱) مولوی محمد بشیر خان اداری۔

تو یہ شکست مبین صرف مولوی منظور سنبھلی کی نہیں بلکہ ان تمام وہابی دیوبندی وغیر مقلد مولویوں کی ہے اور اب ان میں سے کسی مولوی کو مسلمانان اہل سنت کے مقابل ایک حرف بولنے کا حق نہیں۔ جب تک ان تمام ایرادات قاہرہ (زبردست عیب جوئی) و اعتراضات باہرہ کا جواب نہ دی لیں اور بعونہ تعالیٰ وبعونہ حبیبہ علیہ الصلاة والسلام ان سوالات و اعتراضات و مطالبات و ایرادات کا جواب دینا محال و ناممکن ہے واللہ الحمد۔

شکریہ:

سب سے زائد اس مناظرے کے ناظرین کی طرف سے دلی شکریہ کے مستحق حامی سنت، حاجی بدعت، حضرت مولانا حکیم مطیع الرضا محمد شمس الہدیٰ صاحب اعظمی رضوی دام مجدہم العالی ہیں۔ جو عین وقت پر مناظرہ گاہ میں حضرت سیدی صدر الشریعہ، مصنف بہار شریعت، مولانا مولوی حاجی مفتی شاہ محمد امجد علی صاحب قبلہ دام ظلہم الاقدس کا تمام وکمال پورا کتب خانہ گھوسی سے اٹھوا کر لے آئے۔ جس سے کتابوں کا حوالہ دینے میں بہت آسانی ہوئی۔ جزاہم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

● ہمارے محترم مہربان جناب محمد سلیمان خان صاحب قادری چشتی اشرفی زید مجدہم کا بھی شکریہ ادا کرنا ضروری ہے، جو اپنے اکھاڑے کے جملہ شاگردوں کو لے کر میدان مناظرہ میں تشریف لے آئے اور انتظام جلسہ اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور یہ انہیں کی مخلصانہ مساعی کا نتیجہ ہوا کہ باوجود وہابیہ دیوبندیہ کی انتہائی اشتعال انگیزیوں، دل آزاریوں، شرارتوں، بد معاشیوں کے جلسے کے امن و امان میں فرق نہیں پڑا۔ واللہ الحمد۔

● ان حضرات حامیان دین و ملت نابان سرکار رسالت، علمائے اہلسنت کی خدمات عالیہ میں بھی تحفہ تشکر و امتنان پیش کرنا بھی واجب ہے، جو تکلیف سفر گوارا فرما کر، میدان مناظرہ میں تشریف لائے اور نشستگاہ علمائے اہلسنت کو اپنے جلوس میننت مانوس سے مشرف فرمایا اور مذہب اہلسنت کی سطوت و شوکت کے باعث بنے۔ مثلاً حضرت © مولانا مولوی حکیم مطیع الرضا محمد شمس الہدیٰ صاحب © حضرت مولانا مولوی فاضل نوجوان محمد یحییٰ صاحب © حضرت مولانا مولوی علیم اللہ خان صاحب ساکن فتح پور تال نرجا © حضرت مولانا محمد سعید خان صاحب ساکن فتح پور تال نرجا © حضرت مولانا مولوی قاری محمد شفیع صاحب مبارکپوری © حضرت مولانا مولوی حکیم محمد عبدالسلام صاحب قادری چشتی اشرفی ساکن ادوی (دامت محمد ہم و برکاتہم و مجاہدہم) اللہ عزوجل اپنے حبیب اجمل علیہ علی آلہ الصلاۃ والسلام الاکمل ان حضرات علمائے کرام کو بخیریت و فتح و نصرت مسلمانان اہل سنت کے سروں پر سایہ گستر رکھے اور ان کے فیوض و برکات سے سنی بھائیوں کو مستفید و مستفیض فرماتا رہے آمین۔

● ساتھ ہی مکرمی جناب عبدالرشید خان صاحب و محترمی جناب غلام رسول خان صاحب دام مجدہما کا شکر یہ ادا کرنا بھی اس مناظرہ کے ناظرین پر لازم ہے۔ جنہوں نے اپنے نورالعین جناب فاضل نوجوان مولانا عبدالاحد خان صاحب سلمہم الواہب کی تکمیل تحصیل علم کی خوشی میں جلسہ منعقد فرمایا اور حضرت صدرالافاضل استاذ العلماء مولانا مولوی حافظ سید محمد نعیم الدین صاحب قبلہ مدظلہم العالی و حضرت شیر پیشہ سنت دام مجدہم العالی کو دعوت دی اور ہزار ہا مسلمانوں کو فیصلہ حق و باطل دیکھنے کا موقع دیا۔

(فَبَارَكَ اللَّهُ تَعَالَى فِي دِينِهِمْ وَدُنْيَاهُمْ وَأَمْوَالِهِمْ وَأَوْلَادِهِمْ وَإِيمَانِهِمْ۔ آمین)

منکرین علم غیب کے مونہوں میں قہر الہی کا پتھر

مناظر وہابیہ مولوی منظور سنبھلی اور ان کے حامیوں نے ”یا پولیس المدد“ کے وظیفے پڑھ کر مناظرہ بند کر دیا۔ پھر بھی ان تقریرات فریقین کو دیکھ کر ہر انصاف والا نتیجہ برآمد کر سکتا ہے کہ حق پر کون ہے اور باطل پر کون؟ کاش اگر مولوی منظور سنبھلی اکابر دیوبندیہ و نانوتوی و گنگوہی و انپٹھوی و تھانوی کا کفر و ارتداد قبول کر کے، باضابطہ مسئلہ علم ماکان و مایکون کی بحث پر آجاتے، تو حضور شیر پیشہ سنت مولانا حشمت علی خاں صاحب نے اس مسئلہ مبارکہ پر قرآن عظیم و احادیث رسول کریم علیہ الصلاۃ والسلام و لتسلیم و علمائے دین قاسم کے ارشادات عالیہ سے ایک ہزار دلائل قاطعہ و براہین قاہرہ پیش کرنے کا ارادہ فرمایا تھا۔ خیر۔

اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے ÷ دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

اب جس وقت مولوی منظور سنبھلی کی کتاب ”بوارق الغیب“ شائع ہو کر وصول ہوگی، اس وقت انشاء اللہ تعالیٰ ثم شاء رسولہ ﷺ اس کا قاہرہ رد تحریر فرمائیں گے۔ اس میں منظوری خرافات و ہزلیات کا دندان شکن مکمل جواب ہوگا اور مسئلہ علم ماکان و مایکون پر ایک ہزار دلائل کا ظہور بے حجاب، مثل آفتاب عالمتاب، بعون اللہ الوہاب۔

یہاں حضرت شیر پیشہ سنت مولانا حشمت علی خاں صاحب کے افادات مبارکہ میں سے صرف ایک حجت قطعہ پیش کرتا ہوں۔ وہابیوں، دیوبندیوں، سنو اور سن کرسن ہو جاؤ، ورنہ عظمت و وسعت علم مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لاؤ۔ اللہ عزوجل توفیق بخشے آمین۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اپنے ملفوظات ”مجالس الحکمتہ“ مطبوعہ امداد المطابع، تھانہ بھون، کے صفحہ: ۱۵۱ پر فرماتے ہیں کہ ”اب ہم (وہابیہ دیوبندیہ) میں ادران (بریلی والوں) میں خلاف ایک امر ممکن میں رہا کہ وہ واقع ہو یا نہیں؟ یعنی یہ کہ ”إِلَى مَا يَدْخُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ. وَأَهْلُ

النَّارِ النَّارَ“ کا علم حضور کو دیا گیا یا نہیں؟ ہم کہتے ہیں دیا جانا فی نفسہ ممکن ہے۔ مگر وقوع اس کا شریعت سے کہیں ثابت نہیں اور وہ کہتے ہیں ثابت بھی ہے۔

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ ابتدائے آفرینش عالم سے اس وقت تک کہ جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہوں۔ ذرے ذرے قطرے قطرے پتے پتے ریزے ریزے کا تفصیلی محیط علم غیب عطا ہونا ممکن ہے اور مولوی صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند اپنی ”تحذیر الناس“ مطبوع خیر خواہ سرکار پریس، سہارن پور کے صفحہ ۱۴۰ پر لکھتے ہیں ”جب علم ممکن للبشر ہی ختم ہو لیا تو پھر سلسلہ عمل کیا چلے۔“ اس عبارت سے ثابت ہوا کہ جس قدر علم بشر کے لئے ممکن ہے، وہ سب حضور اقدس ﷺ پر ختم ہو گیا۔ تو اب ایک قیاس افزائی حاصل ہوا۔ ”صغریٰ“ جملہ ماکان و مایکون کا تفصیلی محیط علم غیب عطا کیا جانا ممکن ہے۔ ”کبریٰ“ جس قدر علم بشر کے لئے ممکن ہے، وہ سب حضور انور ﷺ پر ختم ہو گیا یعنی حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو مکمل حاصل ہو گیا۔ ”صغریٰ“ تھانوی جی کا مسلمہ ہے۔ ”کبریٰ“ نانوتوی جی کا مقبولہ ہے۔ تو کیا کسی وہابی دیوبندی کو نتیجہ سے انکار کی ہمت ہو سکتی ہے؟

والحمد لله على ما اتم الحجة و اوضح المحجة.



اس مناظرہ میں حضرت استاذ محترم شیر پیشہ سنت نصرہم اللہ تعالیٰ دائماً علی جمیع اعداء الاسلام کی تقریرات مبارکہ کا جواب جب کسی وہابی دیوبندی سے ممکن نہ ہوگا اور ہرگز ہرگز انشاء اللہ المستعان ممکن نہ ہوگا۔ تو جاہلوں دام افتادوں پر یوں اندھیری ڈالیں گے کہ ہم ان بیانیوں کا جواب ہی کیا دیں۔ ان میں تو گالیاں ہی بھری ہیں۔ حالانکہ تکذیب رب العالمین و تنقیص شان حضور سید المرسلین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم اجمعین و انکار ضروریات دین کے سبب وہابیہ دیوبندیہ اور ان کے کفریات قطعاً پر مطلع ہونے کے بعد ان کے کافر و مرتد ہونے میں شک رکھنے والے وہابیہ غیر مقلدین سب کے سب کفار مرتدین ہیں اور بحکم شریعت مطہرہ

مرتد کسی ملاطفت (عنایت) و ملائمت (نرمی) و مراقت (باہمی میل جول) کا ہرگز اہل نہیں۔ باوجود اس کے حضرت شیر پیشہ سنت و دیگر علمائے اہل سنت کی تقریرات مبارکہ و تحریرات مقدسہ میں سبیل رب عزوجل کی طرف حکمت کے ساتھ دعوت بھی ہے۔ موعظت حسنہ یہی ہے۔ مجادلہ احسن یہی ہے۔ پھر بھی اگر بعض مواقع پر ”وَ اغْلُظْ عَلَیْہُمْ“ کے جلوے اور ”وَلِیَجِدْہُمْ فِیْہُمْ غِلْظَہُ“ کی تجلیاں نظر آئیں، تو ان کو ہرگز گالیاں نہ سمجھا جائے بلکہ نصیحت و موعظت کے اصول پر کہیں درستی ہے، کہیں نرمی۔

”درستی نرمی بہم در بہ ست ÷ چو فاصد کہ جراح و مرہم نہ ست“

وہابیہ دیوبندیہ وغیر مقلدین کی خدمات میں مخلصانہ گزارش ہے کہ ہمیں اور جملہ مسلمانان اہل سنت کو ان کے ساتھ دنیوی عداوت اور نفسانی خصومت نہیں۔ اگر آج آپ لوگ اسلام کی مخالفت، اللہ و رسول جل جلالہ ﷺ کی عداوت و اہانت سے سچی توبہ کر کے بتوفیق تعالیٰ اسلام لے آئیں، تو ابھی ہم اہلسنت آپ صاحبوں کو ملانے اپنے گلے لگانے کے لئے تیار ہیں۔ آپ حضرات بنگاہ انصاف اس روداد مباحثہ اہلسنت و وہابیہ کو بغور ملاحظہ فرمائیں۔ خلوت میں پڑھیں، جلوت میں سنائیں اور تقریرات فریقین کو محک حقانیت (حقانیت کی کسوٹی) پر آزمائیں اور دیکھیں کہ مناظر وہابیہ مولوی منظور سنبھلی نے اس مناظرہ میں کیسی کیسی چھلیاں کھیلیں، فرار کے لئے کیسی کیسی گلیاں ڈھونڈیں، خلطِ محث کی کیسی کیسی ناپاک تدابیر اختیار کیں، مگر حضرت شیر پیشہ سنت مولانا حشمت علی خاں صاحب نے ان کی ہر ایک گلی بند کر دی۔ ہر ایک ضمنی اعتراض کا بھی جواب دیا۔ پھر بھی اصل محث سے نہ بٹے۔ نہ مولوی سنبھلی کا پیچھا چھوڑا اور بفضلہ تعالیٰ سنیت کا بول بالا اور دیوبندیت کا مونہہ کالا کر دیا۔

”وَذَلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ“

(پارہ: ۲۷، سورۃ الحدید، آیت نمبر: ۲۱)

ترجمہ: ”یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے“ (کنز الایمان)